

سرِ گوئے تُو چنِ کرم ، درِ تست نازِ حیاتِ ما  
سرِ ما و نسبتِ خاکِ تُو، ز حیاتِ ما، بہ ممتِ ما  
( نصیر )

[www.faiz-e-nisbat.weebly.com](http://www.faiz-e-nisbat.weebly.com)

# دوستِ ہمہ اُوست

مجموعہ نعت

پیر سید نصیر الدین نصیر  
گولڑہ شریف

مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف، E-II اسلام آباد (پاکستان)

## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

دوم

1100

مرسلین احمد گولڑوی

مہر یہ نصیریہ پبلشرز، گولڑہ شریف

ملک شفیق، 3-ملک روڈ، فیصل آباد

شنگر بلا پرنٹرز، فیصل آباد فون 041-610226

150/- روپے

1420ھ مطابق 2000ء

ISBN 969 - 8537 - 01-5

ملنے کا پتہ :

اندرون ملک : مکتبہ مہر یہ نصیریہ، درگاہ غوثیہ چشتیہ نظامیہ مہر یہ گولڑہ شریف،

E-11 اسلام آباد، پاکستان۔ فون : 051-292814

نیز : مکتبہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور

بیرون ملک : ڈاکٹر سید امتیاز حسین شاہ نقوی، 19 بینکس روڈ، سمال ہیتھ

برمنگھم B10 9PP انگلینڈ ٹیلیفون نمبر : 0044-121 6849101

قاری فضل رسول، جامعہ حقیہ مہر یہ اینڈ مسلم سنٹر، INC، 32-13، گلی 57th

ووڈ سائیڈ، نیویارک - آفس : 418 ایونیو، پی بروک لائن، نیویارک 11223

فون 718-274-7813 فیکس 718-3396 385 یو ایس اے

جد امجد علامہ دوراں عارف زماں

حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ السامی

کے نام

جن کی نعت کا مصرع

”کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا، گستاخ اکھیں کتھے جا آڑیاں“

ہر نعت نگار و نعت خوان کی دھڑکنوں میں گونجتا ہے اور

جس کا فیض نسل در نسل منتقل ہو رہا ہے

(نصیر)

دو عالم چوں صدف درہم شکستم

کہ آمد گوہر نامش بدستم

(میرزا عبدالقادر بیدل)

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی ست

(علامہ اقبال)

## ترتیب

پیش گفتار پیر سید نصیر الدین نصیر

حمد

صفحہ	نمبر شمار	
1	1	شیخ حرم گاہ عناصر
4	2 ✓	مسند آرائے بزم عطا
6	3 ①	تضمین بر "آج یک مہراں دی ودھیری اے" (حضرت پیر مرعلیٰ شاہ گولڑوی کی مشہور پنجابی نعت)
11	4	ہمہ دان و ہمہ جا
13	5	التجاید رگاہ مجیب الدعوات جل جلالہ
15	6	کے ہو دے جتھ تیں کیوں دیکھاں، بخش ہار جد تیرے سوا کوئی نہیں
16	7	جہڑے فقر دے رنگ وچ گئے رنگے جھکدے سدا جگ دے پالن ہار آگے
17	8	صدقہ اپنی رحیمی دارم فرما! کر لے عرض منظور، انکار نہ کر

## نعت

19	9	ہے سرکار دادہ کب بوبا
20	10	محضور سید المرسلین
26	11	یامد رگ آنجوائی (ماہیا)
28	12	محضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دیکھ پیکرِ خوبِ تو آفرید خدا  
گہے بسوئے تو گہے سوئے خویش دید خدا

نمبر شمار	صفحات
34	مریض مصطفیٰ کے سامنے کس کا ہنر ٹھہرا
35	کیا پوچھتے ہو ہم سے، مدینے میں کیا ملا
36	نور سرکار نے ظلمت کا بھرم توڑ دیا
37	دل میں کسی کو اور بسایا نہ جائے گا
38	دل میں یوں اُن کی تجلی کا تماشا دیکھا
39	جلوہ حُسن بقا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
40	جو تصور میں رہا، پیشِ نظر بھی ہو گا
41	زندگی جب تھی، یہ جینے کا قرینہ ہوتا
42	سنور جائے گی سب کی عاقبت، سب کا بھلا ہو گا
43	جلوہ رُوئے نبی مطلعِ انوارِ حیات
44	چھڑ جائے جس گھڑی شیرِ کون و مکاں کی بات
45	منتظرِ خود ہے بصد شوق، خدا آج کی رات (بحوالہ معراج شریف)
46	اور یہی کچھ ہے دو عالم کی ہوا آج کی رات
47	جانبِ عرش ہے حضرت کا سفر آج کی رات
48	ضیا فردز ہے دل میں حضور کی نسبت
49	ملی ہے شافعِ یومِ نشور کی نسبت
50	اُس کو نہ چھو سکے کبھی رنج و بلا کے ہاتھ
51	آئی ہے جالیوں سے بھی شاید لگا کے ہاتھ
52	بچنے کہاں کہاں نہ حبیبِ خدا کے ہاتھ
53	اُن کی طرف بڑھیں گے نہ لطفِ خدا کے ہاتھ
54	اُن کی نوازشات کا ہے میرے سر پہ ہاتھ
55	لب و لکے تھے رکھ کے محمدؐ کے در پہ ہاتھ

نمبر شمار	صفحات
13	برگ و نوائے بے نواہیاں
14	بہند چو پیہر را، گوید خورشیدِ سما سُبْحانِ اللہ
15	دل بہ کُوئے تو یا رسول اللہ
16	دو عالم زیرِ فرمانِ محمدؐ
17	خوش نصیبیم کہ بردگرِ ناز آمدہ ایم
18	ہر سو ہمارِ حُسن و جمالِ محمدؐ است
19	آں ذرہ نوازِ من (فارسی میں ماہیا)
20	تضمین بر نعتِ برہانِ العاشقین حضرت مولانا جامیؒ
21	تضمین بر نعتِ سلطانِ العارفین حضرت مولانا جامیؒ
22	تضمین بر نعتِ حضرت مولانا جامیؒ
23	مُصحفِ اسرارِ الہی
24	عیدِ میلادِ النبیؐ
25	تم اوّل و آخر ہو (ماہیا)
<b>دیوانِ نعت (اُردو)</b>	
26	دو دنوں عالم میں ہے دن رات اُجالا تیرا
27	روِ ازل خالق نے جاری پسلا یہ فرمان کیا
28	ازل کے نور کو جب اُس میں آشکار کیا
29	ہر اک صفت کا تری ذات سے حصار کیا
30	مجھے غلام، اُسے میرا شریار کیا
31	یہ نہ پوچھو ملا ہمیں درِ خیرِ الواری سے کیا
32	دل کسی حال میں ایسا نہیں ہونے دیتا
33	شاہ کے فیض سے انسان کا ہر کام چلا

صفحہ	نمبر شمار
169	78
171	79 ✓
173	80
175	81
177	82
179	83
181	84
183	85
184	86
186	87
188	88
190	89
192	90
194	91
196	92
198	93
200	94 ✓
202	95 ✓
204	96
206	97
208	98
210	99 ✓

صفحہ	نمبر شمار
125	56
127	57
129	58
131	59
133	60
135	61
137	62
139	63
141	64
143	65
145	66
147	67
149	68
151	69
153	70
155	71
157	72
159	73 ✓
161	74
163	75
165	76
167	77

صفحہ	نمبر شمار	
252	122	تسرا اگر آپ کے نقش کف پاتک پہنچے
254	123	ہر آن اک تپش غم خیر البشر کی ہے
256	124	جو لوگ بن کے ادب دان مصطفیٰ اُٹھے
257	125	جو بے وسیلہ محبوب کبریا اُٹھے
259	126	جو اُس کو دیکھ لے وہی صاحب نظر لگے
260	127	آنسو جو آئے آنکھ میں مثل گھر لگے
261	128	نہ طلب ہی دے، نہ جنوں ہی دے، یہ ہوس نہ دے، وہ ہوا نہ دے
263	129	ادب یہ ہے کہ جہاں اُن کا نام آجائے
264	130	خدا کے لطف و کرم پر نظر نہیں رکھتے
266	131	جو مدینے میں کہیں اپنا ٹھکانہ کر لے
268	132	یاد اُس در کی مرے دل کو سدا خوش رکھے
270	133	جس کو حاصل ہیں غم ساقی کوثر کے مزے
272	134	جس نے سمجھا عشق محبوب خدا کیا چیز ہے
274	135	ہیں وقف جان و دل مرے اِس کام کے لیے
276	136	حشر میں مجھ کو بس اتنا آسرا درکار ہے
278	137	کوئین میں یوں جلوہ نما کوئی نہیں ہے
280	138	نعت میرا جو محبت میں رسا ہو جائے
282	139	کاش مقبول ہو میری یہ دُعا جلدی سے
284	140	ذوقِ نظارہ کو ہر وقت سفر میں رکھیے
286	141	بطحا سے آئی، اور صبا لے گئی مجھے
288	142	دیکھا سفر میں آبلہ پا، لے گئی مجھے
290	143	اجل، دیارِ رسالت میں آئے اس مجھے

صفحہ	نمبر شمار	
212	100 ✓	قیامت ہے اب انتظارِ مدینہ
213	101	عکسِ رُودے مصطفیٰ سے ایسی زیبائی ملی
214	102	دل ہوا جس وقت یک سو، جب بھی تنہائی ملی
215	103 ✓	تھی جس کے مقدر میں گدا کی ترے در کی
217	104	حضور! آپ کا رتبہ نہ پاسکا کوئی
219	105	سوچا ہے اب مدینے جو آئیں گے ہم کبھی
221	106	ہوتے نہ جلوہ گر جو شہرِ مرسلین کبھی
223	107	ہزار بار ہوئی عقل نکلتے چیں پھر بھی
225	108	د مدم تیری ثنا ہے یہ بھی
227	109	دُور ہوں اُن سے، سزا ہے یہ بھی
229	110	بادشاہی ماہ سے ہے تابہ مانی آپ کی
230	111	جو اولیٰ کا ہے معاملہ نہ سسی، کچھ اور لگن تو ہے
232	112 ✓	ہم گنہ گاروں کو سرکارِ سنجالے ہوں گے
234	113	تصویر میں رُخِ روشن کو لاکر ہم بھی دیکھیں گے
236	114	دل و جان کو ہر آفت سے بچا کر ہم بھی دیکھیں گے
238	115	بہ صد معجز و عقیدت جلوہ جا کر ہم بھی دیکھیں گے
240	116	ہوا ظاہر یہ اُن کے نور سے نور خدا کیا ہے
242	117	خدا والے ہی جانیں ذاتِ محبوب خدا کیا ہے
244	118	شبِ معراج پل بھر میں مکان سے لامکاں پہنچے
246	119	اِسی لیے تو جھکا جا رہا ہے میرا سر آگے
248	120	درِ نبی کو مسافر جو بڑھ کے آلیں گے
250	121	دردِ دل کی یہ تمنا ہے دوا تک پہنچے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## پیش گفتار

از دل و دیں چہ آورم ہدیہ رُونمائے تُو  
ایکے بہ شانِ دلبری ہر دو جہاں فدائے تُو

نعت، عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معنی تعریف کرنے کے ہیں، مگر اصطلاح میں اس سے مراد وہ بیان منظوم ہے، جس میں شاعر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنی عقیدت اور آپ کی ذات والاصفات سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ نعت کا موضوع بظاہر محدود دکھائی دیتا ہے، مگر چوں کہ اس کا موضوع وہ عظیم ہستی ہے، جس میں تمام انفس و آفاق کی وسعتیں سمٹ آئی ہیں، اس لیے یہ صنفِ شعر بھی حد درجہ لامحدود اور وسیع ہے۔ آپ کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ کلمہ طیبہ ہی کو لیجئے۔ جب تک اقرارِ توحید کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار و اعلان نہ کیا جائے، ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ عمد بہ عمد عربی، فارسی اور پھر اردو میں شعراء نے جس تواتر اور

نمبر شمار	صفحہ
144	مُود و عطا میں فرد، وہ شاہِ حجاز ہے
145	چاند تارے ہی کیا دیکھتے رہ گئے
146	راہِ نبی میں ذوق و وفا میرے ساتھ ہے
147	نذرانہ سلام حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الطیبۃ والسلام
148	صلو علیہ وسلموا تسلیما
149	جس طرف سے وہ گلِ گلشنِ عدنان گیا
150	شرفِ یابِ معیت، واقفِ آدابِ آوادی
151	درِ حضور سے در کوئی بھی بلند نہیں
152	ادھر بھی نگاہِ کرم یا محمد! صد اے رہے ہیں یہ در پر سوالی
153	جو اہلِ دل ہیں، کیفیت سے کب باہر نکلتے ہیں
154	شاہانِ جہاں کس لئے شرمائے ہوئے ہیں
155	بے مثل ہے کونین میں سرکار کا چہرہ
156	ہے جن کی خاک پاؤںِ مہ پر لگی ہوئی
157	غلامِ حشر میں جب سیدِ الواری کے چلے
158	مجھ پہ بھی چشمِ کرم اے میرے آقا! کرنا
159	ہے سراپا اُجالا ہمارا نبی
160	راتِ آسری دی فضلِ خزانیاں تُوں، اُمت واسطے مری سرکارِ لُلیا
161	کرکن خاور دے شاہِ دی، لاثِ چن دی، تھر تھر کنبے جس دے در و بامِ چم کے
162	اُس دی گل چھینو! جس دی اک گل توں، سارا عالم، تے بزمِ ظہور صد تے



تسلل کے ساتھ اس صنفِ خاص سے اپنے شغف کا اظہار کیا ہے، اس کی نظیر دنیا کی کسی زبان اور اُس کے ادب میں نظر نہیں آتی۔ بقول خواجہ حافظ شیرازیؒ۔

نہ من بر آں گلی عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار اند

دیں ہمہ اُوست کی اشاعتِ ثانی پیشِ خدمت ہے، اس میں وہ نعتیں بھی شامل کر دی گئی ہیں، جو پہلی اشاعت کے بعد کہی گئیں۔ اللہ تعالیٰ میرے ان اشعار کو روزِ قیامت میری بخشش کا وسیلہ بنائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اپنی شفاعت سے بہرہ مند فرمائیں۔

چو بازوئے شفاعت را گشتائی برگشاں

مکن محروم جاتی را در آں یا رسول اللہ

اس آرزو کے علاوہ دل میں کوئی آرزو نہیں۔ مجھے زبانِ دانی کا دعویٰ ہے اور نہ علم و فن کا ادعا، بلکہ میرے دامن میں تو سرمایہٴ عجز کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ز جامِ حُبِ تو مستم، بہ زنجیرِ تو دل بستم

نمی گویم کہ من ہستم، مُتَحِدَاں یا رسول اللہ

حمد

گدائے شہرِ مدینہ

نصیر الدین نصیر کان اللہ

گولہ شریف

## شمع حرم گاہِ عناصر

صنایعِ گل و لاله و نقاشِ چین زار	خلاقِ مہ و مہر، فروزندہٴ انوار
صورتِ گرِ ایجاد و نگارندہٴ آفاق	گردشِ دہِ ایام و طرازندہٴ اعصار
برتر ز ہمہ، جلوہ نما در ہمہ عالم	در پردہٴ تکوین و زیرِ ذرہ نمودار
خود صاحبِ ادراکِ بڑوں از حدِ ادراک	آں کز ہمہ مستور و بہ عیبِ ہمہ ستار
بر طاعتِ او ختمِ سیرِ اجرام و عناصر	در حضرتِ او انجم و افلاکِ گولِ سار
مکشوفِ بر او بودہٴ نہاں خانہٴ تخلیق	معروف از و گشتہٴ سرا پردہٴ افکار
او قادر و قدوس، لہ الملک لہ الحمد	او خالق و او رازق و او غالبِ قہار
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن	ہم مالکِ مہان و کرم پیشہ و غفار
گیرندہ و بخشندہ و بینندہ و دانا	پیدا است، ہویدا است بر او در پیلِ ستار
اوضاعِ جہاں پر تو رنگینیِ حُسنش	او خالقِ شبِ ہائے سیہ، فائقِ آسار
شہِ پارہٴ گلِ کاریِ آں صانعِ ہستی	نظارہٴ دشتِ در و ویرانہ و گلِ زار
آئینہٴ نیچونیِ آں موجدِ نیرنگ	شام و سحر و روشنیِ روز و شبِ تار
انگارہٴ فنِ کاریِ آں خالقِ فطرت	نیلوفر و نسرین و سمن، سوسن و گلِ نار

رخشنده ز نورِ چمن آرائی لطفش  
 دُر د تہ جام است ز میخانہ جودش  
 برکشت جہان است سحابِ کرم او  
 از قدرت او شیخِ حرم گاہِ عناصر  
 از تابِ جمالش ہمہ زیبائی گلشن  
 از رافتِ او آب و نغمِ عارضِ ہستی  
 از حکمتِ او سنگ شود رُکش گوہر  
 محکمش کند از قطرہ آب و گلِ تیرہ  
 از خاکِ سیہ فیضِ کریمیش بر آرد  
 از جوہرِ خَلّاقی او نازش بُستان  
 خواہد اگر او قطرہ شبنم شرر آرد  
 در عالمِ امکاں ز تجلّائے جمالش  
 بر اوجِ فضا زمزمہ پیرائے شنایش  
 در کشورِ کن، سایہ اورنگِ جلالش  
 در نازِ گہِ حُسنِ بُتاں، جلوہ نورش  
 در بزمِ گہِ شوق، دل آویزی عشقش  
 صحرا و بیابان، دَمَن وادی و کُھسار  
 دریا و غدیر و شَمَر و قُلزُم و انہار  
 گلِ بیز و سمن پاشِ دُر افشان و گُتر بار  
 شِعرای و ثریا و سُہا، ثابت و سیار  
 رعنائی گل، موجِ صبا، خندہ ازہار  
 از رشحہ فضلش چمنِ دہر، سمن زار  
 از رحمتِ اور شکِ رگِ گل بشود خار  
 مَر جان و عقیق و گہر و لؤلؤئے شہوار  
 شلخ و شجر و سبزہ و سزو و گل و انمار  
 ریحان و گیاه و شمر و گلبن و اشجار  
 چون شعلہ گل شمعِ گلستاں بشود نار  
 ضو باری ذرات شود رُکش اَقمار  
 طوطی چمن، کبکِ دری، فاختہ و سار  
 طبل و عَلم و جاہ و حشمِ جُبّہ و دستار  
 تابانی رُو، تابِ جبین، تابشِ رخسار  
 آہنگِ ربابِ دف و طنبورہ و مزار

ہر دیدہ بہ خود می تپد از ذوقِ جمالش  
 ہر عکسِ جمالش نظرِ افروزد طربِ ناک  
 ہر پیکرِ خَلّاقی او مقطعِ تزیین  
 ہر ذرّہ خاکِ تہر و ہر ریشہ خاشاک  
 او منزلِ مقصودِ رُہِ شیخ و برہمن  
 در پیشگاہِ عدل، نکوکار، سرا گلن  
 در راہِ کنشت و حرم و دَمَر و کلیسا  
 نورے ز تجلّیش نیابی، چونہ باشد  
 تا ذرّہ حمدش نہ رسد فکرِ سخن و در  
 ہر سینہ ز دردِ طلبش عرصہ پیکار  
 فرحتِ دہِ نظارہ و دامنِ کشِ انظار  
 ہر منظرِ صنّاعی او مطلعِ انوار  
 در گلِ کدہِ صنعتِ او دلکش و شہکار  
 تیغ و نغمِ رَہ، مخصّصہ سُبّح و زُتار  
 در بزمِ گہِ لُطف، مداراتِ گنہگار  
 تا منزلِ او عشق شود قافلہ سالار  
 تابِ تبِ جاں دیدہ، بینا، دلِ بیدار  
 اوجِ صَفقش پَرِ شکنِ طائرِ گفتار

بینند نصیر اہل نظر جلوہ حُسنش

گاہے بہ سرِ منبر و گاہے بہ سرِ دار

## مسند آرائے بزم عطا

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں اور دنیا میں حاجت روا کون ہے  
 سب کا داتا ہے تو، سب کو دیتا ہے تو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے  
 کون مقبول ہے، کون مردود ہے، بے خبر! کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے  
 جب تیلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے  
 کون مستنا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کُنجی ہے مقسوم کی  
 رزق پر کس کے پلٹتے ہیں شاہ و گدا، مسند آرائے بزم عطا کون ہے  
 اولیا تیرے محتاج اے ربِّ کل! تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل  
 ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تری، ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے  
 میرا مالک مری سُن رہا ہے فغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں  
 اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بلا ہے، صبا کون ہے  
 ابتدا بھی وہی، انتہا بھی وہی، ناخدا بھی وہی ہے خدا بھی وہی  
 جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما، اُس آحد کے سوا دوسرا کون ہے

وہ حقائق ہوں اشیاء کے یا خشک و تر، فہم و ادراک کی زد میں ہیں سب، مگر  
 مایوسا ایک اُس ذاتِ بے رنگ کے، فہم و ادراک سے ماوری کون ہے  
 انبیا، اولیا، اہل بیتِ نبی، تابعین و صحابہؓ پہ جب آہنی  
 گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے  
 اہل فکر و نظر جانتے ہیں تجھے، کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے  
 اے نصیر! اس کو تو فضلِ باری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

## تضمین بر ”آج سیک مترال“

اودہی دل نول تا نگہ بیری اے جمدی از لول شان اچیری اے  
ربا وصل دے وچ کیہ دیری اے آج سیک مترال دی ودھیری اے ✓  
کیوں دلڑی اداس گھیری اے نول نول وچ شوق چنگیری اے

آج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں

فرقت دی رات لمیری اے جھلی غم دی لال ہیری اے  
کیہ رحمت دے وچ دیری اے آج سیک مترال دی ودھیری اے  
کیوں دلڑی اداس گھیری اے نول نول وچ شوق چنگیری اے

آج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں

كَالْمَطْرِ بَكَيْتُ لِرُؤْيَيْتِهِ فِي النَّوْمِ حَضَرْتُ بِحَضْرَتِهِ  
فَخَضَعْتُ الرَّأْسَ لِعِزَّتِهِ الطَّلِيفُ سَرَى مِنْ طَلْعَتِهِ  
وَالشَّدُوْ بَدَى مِنْ وَفَرَتِهِ فَسَكَرْتُ هُنَا مِنْ نَظَرَتِهِ

نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں

اودہ رات سُہانی چن ورگی مٹھی خواب تے اودہ حرا وادی  
کیہ تکیا اچانک میں عاصی الطَّلِيفُ سَرَى مِنْ طَلْعَتِهِ  
وَالشَّدُوْ بَدَى مِنْ وَفَرَتِهِ فَسَكَرْتُ هُنَا مِنْ نَظَرَتِهِ

نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں

اودہ تہہ مہار زامانی اے اودہی دو جگ تے سلطانی اے  
آیتھ گم عقل انسانی اے گم چند بدر شعثانی اے ✓  
متھے چمکے لاٹ نورانی اے کالی زلف تے اکھ مستانی اے

مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

جُبَّة توحیدی زیب تن متھے تاج رسالت صوا گن  
موہڈے زلف جیویں چڑھیا ساون دو ابرو قوس مثال دسن ✓  
جیس تھیں نوک مرہ دے تیر چھٹن لبّاں سُرخ اکھاں کہ لعل یمن

چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں

انہوں ہستی دا عنوان اکھاں رب سچے دی بُرہان اکھاں  
یاں اکھیاں دا قرآن اکھاں اس صورت نول میں جان اکھاں ✓  
جانان کہ جانِ جہان اکھاں سچ اکھاں تے ربی شان اکھاں

جس شان تھیں شانناں سب بنیاں

قامت موزوں، تے ٹور حسیں مازاغ نظر، والشمس جیہیں  
جنہوں دیکھیاں آوے رب تے یقین ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں  
بے صورت ظاہر صورت تھیں بے رنگ دے اس مورت تھیں  
وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

جیویں لفظاں وچ مخفی معنی جیویں قطرے وچ لٹکے دریا  
ہے رنگ اس دا بے رنگ نما دتے صورت رہ بے صورت دا  
توبہ رہ کیہ عین حقیقت دا پر کم نہیں بے سوجھت دا  
کوئی وریاں موتی لے تریاں

ایہدے حسن دا پر تو شمس و قمر ایہدے متوالے بوبکر و عمر  
ایہا رکھی لاج لحد اندر ایہا صورت شالا پیش نظر ✓  
رہے وقت نزع تے روز حشر وچ قبر تے پل تھیں ہوسی گزر  
سب کھوٹیاں تھیں تدکھریاں

جامہ رحمت والا اس تہاں کیتادل نہ کسے دا اُداس تہاں  
ساری اُمت دا احساس تہاں یُعْطِیْکَ رَبُّکَ داس تہاں  
فَتَرْضٰی تھیں پوری اس آساں لُج پال کر یسی پاس آساں  
وَاشْفَعْ تَشْفَعْ صحیح پڑھیاں

آج پا لیا کیہا لباس تہاں سائے لٹ لے ہوش حواس تہاں  
آساں گندیاں مندیاں دا پاس تہاں یُعْطِیْکَ رَبُّکَ داس تہاں  
فَتَرْضٰی تھیں پوری اس آساں لُج پال کر یسی پاس آساں  
وَاشْفَعْ تَشْفَعْ صحیح پڑھیاں

بھرو سکدیاں اکھیاں دا دامن میرا اُجڑے نہ آساں دا گلشن  
کرو کرم طفیل اولیں قرن لاہو مکھ توں مُحْطَط بُرْدِ یمن  
مَن بھانوری جھلک دکھاؤ بجن اوہا مٹھیاں گالیں الاؤ مٹھن  
جو حمر وادی سن کریاں

تے بھاگ اکھیں دے جگاؤ ڈھولن مکھ عاشقاں نوں دکھلاؤ ڈھولن  
پھیرا رحمت والا پاؤ ڈھولن حجرے تھیں مسجد آؤ ڈھولن ✓  
نوری جھات دے کارن سائے سکھن دو جگ اکھیاں رہ دا فرش کرن  
سب انس و ملک حوراں پریاں

انہاں جالیاں دے دل آندیاں تے انہاں مُڑمُڑ جھاتیاں پاندیاں تے  
انہاں جھڑکاں ماراں کھاندیاں تے انہاں سکدیاں تے کرلاندیاں تے  
لکھ واری صدقے جانیاں تے انہاں بڑیاں مفت وکاندیاں تے  
شالا وت آون اوہ گھڑیاں

کیہ جن و بشر، کیہ شاہ و گدا    ڈٹھی جس وی نصیراوه شانِ خدا  
اُڈے ہوش تے مونہوں بول اٹھیا    سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ ✓  
مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ    کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا  
گستاخ اکھیں کتھے جا آریاں

## ہمہ دان و ہمہ جا

بدبذ زمانہ شہادتے کہ خدائے ارض و سما توئی  
سخن از عطائے تومی رود کہ بہ درد و غم ہمہ راتوئی  
ہمہ راست لطفِ تودادرس، چمن و طراوت و خار و خس  
لبِ خود گشودہ بہ ہر نفس کہ خدا توئی، بخدا توئی  
بہ کمالِ ناز برآمدی، بہ صد اہتزاز در آمدی  
بہ شمیمِ نکستِ گلِ توئی، بہ خرامِ موجِ صبا توئی  
من و جرمِ کوشی پے بہ پے، تو و پردہ پوشی دم بہ دم  
بہ حصیرِ ننگِ خطا منم، بہ سریرِ لطف و عطا توئی  
بہ فلکِ ہی رسد آہِ من، منم و ہجومِ گناہِ من  
بہ عطائے تستِ نگاہِ من کہ ولیِ روزِ جزا توئی  
تب و تابِ حُسنِ ازل ز تو، تنگ و تازِ موجِ عمل ز تو  
کم و کیفِ بزمِ علل ز تو، تیشِ دلِ من و ما توئی

چہ خیال جاہ و چہ فکر زر، نہ بود مرا ہوسِ دگر  
بجز این کہ خاکِ درت شوم، کرے! کہ نازگدا توئی

بہ ورق ز ہیبت نام تو سرِ خامہ لرزد و می تپد  
چہ شوم بہ حمدِ ثوب گشا، ہمہ داں توئی، ہمہ جاتوئی

کرمِت پناہِ شکستگان، دمِ نشت مرہمِ خستگان  
کہ عزیزِ جانِ حزیں توئی، اثرِ آفرینِ دُعا توئی

بِجَلالِ وَجْهِکَ شَهِدًا فَإِنْ اسْتَفَقَرَّ مَکَانُهُ  
بہ کلیمِ محوِ سخنِ توئی، سرِ طورِ جلوہ نما توئی

دل و دیدہ کردہ اسیرِ تو، بہ درت نشتہ نصیرِ تو  
مددے! کہ دافعِ مُشکلی، نظرے! کہ عقدہ گشا توئی

## التجا بدر گاہِ مُجیبِ اللّٰعَوَاتِ بَلَّ جَلَالُهُ

خدا یا تھی دست و در ماندہ ام	دریں بے نوائی، ترا خواندہ ام
گنہ پیش از حدّ و عدّ کردہ ام	جزایم مدہ بد، چو بد کردہ ام
ہمہ عمر من فکرِ تن کردہ ام	نکردہ است کس، آنچہ من کردہ ام
ز حُسنِ عملِ دُور بس ماندہ ام	بقیدِ ہوا و ہوس ماندہ ام
ز دل محو کردم مراعاتِ تو	فراموش کردم عنایاتِ تو
پے نفسِ امارۃ فتنہ جو	دویدم بے در جہاں چار سو
کشیدم بے نازِ اہلِ جہاں	گشودم بے در ستائشِ زباں
بہ پیشِ سلاطینِ گردنِ فراز	نہادم بہ خواریِ جبینِ نیاز
کہ شاید کسے دستیاری دہد	ز دایم بلا رُستگاری دہد
ولے راند ہر کس ز در گاہِ ناز	کنوں آدم، اے کمینہ نواز!
خطا کار بودم بے زشت کار	بلطفِ خود از من خطا در گزار
تو دادی مرا رزق اندر جہاں	ز شکرِ تو عاجز زبان و بیاں
خدا یا مکن بر گناہم نظر	تو الطاف و اکرامِ خود را نگر



بدرگاہِ تُو ایس فرومایہ اے      ندارد بجز بجز سرمایہ اے  
 بیس سوئے ایس بے زبانی من      ز شرمندگی خوفشانی من  
 کہ لطف تُو از تُو جوئندہ ام      مکن شرمسارم کہ شرمندہ ام  
 گرفتہ کہ من زشت کارم قدیم      ولے ناز دارم کہ ہستی کریم  
 اگر پرسی از کار ہائے بدم      بہ میل گنہ من مثالِ خودم  
 زا بر عطا، گرد ہی قطرہ اے      ز دوزخ نباشد مرا خطرہ اے  
 اگرچہ گنہگار و بدکارہ ام      ولے لطف فرما کہ بے چارہ ام  
 ہمہ عمر کردم تباہ و خراب      ندارم بروزِ قیامت، جواب  
 بہ حالِ بدم کن نگاہِ کرم      کہ ہستی کریم و عمیم انعم

بہ بخشا بہ حالِ نصیرِ حزیں

بجاہِ محمد رسولِ امیں

## حمدیہ

کسے ہور دے ہتھ میں کیوں دیکھاں، بخش ہار جد تیرے سوا کوئی نہیں  
 تیرا فضل جے شاملِ حال ہووے، کسے ہور شے دامنوں چا کوئی نہیں  
 پلا اپنا کھلا راں کیوں کسے اگے، تیرے باہجہ جد صاحب عطا کوئی نہیں  
 جے توں بند کیتا بوہا فضل والا، فیر تیرے نصیر لئی، جا کوئی نہیں

## حمدیہ

جیڑے فقر دے رنگ وچ گئے رنگے، جھکدے سدا جگ دے پالن ہار آگے  
 اگو وار اُوہ یار دا نام لے کے، دھرنا مار بہندے، دیر یار آگے  
 ڈر دے ہر ویلے رب دی ذات کولوں، مٹھا رکھدے اُوہدی سرکار آگے  
 عزت کر دے فقیراں تے عاجزاں دی، اٹھدے کدی نہ کسے سردار آگے

## حمدیہ

صدقہ اپنی رحیمی دا رحم فرما! کر لے عرض منظور، انکار نہ کر  
 تینوں تیری ستاری دا واسطہ ای، عیباں میریاں نوں آشکار نہ کر  
 رکھ کے عدل میزان وچ عمل میرے، اوگن ہارتائیں شرمسار نہ کر  
 اپنیاں کیتیاں ہتھوں آں خوار آگے، حشر وچ مینوں ہو ر خوار نہ کر

نعت

## قطعہ

ہے سرکار دا اوہ ہک بُوہا  
حق دی جتھے ہر ویلے ہو ہا  
آپ دا ہر اک لفظ زبانوں  
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحٰی

وَلَا تَحْزَنُ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝

القرآن ( 16 : 127 )

اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ وہ تدبیریں کیا کرتے ہیں، اس سے تنگ دل نہ  
ہوا کریں۔

## مفہوم منظوم از نصیر

مَر جَائِسٍ حَاسِدٍ جَلَّ جَلَّ  
تنگ نہ ہواے میرے پیہر !  
دیتا جا بھر بھر کے ساغر  
اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

## محضورِ سید المرسلین

- 1 بِذِكْرِ الْمُصْطَفَىٰ هَادِيَ الزَّمَانِ  
رَجَعْتُ مِنَ الْبَيَانِ إِلَى الْعَيَانِ
- 2 حَيْبُ اللَّهِ خَيْرُ الْخَلْقِ طُرًّا  
كَدَّرَ الْوَسْطِ فِي عَقْدِ الْجُمَانِ
- 3 عَزِيزٌ ذُو الْمَكَارِمِ وَالْمَعَالِي  
رَفِيعُ الْقَدْرِ مُرْتَفَعُ الْمَكَانِ
- 4 هُوَ الْهَادِي إِلَى سُبُلِ السَّلَامِ  
سَدِيدُ الْقَوْلِ صَدِيقُ اللِّسَانِ
- 5 مُعِينُ الْخَلْقِ فِي هَمِّ وَ غَمِّ  
مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْمُسْتَعَانَ
- 6 مُسَوِّى النَّاسِ مِنْ بَيْضٍ وَ سَوْدٍ  
وَهَادِي الْخَلْقِ مِنْ قَاصٍ وَ دَانِ

- 7 هُوَ الرُّوحُ اسْتَنَادٌ بِهِ الْوُجُودُ  
هُوَ الْإِنْسَانُ فِي عَيْنِ الزَّمَانِ
- 8 تَرَى خَدِّي رَسُولِ اللَّهِ حُسْنًا  
يُنُورُ الْإِهْتِدَاءِ يُبَشِّرَانِ
- 9 هُوَ الْقُرْآنُ مِنْ سُورِ السَّجَايَا  
صَحَابَتُهُ كَايَاتِ الْمَنَانِ
- 10 لَهُ قَلْبٌ كَمِصْبَاحٍ تُنِيرُ  
وَلِلْقُرْآنِ سِيرَتُهُ مَعَانِ
- 11 وَبِعَثَّتْهُ عَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ  
كَمَا نَصَّتْ بِمُحْكَمَةِ الْبَيَانِ
- 12 فَمَنْ وَالَاهُ بَشَرُهُ الْوُدُودُ  
خُلُودًا تَحْتَ أَنْوَارِ الْجَنَانِ
- 13 وَنَنْ عَادَاهُ مَوْعِدُهُ الْجَحِيمُ  
سَتَجْعَلُهُ كَمَطْرُودٍ مَهَانِ

14 لَهُ نَارُ الْقَرَىٰ فَوْقَ الْيَقَاعِ  
مُضَيَّفٌ فِي الْمَوَاطِنِ بِالْبَنَانِ

15 نَظَرْتُ إِلَىٰ جَمِيعِ الْخَلْقِ نَظْرًا  
فَلَمْ يُدْرِكْ لَهُ فِي الْخَلْقِ ثَانِي

16 مُغِيثٌ فِي مَفَاجَاتِ الْبَلَايَا  
بِرَحْمَتِهِ الْبَرَايَا فِي الْأَمَانِ

17 أَمِينٌ صَادِقٌ فِي كُلِّ أَمْرٍ  
كَرِيمٌ مُّكْرَمٌ فِي كُلِّ شَأْنٍ

18 إِمَامُ الْخَلْقِ مِنْ شَرَفٍ وَ جُودٍ  
شَفِيعُ النَّاسِ فِي بَرٍّ وَ جَانٍ

19 لَنَا فِي الدِّينِ وَالْدُنْيَا نَصِيرٌ  
بِإِنْعَامٍ وَ لُطْفٍ وَ ائْتِنَانِ

## مشکل الفاظ کے معانی

- 1- جُمَانَتٌ - مروارید، اس کی جمع جُمَانٌ ہے۔ 2- مُسَوِّیٌ برابر کرنے والا۔ 3- بَيْضٌ أَبْيَضٌ کی جمع سفید فام انسان۔ 4- سُودٌ اسود کی جمع سیاہ فام انسان۔ 5- اِنْسَانٌ آنکھ کی پتلی۔ 6- سُورٌ سُورَت کی جمع۔ 7- مَطْرُودٌ راندہ ہوا۔ 8- مُهَانٌ ذلیل و خوار۔ 9- نَارُ الْقَرَىٰ مہمان نوازی کے لیے جلائی جانے والی آگ۔ 10- يَقَاعٌ بلند زمین، ٹیلہ۔ 11- مُضَيَّفٌ مہمان نواز۔ 12- بَلَايَا بَلِيَّةٌ کی جمع۔ 13- بَرَايَا بَرِيَّةٌ کی جمع۔ 14- بَرٌّ نیکوکار۔ 15- جَانٍ گناہگار۔

## ترجمہ

- 1 ہادی کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کی وساطت سے میں نے بیان سے اُن کے ظہورِ خاص کی طرف رجوع کیا۔
- 2 آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ہر لحاظ سے سارے عالم انسانیت میں برگزیدہ ہیں۔ آپ کا وجود اقدس مروارید کے ہار میں درمیانے موتی کی طرح ہے۔
- 3 آپ ہر رفعت و کمال کے حامل، معزز، رفیع القدر اور بلند مرتبہ ہیں۔
- 4 آپ سلامتی کے راستوں کے ہادی ہیں۔ زبانِ مبارک چچی ہے اور آپ اپنے قول کے پختہ ہیں۔
- 5 عزیز و مہربان ذاتِ باری کے حکم سے آپ مخلوق کے ہر دکھ درد میں

اُس کے ننگسار ہیں۔

6 آپ نے ہر سیاہ و سفید کو یکساں مقام عطا کیا ہے اور آپ دُور و نزدیک بنے والے ہر انسان کو ہدایت پہنچانے والے ہیں۔

7 آپ کی ذات گرامی بمنزلہ رُوح ہے، جس سے وجودِ کونین برقرار ہے آپ زمانے کی آنکھ میں مرکزی نُور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

8 اے مخاطب! تُو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر دو مُخسار مُبارک کے حُسن و جمال کو دیکھے گا کہ وہ ہدایت کے نُور سے خیر و برکت کی بشارت دے رہے ہیں۔

9 حضور کی سیرتِ اطہر قرآن ہے، جس میں آپ کے اخلاقیاتِ عالیہ سُورتوں کی مانند ہیں۔ آپ کے صحابہ کرام کی مثال بار بار پڑھی جانے والی آیات (فاتحۃ الکتاب) کی سی ہے۔

10 آپ کا قلبِ اطہر چراغِ روشن کی طرح ہے۔ آپ کی سیرتِ اقدس کلامِ پاک کی شارح ہے۔

11 آپ خلقِ عظیم کے ساتھ مبعوث ہوئے، جیسا کہ محکماتِ قرآنِ عزیز میں وارد ہے۔

12 جس نے آپ سے محبت کی، اُسے مولا کریم نے انوارِ جنت کے تحت ہمیشہ رہنے کی بشارت دی۔

13 جس نے آپ کی مخالفت کی، اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، جو اُسے عنقریب خوار و زبوں کر ڈالے گی۔

14 آپ کی عنایت اور کریم کی مثال اِس طرح ہے، گویا آپ نے سر زمینِ بلند

15 پر مہمان نوازی کے لیے آگ روشن کی ہوئی ہے۔ آپ اپنے دستِ کرم سے بلاد و امصار میں بنے والے انسانوں کی ضیافت فرمانے والے ہیں۔ میں نے ہر نوعِ خلق پر نگاہ دوڑائی، مگر کوئی فرد آپ سا نظر نہ آیا۔

16 آپ ناگمانی آفات میں مددگار ہیں۔ آپ کی رحمت کے باعث انسانیت مأمون ہے۔

17 تمام امور میں آپ صادق و امین اور ہر شان میں کریم و محترم ہیں۔

18 آپ شرف اور سخاوت کے اعتبار سے مقتدائے خلق اور انسانوں میں ہر نیک و خطاکار کے شفیع ہیں۔

19 آپ لطف و انعام اور احسان کے ساتھ دین و دُنیا میں ہمارے مددگار ہیں۔

## یا مُدْرِکَ اَحْوَالی

(ماہیا)

## 6 اَلْفَيْضُ بِاَنْوَارِ

فِي بَاصِرَةِ الرَّائِي مِنْ قُبَّةِ مُخْتَارِ

## 7 اَلْحِكْمَةُ مَا يَجْرِي

مِنْ مَنطِقِ اَخْيَارِ كَالْاَمْعِ بِالْفَجْرِ

## ترجمہ

- 1 اے میرے آشنائے احوال! اللہ کی قسم، میرے دل و جان پر گزرنے والے ہر معاملے سے تو آگاہ ہے۔
- 2 اس بارے میں ہم جھوٹ نہیں بولنے کہ آفات کے دریا میں ہم نے تیری معاونت پائی۔
- 3 اُسے افتخار زیبا ہے، جو بھی تیرے در پر آیا، اُس نے (اس افتخار) کو پایا اور کامیاب ہوا۔
- 4 عشق میں (بے شمار) کرامات ہیں، جو اس میں خالص ہوا، وہ باقی ہو گیا (البتہ) نا اُمید کے لیے خطرات ہیں۔
- 5 جس نے رُخ پھیرا، اُس نے کوئی طاعت نہیں کی، محبت سے محروم شخص کی صوم و صلوٰۃ بے معنی ہے۔
- 6 جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضریٰ سے چشم بینا انوار الہیہ کا فیض حاصل کرتی ہے۔
- 7 حکمت وہ ہے جو اہل اللہ کی زبان سے جاری ہے۔ اس حکمت کی مثال روشنی فجر کی سی ہے۔

- 1 یا مُدْرِکَ اَحْوَالی
- 2 قَدْ تَعْلَمُ وَاللّٰهُ مَا يَخْطُرُ فِیْ بَالِیْ لَا تَكْذِبْ فِیْ ذَاکَ
- 3 فِیْ لُجَّةِ اَفَاتٍ بِالْعَوْنِ وَجَدْنَاکَ اَلْفَحْرُ لَهُ جَاَزَا
- 4 مَنْ جَاءَ عَلٰی بَابِکَ قَدْ نَالَ وَ قَدْ فَازَا فِیْ الْعِشْقِ کَرَامَاتٌ
- 5 مِنْ اَخْلَصَهُ یَبْقٰی ، لِلْیَاسِ رَوْعَاتٌ
- 5 مَا طَاوَعَ مَنْ وَّلٰی مَحْرُومٌ مُّوَالَاتٍ لَا صَامَ وَلَا صَلٰی



## محضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بے نقطہ و نکتہ دانِ عالم      تنہا      نگاہبانِ عالم  
عنوانِ کتابِ آفرینش      دیباچہ      داستانِ عالم  
تفسیرِ صحیفہٴ رسالت      سرخیل      پیہبرانِ عالم  
توقیرِ قلمِ روِ نبوت      منزلِ گہِ کاروانِ عالم  
سرمایہٴ افتخارِ ہستی      پیرایہٴ گلستانِ عالم  
شہکارِ مصوّرِ مہ و مہر      ظلُّ اللہ، سائبانِ عالم  
پروردہٴ نازِ حضرتِ حق      شاہنشہٴ دلبرانِ عالم  
لاہوتی و پیکرِ عناصر      نورِ ازل است و شانِ عالم  
در مرتبہٴ آلِ چُناں فراتر      ہم بندہ و حکمِ رانِ عالم  
ذاتے کہ در وصفاتِ یزداں      نامے کہ ازو نشانِ عالم  
جانے کہ فروغِ اوست اجسام      جسمے کہ بہ اصل، جانِ عالم  
مولائے جہانیاں، محمدؐ      نوری و ز انبیانِ عالم  
لب ہائے قلم بہ مدحِ او خشک      تر در وصفش زبانِ عالم

از آوج صفاتِ او فروتر      پروازِ پر گمانِ عالم  
صد کعبہ بہ گردِ ثُستِ جولاں      اے قبلہٴ عارفانِ عالم  
از تابشِ چشمِ سُرگلینت      شوریست بہ مردمانِ عالم  
پنهانِ دلِ مرا چہ پُرسی      پیدااست بہ تو نہانِ عالم  
نازند بہ چشمِ التفات      در محشرِ عاصیانِ عالم  
اینک بہ درت سگے بہ امید      تنگ آمدہ ز استخوانِ عالم  
دستے بکشا بہ من کہ ہستم      من جملہٴ مفلسانِ عالم  
در قبضہٴ تو خدنگِ امکان      بر پائے تو خُم، کمانِ عالم  
معیارِ گرانِ جنسِ جُست      نشاختہٴ سُوقیانِ عالم  
از دیدہٴ التفات، خیرات !      بر زخمِ رسیدگانِ عالم  
با وصفِ نبوت و رسالت      بر ثُستِ دگر گمانِ عالم  
ویں طرفہ کہ ذاتِ حق بہ گُشرد      از دستِ تو، ناں بہ خوانِ عالم  
اے فخرِ مشیتِ الہی      اے موجبِ کُن فکانِ عالم  
اے قاسمِ رزقِ حق ! نگاہے      بر حالِ گرسنگانِ عالم  
اے واقفِ ہر عیانِ گیہاں      اے عالمِ ہر نہانِ عالم  
رحمے ! بہ منِ غریقِ عصیاں      اے شافعِ عاصیانِ عالم

ظلمت کدہ دلم بر افروز اے نیرِ ضو فشانِ عالم  
چشمے بہ منِ خرابِ حالے اے والیٰ بے کسانِ عالم  
وقتِ امداد و چارہ کاریت اے خاصہ خاصگانِ عالم  
استادہ بہ خاکِ تو فقیرے اے مُحسن و مہربانِ عالم  
اے مُوجدِ شیوہ تبسم ! گلِ پاش بہ گلستانِ عالم  
مشعل بہ کف اند چوں غلاماں مہر و مہ و اخترانِ عالم  
گردیدہ ز اشتیاقِ سرمست رقصند بہ آسمانِ عالم  
بر بندگیِ نصیرِ نازد  
اے نازشِ مُرسلانِ عالم

## برگ و نوائے بے نوا یاں

تنِ پاکت بہ خلقتِ جلوہ ساماں یا رسول اللہ  
سراپایت، مجسمِ نورِ یزداں یا رسول اللہ  
زہے رُویت بہ خوبی صبحِ عیدِ نشاۃِ عالم  
زہے زلفِ تو شامِ غبر افشاں یا رسول اللہ  
توئی تزئینِ فردوسِ وجود، اے مجمعِ خوبی !  
توئی محبوبِ یزداں، میرِ خوباں یا رسول اللہ  
گرامی پیکرِ نوریں، نختیںِ جلوہ شکوین  
توئی لہ، توئی یلیس بہ قرآن یا رسول اللہ  
بہ نشرِ حُسنِ تُو واگشت بابِ کُنْتُ مَخْفِیًّا  
توئی وجہِ ظہورِ بزمِ امکاں یا رسول اللہ  
توئی در صورتِ الہام، متنِ وحی و مفہومش  
توئی در شکلِ انساں، شرحِ قرآن یا رسول اللہ  
توئی در لفظِ کُنْ آں نقطہ آغازِ گویائی  
توئی لاریب نازِ نطقِ انساں یا رسول اللہ

توئی مختار کوثر ، صدرِ محضر ، ناظمِ محشر  
 توئی بر منصبِ اجرائے فرماں یا رسول اللہ  
 یوئے الحمد در دست ، ردائے الفضل برداشت  
 بہ فرقِ تست تاجِ عفو عسیاں یا رسول اللہ  
 بہ نوریں جسمِ تو ، تشریفِ وحدت ، خلعتِ کثرت  
 بخت سرچشمہ مضمونِ عرفاں یا رسول اللہ  
 خیالِ قامتِ تو ، رہ نمائے عالم بالا  
 بہ عینیت ، دو عینت ، عینِ ایماں یا رسول اللہ  
 جمالِ تست وجر از دیارِ مایہ بینش  
 خیالِ تست رزقِ ذہنِ انساں یا رسول اللہ  
 خرامِ اشہبِ ذوقِ لقایت در شبِ اسری  
 گزشت از ما سوا ہنگامِ جولاں یا رسول اللہ  
 توئی تسکینِ جاں ، سلطانِ دوراں ، خسر و خوباں  
 توئی دارائے گیتی ، صدرِ گیماں یا رسول اللہ  
 پناہ دین و ایماں ! اے حفیظِ حرمتِ انساں !  
 بہ چرخِ رحمتی خورشیدِ تاباں یا رسول اللہ

کتابِ آفرینش ناز ہا بر خویشتن دارد  
 کہ ہستش نامِ پاکتِ زیبِ عنوانِ یا رسول اللہ  
 کجا اوجِ مقاومت اے نجیب و طاہر و اطہر !  
 کجا حالِ منِ آلودہ داماں یا رسول اللہ  
 من و جرم و خطا و وحشت و آوارہ اندیشی  
 تو وجود و عطا و فضل و احساں یا رسول اللہ  
 شنیدم در نگاہِ اوّلین بخشند دارائی  
 اگر آید گدا نزدِ کریمیاں یا رسول اللہ  
 یقین دارم نہ خواہی دید حسبِ شیوہ رحمت  
 بہ محشرِ اُمتِ خود را پریشاں یا رسول اللہ  
 اگر یک چند خیزد بادِ رحمت از سرِ گویت  
 نباشد کشتیم را بنیم طوقاں یا رسول اللہ  
 ز قعرِ خفتم گر بر کشی با غمزہ تمکین  
 رسم بر مسندِ برجیں و کیواں یا رسول اللہ  
 بہ خود نازم ، بہ کوئے شاہدِ بخت رسا رقصم  
 اگر بر من کنی یک چشمِ پناہ یا رسول اللہ

عطا کن در جوارِ خویش سُنجے، گوشہ اے، جائے  
 نہ خواہم وسعتِ مُلکِ سلیمان یا رسول اللہ  
 رُخ پر نور بنما ! ورنہ من از فرطِ بے تابانی  
 زخمِ دستِ جنوں بر جیب و داماں یا رسول اللہ  
 نثارِ یک نگاہت نقدِ ہستی، نعمتِ مستی  
 فدایت گوہرِ دل، دولتِ جاں یا رسول اللہ  
 نظر بر حالِ اُمت اے پناہِ ہیبتِ محشر !  
 کہ آمد بر سرِ الحاد و طغیان یا رسول اللہ  
 نمی دانم چہ شد این قوم را کز فرطِ محرومی  
 بگشتند از نظامِ تو گریزاں یا رسول اللہ  
 چرا ایں بے ضمیراں بندہٴ رُوس اند و امریکہ  
 چو پندارند ہم خود را مسلمان یا رسول اللہ  
 کہ داند از تو بہتر حکمت و اسرارِ محتاجی ؟  
 کہ دارد مثلِ تو دردِ غریباں یا رسول اللہ  
 توئی زاد و معادِ بے کسانِ عالمِ امکاں  
 توئی برگ و نوائے بے نوا یاں یا رسول اللہ

توئی عاجز نواز و چارہ ساز و معطی و قاسم  
 توئی تاب و توانِ ناتواناں یا رسول اللہ  
 بدہ توفیقِ توبہ ایں گروہِ بے حجتِ را  
 کہ تا از کردہ ہا گردد پشیمان یا رسول اللہ  
 بہ تصدیقِ ابوبکرؓ و بہ عدل و بذلِ فاروقؓ  
 بہ فقرِ حیدرؓ و تسلیمِ عثمانؓ یا رسول اللہ  
 بہ خونِ اصغرؓ و صبرِ حسینؓ و چادرِ زہراؓ  
 بہ زہدِ بوذرؓ و توقیرِ سلمانؓ یا رسول اللہ  
 بہ آہِ شبلیؓ و سوزِ جُنیدؓ و نالہٴ آدمؓ  
 بہ اشکِ بایزیدؓ و عشقِ خرقاؓ یا رسول اللہ  
 بہ فیضِ گنجِ بخشؓ و پیرِ سنجرؓ، خواجہٴ کشور  
 بہ جاہِ بارگاہِ شاہِ جیلاں یا رسول اللہ  
 مدد اے ذرہ پرور، جلوہ پیکر، شافعِ محشر !  
 کرم اے مرہمِ ہر زخمِ انساں یا رسول اللہ  
 مسلماناں بہ پاکستاں نظامِ مصطفیٰؐ خواہند  
 خدا را مشکلِ ایثاں کن آساں یا رسول اللہ

شُعُوبِ مختلف را مرحمت کن ذوقِ جمعیت  
 کہ تا نافذ کنند احکامِ قرآن یا رسول اللہ  
 بہ درگاہت نصیر بے بضاعت آرزومند است  
 کہ تا مُردن تُرا باشد شناخواں یا رسول اللہ

پیند چو پیمبر را، گوید خورشیدِ سما سُبحان اللہ  
 اے کاش فرود آیم بہر یک بوسہ پا سُبحان اللہ  
 وائل برنگِ اصحابش وارفتہ موجِ زلفِ او  
 والفجر ز رُوعِ آدایش آہستہ نوا سُبحان اللہ  
 چشمے کہ دہد در ہر گردش فرمانِ تغیرِ عالم را  
 گوشے کہ حدیثِ دل شنود بے حرف و صدا سُبحان اللہ  
 در تذکرہ معراجِ نبی پیدا است ز آغازِ سُورت  
 دیدش چو بہ اوجِ عبدیت، خود گفت خدا سُبحان اللہ  
 ہر جلوہ بہ شوقِ دیدارش گردِ رُخِ پاکش ہالہ زناں  
 ہر منظر بہر تقدیمش آراستہ جا سُبحان اللہ  
 در دیدہ سوادِ او ادنی، بر چہرہ بہارِ استغنا  
 بر فرق نہادش حق تاجِ لولاک لَمَّا سُبحان اللہ

آہنگِ حق اندر آوازش، تمکینِ سخن در اندازش  
از مطلعِ سیمائش پیدا انوارِ ہادی، سبحان اللہ  
گردیدہ نصیر از ذوقِ ثنا بر بختِ رسائے خود نازاں  
گُشترده پئے درماں طلبی دامنِ دُعا سبحان اللہ

دل بہ کُوئے تو یا رسول اللہ      رُوبہ سُوئے تو یا رسول اللہ  
شبِ معراج و لیلۃُ القدر است      شرحِ مُوئے تو یا رسول اللہ  
بر لبِ ذوالجلالِ والا کرام      گفتگوئے تو یا رسول اللہ  
اہلِ دین سُوئے کعبہ سجدہ کنند      کعبہ، سُوئے تو یا رسول اللہ  
انبیاءِ را، چہ بر زمین آورد      جستجوئے تو یا رسول اللہ  
نورِ حق می کند طوافِ جمال      گردِ رُوئے تو یا رسول اللہ  
دلِ ما راست مُژدہ تسکین      آرزوئے تو یا رسول اللہ  
سُرمہ چشیم قدسیاں باشد      خاکِ کُوئے تو یا رسول اللہ

کاش! گوید نصیر در محشر

رُوبہ روئے تو ”یا رسول اللہ“

دو عالم زیر فرمانِ محمدؐ  
 پرس اے رہ نور منزلِ ذاتِ !  
 نگاہ و قلبِ بُوکبرؑ و علیؑ خواہ  
 ز دنیا و ز عقبیٰ ہم نیامد  
 پیامرزد خدا اُمت بہ محشر  
 نوازش ہائے او را نیست پایاں  
 ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ  
 تلمذ را شرف داند فلاطون  
 بر آید آبِ جَلت از جبینم  
 حسینؑ و ہم حسنؑ ہستند لاریب  
 مہ و مہرِ فلک بینند از دُور  
 جبینِ قیصر و جمِ سجدہ ریزد  
 بود ایزد ثنا خوانِ محمدؐ  
 ز ربِّ العالمینِ شانِ محمدؐ  
 کہ آساں نیست عرفانِ محمدؐ  
 جوابِ رُوئے تابانِ محمدؐ  
 چو بیند چشمِ گریانِ محمدؐ  
 رسد ہر نعمت از خوانِ محمدؐ  
 تعالیٰ اللہ ! یارانِ محمدؐ  
 ز اطفالِ دبستانِ محمدؐ  
 اگر گویم ز احسانِ محمدؐ  
 فروغِ ہر دو چشمانِ محمدؐ  
 بہ سیمائے درخشانِ محمدؐ  
 بہ پیشِ خاکسارانِ محمدؐ

حضورِ اولیا اندر ادبِ کوش کہ ہست ایس بزمِ خاصانِ محمدؐ  
 اگر خواہی کہ آسائی بہ عقبیٰ بزن دستے بدامانِ محمدؐ  
 نصیر از پُرشِ محشر چہ پاک است  
 کہ ہستیم از غلامانِ محمدؐ

خوش نصیبیم کہ بر درگہ ناز آمدہ ایم  
 بہ در بادشہ بندہ نواز آمدہ ایم  
 بہ طفیلِ حسنین و شہ جیلان و علیؑ  
 لطف فرما کہ بایں عجز و نیاز آمدہ ایم  
 پیشِ حُب تو داریم درونِ سینہ  
 بچو پروانہ بہ صد سوز و گداز آمدہ ایم  
 پیشِ درگاہِ تُو استادہ بہ تسلیم و رضا  
 کردہ با اشک و وضو بہر نماز آمدہ ایم  
 چشم مارا بکن از جلوہ احمدؑ روشن  
 کہ بچے دیدنِ آں قائدِ ناز آمدہ ایم  
 رُوسیاہیم، بد اعمال و سیہ کار و خراب  
 بامیدِ کرمِ اے بندہ نواز ! آمدہ ایم  
 رازِ دل را نتواں گفت بہ ہر نا محرم  
 بہ تمنائے تو اے محرمِ راز ! آمدہ ایم

بیکساں را نبود غیر تو فریادِ رس  
 ماتمی دست پے عرضِ نیاز آمدہ ایم  
 شکرِ اللہ پے پا یوسئِ محبوبِ خدا  
 طے نمودہ سفرِ دور و دراز آمدہ ایم  
 دینِ ما ، مذہبِ ما ، کشورِ ما ، عزتِ ما  
 ہمہ را دارِ مصلوٰں ، ما بتو باز آمدہ ایم  
 شکر کن شکر کہ اندر سفرِ عشق نصیر  
 طے نمودیم نشیب و بہ فراز آمدہ ایم



ہر سو بہارِ حُسن و جمالِ محمدؐ است  
 تکمیلِ دینِ حق ز کمالِ محمدؐ است  
 صدِّیق ، عکسِ صدقِ مقالِ محمدؐ است  
 فاروق ، تیغِ جاہ و جلالِ محمدؐ است  
 سرچشمہٗ وفا ، تب و تابِ رُخِ جیا  
 عثمانؓ ، امینِ جود و نوالِ محمدؐ است  
 قطبِ نجات ، عارفِ ذات ، افضلِ ہدات  
 حیدرؓ ، بہارِ گلشنِ آلِ محمدؐ است  
 نفسِ بیست ، پیکرِ عصمت ، روانِ صرف  
 زہراؓ ، فروغِ بزمِ جمالِ محمدؐ است  
 ابرِ کرم ، امامِ اُمم ، احسنِ الشیم  
 حُسنِ حسنؓ ، شبیہ و مثالِ محمدؐ است

جاں دادہٗ رضائے خدا ، تشنہٗ لبِ حسینؑ  
 روزِ جزا قسیمِ زلالِ محمدؐ است  
 لبِ تشنگی و یکسی و شکرِ ایزدی  
 بنگر ! چہ استقامتِ آلِ محمدؐ است  
 بوذر ، ابو ہریرہؓ ، انسؓ ، خالدؓ و اولینؓ  
 سرمست ہر یکے بہ خیالِ محمدؐ است  
 بر ریگِ گرم و سنگِ تپاں گفت یا آحد  
 عالمِ گواہِ عشقِ بلالؓ محمدؐ است  
 میزانِ عدل ، خطِ بقا ، نقطہٗ وجود  
 غوثِ الوری امینِ خصالِ محمدؐ است  
 تطہیرِ شاں ز آیہٗ تطہیرِ آشکار  
 قرآنِ گواہِ عفتِ آلِ محمدؐ است  
 سلطانِ ہند ، خواجہٗ ما ، شاہِ چشتیاں  
 آئینہٗ دارِ حُسنِ مقالِ محمدؐ است

مہر علیؑ بہ شانِ جلی ، محتشمِ ولی  
در گلستانِ علم ، نہالِ محمدؐ است  
یا رب ! کرم بہ حالِ نصیرِ حزیں کہ او  
ادنیٰ گدائے کوچہٗ آلِ محمدؐ است

## آں ذرہ نوازِ من (ماہیا)

آں ذرہ نوازِ من  
شانِ عجبے دارد سلطانِ حجازِ من  
چوں مردِ فدا کارے  
وقف است جبینِ من بہرِ درِ دلدائے  
ہر چند سیہ کارم  
از مہرِ عیشِ عامش ، ہم چشمِ عطا دارم  
بر عرشِ خرامِ او  
درباںِ بودش جبریلِ اسری ست مقامِ او  
از بہرِ ثنا خوانی  
اے نغمہ گرِ فطرت ! کن سلسلہٗ مجنّانی  
دل از ہمہ بر گردد  
چوں گنبدِ خضرایش فردوسِ نظر گردد

نورِ حرّین آمد

سرداریِ عالم را جُدا الحسین آمد

بالا ست مقام او

ریزد بہ دلم کوثر یک گردشِ جام او

سوگندِ خدائے او

باشد سندِ ہستی، نقشِ کفِ پائے او

فرزائیکم قرباں

برشانِ گدایانش دارائیِ جم قرباں

چشم است بر احسانش

از حشرِ چہ غم دارد وابستہ دامنش

تضمین

بر نعتِ برہانِ العاشقین حضرت مولنا جامیؒ

یکے غمخواریِ مرثکانِ تر کن شبِ ہجرانِ مارا مختصر کن

بہ شہرِ قبلہٴ پا کاں سفر کن نیسا! جانبِ بطحا گزر کن

ز احوالِ محمدؐ را خبر کن

بہ تشویشِ مآلم یا محمدؐ چرا پیشِ ننالِ یا محمدؐ

گدائے خستہِ عالم یا محمدؐ توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ

ز رُوائے لطفِ سُوئے من نظر کن

ز غمما ساز، بے غم یا محمدؐ شود اندوہِ دل، کم یا محمدؐ

نظر بر حالِ من ہم یا محمدؐ توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ

ز رُوائے لطفِ سُوئے من نظر کن

غمّتِ درمانِ عالم یا محمدؐ رُختِ برہانِ عالم یا محمدؐ

بہ تُستِ ایمانِ عالم یا محمدؐ توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ

ز رُوائے لطفِ سُوئے من نظر کن

ندارد عرصہ فیضانِ تو ، حد شب و روز از برائے حلّ مقصد  
گدا بر آستانِ بھومن ، صد توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ  
ز روئے لطفِ سوئے من نظر کن

ترا افتد پذیرائی گر آنجا رساں میں مُشتِ خاکم رامِ آنجا  
بیفشال در جوارِ سرورِ آنجا بے راں میں جانِ مُشتاقم در آنجا  
فدائے روضہ خیر البشر کن

گُستَن بندِ ناکامی ز لطفش بہ عقبی کوثرِ آشامی ز لطفش  
نصیر است ایں دلآرامی ز لطفش مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش  
خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

## تضمین

بر نعتِ سلطانِ العارفین حضرت مولنا جامیؒ

لگا ہے رُوح کو ہر وقت اک گھن تجسّس میں ہیں پائے جُستجو سُن  
تا ئل بر طرف ، یہ ہے بڑا پُن نیسا ! جانبِ بھلا گزر کن  
ز احوالِ محمدؐ را خبر کن

تری ہے ذاتِ وہ ذاتِ مجدّ کہ اُمت کو ہے جس پر ناز بے حد  
ترا سکہ رواں ، تیری ہی مسند توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ  
ز روئے لطفِ سوئے من نظر کن

رہیں الطاف ہر دم یا محمدؐ ٹلے سر سے شبِ غم یا محمدؐ  
ترے ہیں اُمتی ہم یا محمدؐ توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ  
ز روئے لطفِ سوئے من نظر کن

جگر میں ٹیس ہے سر میں ہے سودا بنا ہوں میں تو دردِ دل سراپا  
غمِ فرقت میں بے تابی نے مارا بے راں میں جانِ مُشتاقم در آنجا  
فدائے روضہ خیر البشر کن

مدینے کے لیے دل ہے مُشَوَّش      نظر میں ہے وہیں کا حُسنِ دلکش  
نصیر آنے لگے ہیں پے پے غش      مشرف گرچہ شد جَآمی ز لطفش  
خدایا ایس کرم بارِ دگر کن

## تضمین بر نعتِ حضرت مولنا جَآمیؒ

نہ طاقت ہے نہ مجھ میں ہے کوئی گُن      مگر دل کو ہے شہرِ شاہ کی دُھن  
یہ میری التجا بہرِ خدا سُن      نیسا! جانبِ بطحا گزر کن  
ز احوالِ محمدؐ را خبر کن

وہ کوئی نیک ہو یا ہو کوئی بد      کسی کو در سے تُو کرتا نہیں رد  
نہیں ہے تیری رحمت کی کوئی حد      توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ  
ز رُوئے لطف سُوئے من نظر کن

نہیں ہے اب وہ دَم خَم یا محمدؐ      عطا ہو عزمِ محکم یا محمدؐ  
تری شاہی مُسلم یا محمدؐ      توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ  
ز رُوئے لطف سُوئے من نظر کن

صبا تُو جانتی ہے دردِ میرا      یہ مُرغِ رُوح قیدی ہے بدن کا  
یہاں دم گھٹ رہا ہے بے محابا      بے راسِ جانِ مشتاقم در آنجا  
فدائے روضہ خیر البشر کن

پئے دیدار تھی بے حد کشاکش نصیر اکثر مجھے پڑتے رہے غش  
اچانک خواب میں دیکھا وہ مہ و ش مشرف گرچہ شد جائی ز لطفش  
خدایا ایس کرم بارِ دگر کن

## مصحف اسرار الہ

عبدِ عاجز کو ہے شوقِ رقمِ نعتِ رسول  
ذہنِ حسان! ادھر بھی ہو توجہ مبذول  
تیرے اشعار میں محفوظ ہے پیکر اُن کا  
تیرے افکار پہ ہے سایہ کُنناں زلفِ رسول  
تیری آنکھوں میں ہیں رقصاں وہ مناظر سارے  
تُو نے دیکھی وہ جبین اور وہ چشمِ مکحول  
تیرے دامن سے مجھے اُن کی مہک آتی ہے  
تیری فطرت میں ہے بیشک اُسی خوشبو کا مَحلول  
تُو نے اُس ذاتِ گرامی کا زمانہ پایا  
تیری توصیف میں جبریلِ امیں کا ہے شمول  
منبرِ نعت کی تُو نے ہی صدارت پائی  
شعرِ تیرے صفِ اعدا پہ تھے سیفِ مسلول

نرم لہجے میں وہ باتیں ، وہ تبسم اُن کا  
حافظے میں ترے موجود ہیں وہ رنگ ، وہ پھول  
زنگِ عصیاں سے مرے دل کا ہے آئینہ سیاہ  
پرتو نور سے ہے تیری جبلت مصقول  
اک ذرا اُس شہرِ خواباں کے خدو خال بتا  
جس کا جلوہ ترے اشعار کی ہے شانِ نزول  
وہ کہ خورشیدِ ازل ہے بہ سرِ چرخِ وجود  
جسے لاحق نہیں تا شامِ ابد خوفِ اُنول

روحِ حنائی کی جانب سے بلا مجھ کو جواب  
ہو نہ آزارِ تردد میں طبیعتِ مشغول  
سب میں رہتے ہوئے جو سب سے جدا لگتا ہو  
اُس پہ محض بشریت کا ہے اطلاق ، فضول  
نور کے سانچے میں ڈھالا ہو خدا نے جس کو  
اپنے جیسا جو کہے اُس کو ، وہ فطری مجہول  
”حسنِ یوسف“ ، دمِ عیسیٰ ، یدِ بیضا“ وارد  
ہر بشر کے لیے ممکن نہیں ان سب کا حصول

اُس کی ہر بات بنی اِن ہواِ لا وْحٰی  
اُس کا ہر فعل بنا حُجَّت و بُرہان و اُصول  
نورُہ صَارَ مُمِدًّا لِوُجُودِ الْکَوْنِیْنِ  
جودُہ ظَلَّ مُعِیْنًا لِتُفُوْسٍ وَ عُقُولِ  
یَعْرِفُ الْحَقَّ بِہِ کُلِّ غِیْبٍ وَ غَوٰی  
یَعْلَمُ الْخَیْرَ بِہِ کُلِّ ظُلُوْمٍ وَ جَہُولِ  
لَیْلَۃٌ صَعَدَ فِی سَاحَۃِ فَضْلِ وَ عَلٰی  
حَارَ فِی قُرْبَتِہِ کُلِّ نَبِیٍّ وَ رَسُوْلِ  
کُلِّ مَنْ تَابَعَهُ کَانَ حَبِیْبِ الْمَوْلٰی  
کُلِّ مَنْ خَالَفَہُ فَہُوَ طَرِیْدٌ تَغْلُوْلِ  
نسبت اُس سے نہ اگر ہو تو محاسن بھی گناہ  
وہ شفاعت پہ ہو مائل تو ذمائم بھی قبول  
وہی قرآن ، وہی معنی ، وہی مفہوم و مراد  
وہی علت ، وہی غایت ، وہی اصلِ معلول  
سینہ پاک ہے وہ مصحفِ اسرارِ الہ  
نہ سمجھ پائے جسے عرصہ دانش کے فلول

ذکر چھڑ جائے جہاں زلفِ رسا کا اُس کی  
 بختِ کوتاہ کو لازم ہے وہاں نازشِ طُول  
 گرچہ ہے عالمِ تشبیہ میں اِلَّا بَشَرٌ  
 ایک ہو جاتے ہیں تنزیہ میں، عِلّتِ معلول  
 وہ نہ ہوتے، تو ذرا دیدہ وروں سے پوچھو  
 ہوتا کیوں کر کوئی پیغامِ سماوی موصول

فلسفی! تجھ کو عبث دُھن ہے اُسے پانے کی  
 ہو چکا جب کہ تری عقل کا سلطان، معزول  
 دیدہ عقل سے دیکھ اُس کو نہ مردِ ناداں!  
 کہ دلائل سے الجھتا ہے خرد کا معمول  
 عقل تو اپنی حقیقت سے بھی ناواقف ہے  
 کیا سمجھ پائے اُسے، جو کہ ہے مافوقِ عقول  
 داعیِ مشربِ توحید بھی یہ بات مئے  
 شاید آجائے اُسے اس یہ حرفِ معقول  
 صرف توحید کا شیطان بھی قائل ہے، مگر  
 شرطِ ایماں ہے محمدؐ کی اطاعت، یہ نہ بھول

امرِ لازم ہے یہ ہر مردِ مسلمان کے لئے  
 عزّتِ آلِ نبیؐ، حرمتِ اتباعِ رسول  
 صاف باطن ہے تو بھیج اُن پہ دُرود اور سلام  
 ورنہ میں چھیڑوں گا پھر ذکرِ اُبیّ ابنِ سلول  
 گرمیِ عشقِ بلالؓ حبشی پیدا کر  
 کہ بنے سینہ ترا مہبطِ انوارِ رسول

یک بیک چین ملا اور طبیعت ٹھہری  
 رُوحِ حسانؓ سے سُنتے ہی یہ باتیں معقول  
 دل سے میساختہ جُملے یہ ادا ہونے لگے  
 مرحبا، صلِّ علیٰ اے میرے ذی جاہِ رسول  
 تیرے قربان، تری یاد کے لمحوں پہ نثار  
 میرا سرمایہ ہستی ہے ترے پاؤں کی دُھول  
 نہ روم از درِ پاکت بہ درِ کج کُلماں  
 بہ گدائیِ درِ خویش کُن اے شاہ! قبول  
 تُو کجا و منِ آوارہ و ناکارہ کجا  
 تو و صد دیدہ بہ رُویت، منم و کُنجِ نَمول



شادم از سلسلہ لطف تو پیہم ، شاہا !  
 نہ شوم از سر زلفت بہ علائق مشغول  
 ہمہ را ساختہ سیراب محیط کرم  
 چہ جوانان قشک و چہ بزرگان کھول  
 ابن آدم ز تو آئین شرافت آموخت  
 ورنہ اُمید مَوالات ازیں مردِ جہول ؟  
 مری ہستی ، مری مستی ، مری ایماں ، مرا ذوق  
 ہے یہ سب کچھ ترے انعام و کرم پر محمول  
 تا قیامت تری چوکھٹ سے نہ اُٹھوں آقا !  
 اِس توقف سے جو لے کام مری عمرِ عجول  
 نہ مجھے تاج و تکیں سے ، نہ سلاطین سے غرض  
 ہے مرا تیرے غلاموں کی غلامی ، معمول  
 عبد و معبود کے مابین وسیلہ تُو ہے  
 اِس سے ہٹ کر نہ عبادت ، نہ ثقاہت مقبول  
 میرے نزدیک یہی توشہ عقبی ہے نصیر !  
 حُبِ اصحابِ نبی ، اُلفتِ اولادِ بتول

## عیدِ میلادُ النبیؐ

ادب ! سرورِ مُرسلاں آ رہے ہیں رسالت کے رُوح رواں آ رہے ہیں  
 بصدِ عظمت و عزّ و شال آ رہے ہیں جلو میں لیے قدسیاں آ رہے ہیں  
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں  
 یہی ذکر ہے آج ایک ایک گھر میں ستاروں میں غنچوں میں گل میں گہر میں  
 یہی دھوم ہے ہر طرف بحر و بر میں مٹانے کو ہر شر ، لباسِ بشر میں  
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں  
 نبّجے کفر و الحاد کے سب شرارے لرزتا ہے ابلیس دہشت کے مارے  
 سحر کو یہ کرتی ہیں کرنیں اشارے خدا کے دُلائے ، خدائی کے پیارے  
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں  
 بحسنِ نبوت ، بشانِ رسالت سراپا تجلی ، مجسمِ عنایت  
 سحابِ کرم ، سلسبیلِ شفاعت بہ صدرِ رفعت و رحمت و رشد و رافت  
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں

مناظر تجلی کے ہیں کچھ عجب سے فضا جگمگا کر یہ کہتی ہے سب سے  
منور زمیں ہوگی ماہِ عرب سے ملائک ہیں صف بستہ ہر سوادب سے  
شہنشاہ کون و مکاں آرہے ہیں  
زہے خوش نصیبی، زہے کامگاری چمکنے کو ہے آج قسمت ہماری  
نظر منتظر، دل فدا، جان داری وہ آئی، وہ آئی، وہ آئی سواری  
شہنشاہ کون و مکاں آرہے ہیں  
یہ صبح مسرت ہے خوشیاں مناؤ دُرود و سلام اپنے ہونٹوں پہ لاؤ  
محمدؐ کے جلووں پہ قربان جاؤ ادب سے نصیر اپنی آنکھیں جھکاؤ  
شہنشاہ کون و مکاں آرہے ہیں

تم اوّل و آخر ہو  
(ماہیا)

کالی کملی والے  
اے شاہِ شبِ اسری کو نین کے رکھوالے  
دربار الگ تیرا  
جبریلؑ ترا شیدا، محتاج ہے جگ تیرا  
بگڑی کو سنواریں گے  
طیبہ کے تصوّر میں دن رات گزاریں گے  
کیوں اور کسی گھر سے  
جو کچھ ہمیں ملنا ہے ترے در سے  
چو کھٹ تری عالی ہے  
کچھ بھیک ملے آقاؐ! جھولی مری خالی ہے  
ملنے ہی نہیں جاتا  
شاہوں کو ترا منگتا خاطر میں نہیں لاتا

اب کون ہمارا ہے  
 دُلہا شبِ اسری کے اک تیرا سہارا ہے  
 فریادی ہوں میں کب کا  
 بس اک نظرِ رحمت ہو جائے بھلا سب کا  
 فطرت میں بلائی ہوں  
 میں غیر سے کیوں مانگوں جب تیرا سوالی ہوں  
 ہے دھوم ترے در کی  
 کونین میں بٹی ہے خیرات ترے گھر کی  
 گونجی ہے صدا ہر سو  
 عالم میں محمدؐ کی پھیلی ہے ضیا ہر سو  
 اُمت کے نگہاں ہیں  
 محبوبِ خدا وہ ہیں، کونین کے سلطان ہیں  
 نچیر ستم ہوں میں  
 دن رات تڑپتا ہوں، محتاجِ کرم ہوں میں  
 ماتھے پہ پسینہ ہے  
 ہو پار، شرِ بطحا! طوفاں میں سفینہ ہے

ٹھوکر نہ کہیں کھاؤں  
 رحمت کی نظر آقا! برباد نہ ہو جاؤں  
 تم اوّل و آخر ہو  
 گھر گھر ہے یہی چرچا تم حامی و ناصر ہو  
 ہر ذرہ ہوا شیدا  
 کیا بات تمہاری ہے، تم پر ہے، خدا شیدا  
 رحمت کا خزانہ ہو  
 دنیا نے تمہیں مانا، تم شاہِ مدینہ ہو  
 تم ختمِ رُسل ٹھہرے  
 ایمان کا جز بن کر، تم حاصلِ کُل ٹھہرے  
 دریائے سخاوت ہو  
 میدانِ قیامت میں تم سایہِ رحمت ہو  
 جلوے ہیں بہم تم سے  
 تم دین کی عظمت ہو، ہے شانِ حرم تم سے  
 سبطین کے نانا ہو  
 رحمت کا خزانہ ہو، حکمت کا خزانہ ہو

محشر کے تہی مالک  
 تنیم کے آقا ہو کوثر کے تہی مالک  
 سانسوں میں رواں تم ہو  
 ہر دل میں تمہارا گھر، وہ جانِ جہاں تم ہو  
 تم سید و سرور ہو  
 تم ارفع و اعلیٰ ہو تم شافعِ محشر ہو  
 تنویرِ شریعت تم  
 تصویرِ حقیقت تم، توقیرِ طریقت تم  
 دو اُبرو ہیں آو ادنیٰ  
 وائل تو گیسو ہیں، والشمس رخِ زیبا  
 جذبول کو ہوا دے کر  
 دیکھو تو ذرا اُن کی رحمت کو صدا دے کر  
 کیا خوب ترا گھر ہے  
 داماد علیٰ تیرے، زہرا تری دختر ہے  
 میٹے نہیں کب تم پر  
 یہ جن و ملک، انساں، قربان ہیں سب تم پر

دیوانِ نعت  
 (اُردو)

دونوں عالم میں ہے دن رات اُجالا تیرا  
 چھب انوکھی ہے تری ، حُسن نرالا تیرا  
 غنچہ و گل میں ترے نقشِ کفِ پا کی جھلک  
 ہے بہارِ چمنستاں میں اُجالا تیرا  
 مظہرِ نورِ ازل ، مصدرِ انوارِ ابد  
 از ازل تا بہ ابد نورِ دو بالا تیرا  
 اے شہِ حُسن ! دو عالم ترے قدموں پہ نثار  
 خود بھی شیدائی ہے اللہ تعالیٰ تیرا  
 زینتِ بزمِ جہاں ، صورتِ زیبا تیری  
 سروِ گلزارِ حقیقت ، قدِ بالا تیرا  
 جس جگہ تیری جھلک ہو ، تری رعنائی ہو  
 جا ٹھہرتا ہے وہیں ، دیکھنے والا تیرا  
 شبِ معراج ہے عنوانِ تری رفعت کا  
 ذاتِ ارفع ہے تری ، ذکر ہے اعلیٰ تیرا

تُو ہے وہ شمعِ ضیاءِ دو عالم کے لیے  
 ڈھونڈتے پھرتے ہیں کونین اُجالا تیرا  
 قبر میں آ کے نکیرین پلٹ جائیں گے  
 اُن کو مل جائے گا جس وقت حوالا تیرا  
 فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ سے یہ بات کھلی  
 تُو ہے اللہ کا ، اللہ تعالیٰ تیرا  
 حشر میں ایک قیامت مرے دل پر گزری  
 بن گئی بات ، وسیلہ جو نکالا تیرا  
 صدقِ دل سے ہے نصیر اہل طلب میں شامل  
 آسرا حشر میں ہے اے شہِ والا ! تیرا

روزِ ازل خالق نے جاری پہلا یہ فرمان کیا  
 اُن کو بنا کر شاہِ رسولاں دو جگ کا سلطان کیا  
 نوکِ قلم سے عرشِ بریں پر حق نے لکھا جب نامِ نبی  
 کون و مکاں کی ہر عظمت کا حضرت کو عنوان کیا  
 شانِ ابوالقاسم دیکھو تو ربّ جہاں نے دُنیا میں  
 پہلے قرآن والا بھیجا ، پھر نازل قرآن کیا  
 بھیج کے ہم میں محبوب اپنا دین کے نکتے سمجھائے  
 پردے پردے میں اُمت کی بخشش کا سامان کیا  
 آنکھیں روئیں ہجرِ نبی میں اشکوں کی برسات ہوئی  
 عشق نے لمحہ لمحہ دل میں پیدا اک ہیجان کیا  
 اُن کا وسیلہ رب کی رحمت کا حیلہ بن جاتا ہے  
 نور کی نیا پار لگائی ، مشکل کو آسان کیا

ظلم و ستم کا دور گیا ، تفریق و تکبر ختم ہوئے  
 عدل و مساوات اور اُخوت کو جُز و ایمان کیا  
 لَا تَشْرِيبَ عَلَیْكُمْ کہہ کر بخش دیا ہر مجرم کو  
 فتحِ مکہ کے دن اپنی رحمت کا اعلان کیا  
 دین اُس کا ، دُنیا بھی اُس کی ، ہر شے اُس کی مٹھی میں  
 جس نے اُن کے نام پر اپنا تن من دھن قربان کیا  
 جالی چُومی ، عرض گزاری ، اشک بہائے ، نعت پڑھی  
 ہم نے مدینے جا کر دل کا پورا ہر ارمان کیا  
 غم کے بھنور سے پار لگایا شاؤِ عرب نے کشتی کو  
 ہر منجدھار کا ریلا روکا ، ختم ہر اک طوفان کیا  
 عجز و ادب سے اُن کا نام پاک لیے جانے کے لئے  
 نام ہماری بستی کا قدرت نے ، پاکستان کیا  
 صدقے جاؤں نصیر اُس آقا اُس مولا کی رحمت پر  
 راہ دکھا کر اُس در کی مجھ نزدھن پر احسان کیا

ازل کے نور کو جب اُس میں آشکار کیا  
 خود اپنی ذات پہ خالق نے افتخار کیا  
 جمینِ ذرہ میں سورج سجا دیئے تُو نے  
 شبِ سیہ کو تجلی سے ہمکنار کیا  
 ترے جمال نے بخشا تصورات کو نور  
 ترے خیال نے ذہنوں کو اُستوار کیا  
 تری شبیہ کی تکمیل پر مَصوّر نے  
 خود اپنے فن کو تری ذات پر نثار کیا  
 علیٰ کو فرشِ رسالت دیا شبِ ہجرت  
 رفیق تھے جو ابوبکرؓ ، یارِ غار کیا  
 اُسی سے لیتے ہیں اہلِ جہاں قرار کی بھیک  
 تمہاری یاد نے جس دل کو بے قرار کیا  
 جو پست تھے وہ بلندی سے ہمکنار ہوئے  
 غبارِ راہ کو تُو نے فلک وقار کیا

ہے علم خیر کثیر اور زر متاعِ قلیل  
یہ راز تو نے زمانے پہ آشکار کیا  
عطا کیا ترے دیدار نے ثباتِ قدم  
سارا پایا تو پھر پُلِ صراطِ پار کیا  
جنونِ عشقِ نبی کی سند ملی ہم کو  
نصیر! ہم نے گریباں جو تار تار کیا

ہر اک صفت کا تری ذات سے حصار کیا  
خدا نے تجھ کو مشیت کا شاہکار کیا  
ترے کرم نے فقیروں کی جھولیاں بھر دیں  
تری نظر نے گداؤں کو شہریار کیا  
ترے وجود کا اعجاز ہے کہ انساں نے  
صفات و ذاتِ الٰہی کا اعتبار کیا  
سبکی ہے راہ، خلیل و کلیم و عیسیٰ نے  
خدا نے عرش پہ خود تیرا انتظار کیا  
براق آیا تو صف باندھ لی فرشتوں نے  
رکاب چوم کے جبریلؑ نے سوار کیا  
اُٹھی تجلی کبریٰ میں جب نمود کی موج  
ظہور میں تری صورت کو اختیار کیا  
سجا کے ختمِ نبوت کا تیرے سر پر تاج  
خدا نے تجھ کو رسولوں کا تاجدار کیا



وہ کج کلاہوں کے چکر میں پڑ نہیں سکتا  
طواف جس نے ترے در کا ایک بار کیا  
تجھی نے قصرِ امارت کو کر دیا ہسمار  
تجھی نے خلعتِ شاہی کو تار تار کیا  
تری نگاہِ کرم نے اُسے تسلی دی  
وہ آنکھ ، جس کو زمانے نے اشکبار کیا  
ترے طفیل ہے محشر میں سر بلند نصیر  
ترا کرم کہ اُسے اُمتی شمار کیا

مجھے غلام ، اُسے میرا شہریار کیا  
مرے کریم ! کرم تُو نے بے شمار کیا  
بلا کے عرش پہ حق نے تجھے شبِ معراج  
ترے سپردِ خدائی کا اقتدار کیا  
فلک پہ شہرہ ہوا تیری آمد آمد کا  
سلام مجھک کے فرشتوں نے بار بار کیا  
گھٹا دیا تری ہیبت نے قدِ رعونت کا  
بُتوں پہ ، کفر پہ ، فرعونیت پہ وار کیا  
یہ کج کلاہ تو اپنوں کے دل نہ جیت سکے  
ترے خلوص نے دشمن کا دل شکار کیا  
خدا گواہ ! گناہوں پہ اپنے نادم تھا  
ترے کرم نے مجھے اور شرمسار کیا  
برتِ کعبہ ، غریب و یتیم بچوں سے  
حسنِ حسینؑ کی مانند تُو نے پیار کیا

خدا کا شکر ، کہ مثلِ کبوترانِ حرم  
طواف میں نے ترے در کا بار بار کیا  
خزاں نے اشک بہائے جب اپنی قسمت پر  
تو مصطفیٰ نے کہا جا ! تجھے بہار کیا  
نصیر ! تا بہ ابد واجب العمل ٹھہرا  
وہ دینِ حق ، جو محمدؐ نے آشکار کیا

یہ نہ پوچھو بلا ہمیں درِ خیرالوری سے کیا  
نظر اُن کی پڑی تو ہم ہوئے پل بھر میں کیا سے کیا  
مرے دل کی وہ دھڑکنیں دمِ فریاد سُنتے ہیں  
متوجہ جو ہیں ، وہ ہیں ، مجھے بادِ صبا سے کیا  
نظر اُن کی جو ہو گئی اثر آیا دُعا میں بھی  
مرے دل کی تڑپ ہی کیا ، مرے دل کی صدا سے کیا  
جسے اس کا یقین ہے کہ وہی بخشوائیں گے  
کوئی خطرہ ، کوئی جھک اُسے روزِ جزا سے کیا  
رہِ طیبہ میں بے خودی کے مناظر ہیں دیدنی  
کبھی نقشے ہیں کچھ سے کچھ ، کبھی جلوے ہیں کیا سے کیا  
اثر انداز اُس پہ بھی مرے آقاؐ کا رنگ ہے  
کسیں آنکھیں ملائے گا کوئی اُن کے گدا سے کیا

اجل آتی ہے روبرو، تو دبے پاؤں، بادِ ضو  
جو محمدؐ پہ مَرِ مٹا، اُسے ڈرنا قضا سے کیا  
دمِ مدحت خشوعِ دل سے ضروری ہے استماع  
نہ مخاطب جو ہو کوئی کروں باتیں ہوا سے کیا  
جسے آدابِ گلشنِ نبویؐ کی خبر نہیں  
وہ بھلا لے کے جائے گا چہنِ مصطفیٰؐ سے کیا  
جسے خیرات بے طلب طے بابِ رسولؐ سے  
اُسے دارین میں نصیر غرض ماسوا سے کیا

دل کسی حال میں ایسا نہیں ہونے دیتا  
بے نیازِ شہِ بطحا نہیں ہونے دیتا  
کرم اُن کا مجھے رسوا نہیں ہونے دیتا  
مجھ پہ غالبِ غمِ دنیا نہیں ہونے دیتا  
جو محمدؐ کے وسیلے سے ہوا ہے حاصل  
وہ تعلق مجھے تنہا نہیں ہونے دیتا  
جس گنگار پہ آقاؐ کی نظر ہو جائے  
اُس کو خالق کبھی رسوا نہیں ہونے دیتا  
اُن کا دیوانہ ہوں میں، حد سے گزر سکتا ہوں  
یہ بجا ہے، مگر ایسا نہیں ہونے دیتا  
اُن کی نسبت کا یہ اعجاز تو دیکھے کوئی  
غم، قیامت کوئی برپا نہیں ہونے دیتا  
اے شہِ کون و مکاں! میں ترا سودائی ہوں  
عشق، اب اور کسی کا نہیں ہونے دیتا

اک جھلک اپنی دکھا دو، کہ ٹھہر جائے یہ دل

ورنہ ہاتھوں سے مرے توسن ایام چلا

اُس جواں بخت کے منزل نے قدم چوئے ہیں

جادۂ عشقِ محمدؐ میں جو دو گام چلا

مرحلہ پُرشِ اعمال کا تھا سخت نصیر !

بل گیا اُن کا سہارا، تو کہیں کام چلا

مریضِ مصطفیٰؐ کے سامنے کس کا ہنر ٹھہرا

نہ کوئی چارہ کام آیا، نہ کوئی چارہ گر ٹھہرا

میری قسمت میں بھی کیا کیا نہ کارِ معتبر ٹھہرا

مدینے کی طلب ٹھہری، مدینے کا سفر ٹھہرا

دیارِ شاہِ بطحا خیر سے ہے آخری منزل

ہماری زندگی کا قافلہ کب در بدر ٹھہرا

ضرورت کیا طیبیانِ جہاں کی میری بالین پر

خیالِ مصطفیٰؐ جب میرے حق میں چارہ گر ٹھہرا

زہے قسمت کہ ہر ذرہ نظر آتا ہے نورانی

خوشا وہ شہر، جو محبوبِ حق کا سنگِ در ٹھہرا

گرا جو دیدۂ بے تاب سے راہِ مدینہ میں

وہی آنسو مسافر کا چراغِ رہزِ ٹھہرا

کلامِ اللہ کی تفسیر یا ذکرِ نبیؐ لب پر

ہمارا شغلِ دنیا میں یہی شام و سحر ٹھہرا

سمٹ کر آگئیں ساری بہاریں دونوں عالم کی  
 دیارِ سرورِ کونین ، فردوسِ نظر ٹھہرا  
 ہوئی الفت رسول اللہ کی جس ذوق کا حاصل  
 جہانِ آب و گل میں بس وہ ذوقِ معتبر ٹھہرا  
 نصیر اڑ کر نہ پہنچا جو مدینے کی فضاؤں تک  
 وہی بارغِ جہاں میں طائرِ بے بال و پر ٹھہرا

کیا پوچھتے ہو ہم سے ، مدینے میں کیا ملا  
 اللہ کے کرم سے درِ مصطفیٰ ملا  
 جس کو شعورِ عشقِ حبیبِ خدا ملا  
 دونوں جہاں کے راز سے وہ آشنا ملا  
 راہِ طلب سے دور نہیں منزلِ مراد  
 جو بے قرار ہو کے چلا ، اُن سے جا ملا  
 تیری مزاحمت ہوئی آخر کو سرنگوں  
 اے دشمنِ رسول ! بتا تجھ کو کیا ملا  
 ہم تو گدائے بابِ رسالتِ مآب ہیں  
 جو کچھ درِ رسول سے ہم کو ملا ، ملا  
 یوں گم ہوئے تصورِ خیرالوری میں ہم  
 دل کا ملا نہ کھوج ، نہ اپنا پتہ ملا

اے رحمتِ رسولِ دو عالم ! ترے طفیل

جب بھی دُعا کو ہاتھ اٹھے ، مدعا ملا

ہم پر اب اور کیا ہو عطائے رسولِ پاکؐ

قرآنِ ملا ، حدیثِ ملی ، راستہ ملا

شاہِ عرب کے در پہ رسائی ہوئی نصیر

غیروں میں بس رہا تھا اب اپنوں سے آ ملا

نورِ سرکارؐ نے ظلمت کا بھرم توڑ دیا

کفر کا نور ہوا شرک نے دم توڑ دیا

سوزِ غم ختم کیا سازِ ستم توڑ دیا

آپؐ نے سلسلہ رنج و الم توڑ دیا

نعرہ زنِ رند بڑھے ساقیِ محشر کی طرف

جامِ کوثر جو ملا ساغرِ جم توڑ دیا

✓ دستِ قدرت سے ملی ختمِ نبوت کی دلیل

نام وہ لوح پہ لکھا کہ قلم توڑ دیا

ڈوبنے دی نہ محمدؐ نے ہماری کشتی

زورِ طوفاں کا بیک چشمِ کرم توڑ دیا

نہ رہا کفر کا پندار ، نہ غرہ نہ غرور

ایک ہی ضرب میں سب جاہ و حشم توڑ دیا

شدتِ ظلم ہوئی مُخلِقِ محمدؐ سے فنا  
 جتنے شہداد تھے ہر ایک نے دم توڑ دیا  
 تھا برہمن کو بہت رشتہ زُتار پہ ناز  
 آپؐ سے سلسلہ جوڑا، تو صنم توڑ دیا  
 جب مرے سامنے آیا کوئی الحاد کا جام  
 کہہ کے بے ساختہ یا شاہِ اُمم ! ”توڑ دیا“  
 تم پر اللہ کے الطاف نصیر ! ایسے ہیں  
 نعتِ اس شان سے لکھی کہ قلم توڑ دیا

دل میں کسی کو اور بسایا نہ جائے گا  
 ذکرِ رسولؐ پاک بھلایا نہ جائے گا  
 وہ خود ہی جان لیں گے، جتایا نہ جائے گا  
 ہم سے تو اپنا حال سنایا نہ جائے گا  
 ہم کو جزا ملے گی محمدؐ کے عشق کی  
 دوزخ کے آس پاس بھی لایا نہ جائے گا  
 روشن رہے گا داغِ فراقِ شہرِ اُمم  
 یہ وہ چراغ ہے جو بجھایا نہ جائے گا  
 بیشک حضورؐ شافعِ محشر ہیں، مُنکرو !  
 کیا اُن کے سامنے تمہیں لایا نہ جائے گا؟  
 کہتے تھے یہ بلالؓ تشدد پہ کفر کے  
 عشقِ نبیؐ تو دل سے مٹایا نہ جائے گا  
 مانے گا اُن کی بات خدا، حشر میں نصیر  
 بنِ مصطفیٰؐ، خدا کو منایا نہ جائے گا

دل میں یوں اُن کی تجلی کا تماشا دیکھا  
 آگینے میں رواں نور کا دریا دیکھا  
 ہوش کھو کر ترے جلووں کا تماشا دیکھا  
 دیکھنے والے نے دیکھا بھی تو یوں کیا دیکھا  
 وہ کہ ہر درد کی بنیاد مٹا دیتے ہیں  
 ہے کوئی جس نے کہیں ایسا مسجا دیکھا  
 چاند تارے شبِ معراج کے شاہد ٹھہرے  
 ہم نے ان آنسوؤں میں اُن کا سراپا دیکھا  
 اُن کے جلوؤں کی فقط ایک جھلک دیکھی تھی  
 دیکھنے والے پکار اُٹھے کہ دیکھا دیکھا  
 لُٹ گیا، جس سے پھر میں اُن کی نگاہیں اک بار  
 در بدر، کوچہ بہ کوچہ اُسے رُسا دیکھا

حرمِ پاک میں ہر لمحہ نیا جلوہ ہے  
 اک جھلک دیکھی ہے، زائر نے ابھی کیا دیکھا  
 کوئی پوچھے تو ذرا حضرتِ مولیٰ سے نصیر  
 عالمِ ہوش میں جب آئے تو پھر کیا دیکھا؟



جلوہ حُسنِ بقا ڈھونڈ رہی ہے دنیا  
 نُورِ محبوبِ خدا ڈھونڈ رہی ہے دنیا  
 پھر مدینے کی فضا ڈھونڈ رہی ہے دنیا  
 اپنے ہر دکھ کی دوا ڈھونڈ رہی ہے دنیا  
 دیدنی ہے دَرِ سرکار پہ خلقت کا ہجوم  
 کوئی دیکھے تو یہ کیا ڈھونڈ رہی ہے دنیا  
 کتنے بے تاب ہیں ہر ایک جیس میں سجدے  
 کس کا نقشِ کفِ پا ڈھونڈ رہی ہے دنیا  
 وہ جو دنیا کی نگاہوں سے چُپے رہتے ہیں  
 اُن کو دے دے کے صدا ڈھونڈ رہی ہے دنیا  
 دین کی فکر نہیں، خیر کے اُسلوب نہیں  
 صرف دنیا کا مزا ڈھونڈ رہی ہے دنیا

بل گئی ہے مجھے دامنِ رسالت میں پناہ  
 مجھے کیوں صبح و سہا ڈھونڈ رہی ہے دنیا  
 شافعِ حشر نظر آئیں تو کچھ بات بنے  
 اک قیامت ہے پنا، ڈھونڈ رہی ہے دنیا  
 سُرخرو ہو نہ سکے گی وہ کسی طور نصیر  
 اُن سے ہٹ کر جو خدا ڈھونڈ رہی ہے، دنیا

جو تصور میں رہا پیشِ نظر بھی ہو گا  
 کعبہ دیکھوں گا مدینے کا سفر بھی ہو گا  
 آہ جب کی ہے تو پھر اُس میں اثر بھی ہو گا  
 اُن کی بستی میں کبھی اپنا گزر بھی ہو گا  
 سبز گنبد کی ضیائیں بھی ہوں جس میں شامل  
 میری تقدیر میں وہ نُورِ سحر بھی ہو گا  
 مجھ پہ بھی ہوں گے شہنشاہِ مدینہ کے کرم  
 رُخ ہواؤں کا کسی روزِ ادھر بھی ہو گا  
 شاہِ کونین مرے دل کو ضیا بخشیں گے  
 اُن کے جلووں سے متورِ مرا گھر بھی ہو گا  
 اک نظر گنبدِ خضریٰ کی جھلک تو دیکھو  
 مطمئن دل ہی نہیں ، ذوقِ نظر بھی ہو گا

داغِ دل ، رُوئے محمدؐ کی ضیاؤں کے طفیل  
 آج تارا ہے ، تو گلِ رشکِ قمر بھی ہو گا  
 میری آنکھوں میں شبیرِ شبِ والا ہے نصیر  
 اشک جو ہو گا ، وہ تابندہ گُہر بھی ہو گا

زندگی جب تھی، یہ جینے کا قرینہ ہوتا  
 رُخ سُوئے کعبہ، تو دل سُوئے مدینہ ہوتا  
 نعرہ طوفاں میں جو ”یا شاہِ مدینہ“ ہوتا  
 غیر ممکن تھا کہ غرقاب سفینہ ہوتا  
 یوں مدینے میں شب و روز گزرتے اپنے  
 دن صدی ہوتا، ہر اک لمحہ مہینہ ہوتا  
 گرمیِ حُسنِ رسالت کی اُسے تاب کہاں  
 ورنہ کیوں کفر کے ماتھے پہ پسینہ ہوتا  
 جلوہ سرورِ کونین سماتا اُس میں  
 کاش اتنا تو کُشادہ مرا سینہ ہوتا  
 اُسوہ پاک پہ کرتی جو عمل آج اُمت  
 کسی دل میں نہ کپٹ ہوتی، نہ کینہ ہوتا

پر تو حُسنِ نبی کی جو جھلک پڑ جاتی  
 داغ کہتے ہیں جسے، دل کا نگینہ ہوتا  
 یہی خواہش تھی، یہی اپنی تمنا تھی نصیر  
 میرا سر، اور درِ شاہِ مدینہ ہوتا

سنور جائے گی سب کی عاقبت، سب کا بھلا ہو گا  
 قیامت میں محمد مصطفیٰ کا آسرا ہو گا  
 عدالت سے نبی کی جس کو پروانہ عطا ہو گا  
 وہی بس مستحق رحمتِ ربِّ العالیٰ ہو گا  
 پکاریں گے شفیعُ المذنبین کو سب قیامت میں  
 وہاں پر سب کا نعرہ ”یا محمد مصطفیٰ“ ہو گا  
 ہماری خاک کے ذرے بھی پہنچیں گے وہاں اُذکر  
 مدینے کی طلب ہو گی، مدینہ مدعا ہو گا  
 نبی کا در ہے اور آقصائے عالم کی جبین سائی  
 یہ منظر چشمِ قدرت سے خدا خود دیکھتا ہو گا  
 جو اُن کے آستانِ پاک پر سر اپنا خم کر دے  
 وہ قسمت کا دھنی ہو گا، سکندر وقت کا ہو گا  
 ابھی ذوقِ جنوں، سوزِ دُروں، بخشا ہے حضرت نے  
 نصیر اُن کی محبت میں نہ جانے اور کیا ہو گا

جلوے رُوئے نبی مطلعِ انوارِ حیات  
 جنبشِ غنچہ لب، خطبہ کردارِ حیات  
 تیری تخلیق کو مانا گیا شہکارِ حیات  
 نور تیرا ہی رہا طرہ دستارِ حیات  
 یہ شرف کم ہے کہ شامل ہیں تری اُمت میں  
 ورنہ ہم جیسے سیہ کار، سزا وارِ حیات؟  
 تیرے ہی نور سے روشن ہوئے افلاک و زمیں  
 رونا ہو گئے ہر گوشے میں آثارِ حیات  
 سیرتِ سیدِ عالم نے وہ بخشی رفعت  
 اوج در اوج اُبھرتا گیا معیارِ حیات  
 ہم عدم تھے، تری نسبت سے بلا ہم کو وجود  
 ہر نفس کرتا ہے انسان کا، اقرارِ حیات  
 یا نبی! تیرے ہی صدقے میں ہے دُنیا قائم  
 سچ تو یہ ہے کہ تری ذات ہے مختارِ حیات

سرد مہری کے سوا خَلق میں کچھ اور نہ تھا  
 تیرے آنے سے بڑھی گرمی بازارِ حیات  
 حشر ہے تیری شفاعت کا اُمڈتا دریا  
 موت ہے ایک حقیقت، پس دیوارِ حیات  
 جب تک آئے نہ قدم تیرے شہنشاہِ عرب !  
 فصلِ گل سے نہ شناسا ہوا گلزارِ حیات  
 بس ترا عشق ہے آئینِ حیاتِ ابدی  
 اک ترے نام پہ مرتے ہیں طلبگارِ حیات  
 میں بھی تو ایک مسافر ہوں سرِ راہِ طلب  
 اک نظر مجھ پہ بھی اے قافلہ سالارِ حیات !  
 تیرے جلووں پہ ہے قرباں یہ نصیرِ شیدا  
 تُو ہے کونین میں آئینہ اسرارِ حیات

چھڑ جائے جس گھڑی شہِ کون و مکاں کی بات  
 پڑھیے دُرود، چھوڑیے سود و زیاں کی بات  
 آتی ہے یوں لبوں پہ شہِ انس و جاں کی بات  
 جیسے کہ منہ زمیں کا ہو اور آسماں کی بات  
 رُودادِ غم بیان کیے جا رہا ہوں میں  
 وہ سُن رہے ہیں میرے دلِ بے زباں کی بات  
 باضابطہ نمودِ سحر روک دی گئی  
 جب تک کہ طے ہوئی نہ ہلالی ازاں کی بات  
 بادِ صبا ! نہ چھیڑ مجھے اُن کی یاد میں  
 کیسی بہار، کس کا چمن، کیا خزاں کی بات  
 ہر اشک ایک رمز ہے، ہر آہ ایک راز  
 پوچھے نہ کوئی اُن کے مرے درمیاں کی بات

نعت اُن کے آستاں پہ پڑھوں مجھوم مجھوم کبر  
یارب! وہیں پہ جا کے کہوں، ہے جہاں کی بات  
ہیں یوں تو کج کلاہوں کے دربار سینکڑوں  
اُن میں کہاں سے آئے ترے آستاں کی بات  
شہرِ نبی کی یاد نے تڑپا دیا ہمیں  
تم نے نصیر! آج سنا دی کہاں کی بات

منتظر خود ہے بصد شوق، خدا آج کی رات  
کس کی آمد ہے سرِ عرشِ علیٰ آج کی رات  
فاصلے گھٹ گئے، یوں قرب بڑھا آج کی رات  
عبد و معبود میں پردہ نہ رہا آج کی رات  
بخشوا لیں گے وہ اُمت کو خدا سے اپنے  
مانا جائے گا ضرور اُن کا کہا آج کی رات  
قابِ قوسین کی صورت میں ہوا قرب و وصال  
کُھل گیا فَلَفَهُ ثُمَّ ذَلْنِي آج کی رات  
آج کی رات کے اندازِ نرالے دیکھے  
پڑھ کے چلتی ہے دُرد اُن پہ ہوا آج کی رات  
رحمتِ سیدِ عالم ہے دو عالم کو محیط  
کوئی عاصی نہیں محروم عطا آج کی رات

جلوہِ حُسنِ حقیقت کی ضیا باری میں  
اپنے شہکار کو دیکھے گا خدا آج کی رات  
لگ کے قدموں سے ترے باغِ جناں تک پہنچی  
معتبر ہو گئی رفتارِ صبا آج کی رات  
خوش نصیبی ہے جو توفیقِ عبادت ہو نصیر  
مرحبا آج کا دن ، صلّ علیٰ آج کی رات

اور ہی کچھ ہے دو عالم کی ہوا آج کی رات  
سیر کو نکلے ہیں محبوبِ خدا آج کی رات  
نور ہی نور ہے ، مہکی ہے فضا آج کی رات  
فرش سے تابہ فلک کون گیا آج کی رات  
منتظر ، صبحِ کرم کی ہے سرِ باغِ جہاں  
با وضو دیر سے ہے بادِ صبا آج کی رات  
بخشِ دُوں گا تری اُمت کو ترے صدقے میں  
خود خدا نے یہ محمدؐ سے کہا آج کی رات  
بختِ بیدار ہوں جن کے ، وہ کہاں سوتے ہیں  
جاگنے کا ہے حقیقت میں مزا آج کی رات  
چشمِ یعقوبؑ میں یوسفؑ کی ادا ماند ہوئی  
دیر تک مصر کا بازار لٹا آج کی رات

جانبِ عرشِ بریں اُن کی سواری جو چلی  
دست بستہ ہوئے سب شاہ و گدا آج کی رات  
آج کی رات اُجالا ہی اُجالا ہے نصیر  
اُن کا مشتاقِ زیارت ہے خدا آج کی رات

جانبِ عرش ہے حضرت کا سفر آج کی رات  
ایک ہی بُرج میں ہیں شمس و قمر آج کی رات  
جشنِ معراجِ نبی کی ہے خبر آج کی رات  
عرش پر فرش سے پہنچا ہے بشر آج کی رات  
جلوہِ حُسنِ محمدؐ کی ضیا باری سے  
بن گئی مطلعِ انوارِ سحر آج کی رات  
آب ہے چشمہٴ حیواں کی ہر اک ذرے میں  
آئیں دیکھیں یہ کرشمہ بھی خضر آج کی رات  
نور ہی نور کی برسات نظر آتی ہے  
دیکھتی ہے نگہ شوق جدھر آج کی رات  
عرشِ اعظم پہ شہنشاہِ عرب کا ہے گزر  
ذکرِ محبوبِ خدا میں ہو بسر آج کی رات  
آج ہے خالقِ مخلوق، کرم آمادہ  
بالیقیں ہو گا دعاؤں میں اثر آج کی رات



جانبِ عرشِ بریں اُن کی سواری جو چلی  
دست بستہ ہوئے سب شاہ و گدا آج کی رات  
آج کی رات اُجالا ہی اُجالا ہے نصیر  
اُن کا مشتاقِ زیارت ہے خدا آج کی رات

جانبِ عرش ہے حضرت کا سفر آج کی رات  
ایک ہی بُرج میں ہیں شمس و قمر آج کی رات  
جشنِ معراجِ نبی کی ہے خبر آج کی رات  
عرش پر فرش سے پہنچا ہے بشر آج کی رات  
جلوہِ حُسنِ محمدؐ کی ضیا باری سے  
بن گئی مطلعِ انوارِ سحر آج کی رات  
آب ہے چشمہٴ حیا کی ہر اک ذرے میں  
آئیں دیکھیں یہ کرشمہ بھی خضر آج کی رات  
نور ہی نور کی برسات نظر آتی ہے  
دیکھتی ہے نگہِ شوق جدھر آج کی رات  
عرشِ اعظم پہ شہنشاہِ عرب کا ہے گزر  
ذکرِ محبوبِ خدا میں ہو بسر آج کی رات  
آج ہے خالقِ مخلوق ، کرم آمادہ  
بالیقین ہو گا دعاؤں میں اثر آج کی رات

منزلِ عرشِ علیٰ پر ہی رُکے گا جا کر  
 کر کے نکلا ہے کوئی عزمِ سفر آج کی رات  
 میرے آقاؐ نے وہاں سے سفر آغاز کیا  
 جہاں جبریلؑ کے جلنے لگے پر، آج کی رات  
 ہم نصیر اپنے نبیؐ پر دل و جاں سے قرباں  
 عام ہے اُن کی شفاعت کی خبر آج کی رات

ضیا فروز ہے دل میں حضورؐ کی نسبت  
 نظر کا نور بنی اُن کے نور کی نسبت  
 بساؤ قلب میں زلفِ رسولؐ کی خوشبو  
 تمہیں جو چاہیے کیف و سرور کی نسبت  
 بلالؓ و بُؤذر و سلمانؓ کی ذات شاہد ہے  
 مقامِ عجز ہے اُونچا، غرور کی نسبت  
 صفات کھل کے بیاں کر، دبی زباں سے نہ کہہ  
 سطور خوب ہیں، بین السطور کی نسبت  
 رسولؐ کو وہ بھلا کیا سمجھ سکیں کہ جنہیں  
 نہ قربتوں سے تعلق، نہ دور کی نسبت  
 وہاں کلیمؑ کی باتیں، یہاں مقامِ نبیؐ  
 مدینہ ارفع و اعلیٰ ہے، طور کی نسبت

ہمارے شوق کی دنیا ، رسول کا جلوہ  
ہمارا ذوقِ طلب ، آنحضور کی نسبت  
مجھے ہے میکدہٴ عشقِ مصطفیٰ کا سرور  
نصیب ہے مجھے جامِ ظہور کی نسبت  
کہاں وہ چہرہٴ اقدس ، کہاں یہ ماہِ تمام  
اسے ہوئی ، نہ کبھی ہوگی ، دور کی نسبت  
متاعِ عظمت کون و مکاں ملی اُس کو  
نصیر ! بل گئی جس کو حضور کی نسبت

ملی ہے شافعِ یومِ نشور کی نسبت  
میرا نصیب ، کہ پائی حضور کی نسبت  
قصور وار جو ہیں ہوں تو وہ کرم گستر  
کرم ہے اُن کا فراواں ، تصور کی نسبت  
کوئی بھی چیز نہ خلقت کا بن سکی باعث  
سبب بنی تو بس اُن کے ظہور کی نسبت  
جمالِ مصطفویٰ سے کھلے گلوں کے نصیب  
چمن کے ہاتھ لگی رنگ و نور کی نسبت  
درِ حبیبِ خدا کا غلام ہوں میں بھی  
قریب تر ہے ، بظاہر یہ دور کی نسبت  
ضرور آتشِ دوزخ مآل ہے اُن کا  
جنہیں ہوئی نہ میسر حضور کی نسبت

نبی کے عشق کی دھو میں سنی ہیں بچپن سے  
 مرے شعور میں ہے ، لاشعور کی نسبت  
 تہی ہیں اشکِ غمِ مصطفیٰ سے جو آنکھیں  
 کہیں زیادہ ہیں ویراں ، قبور کی نسبت  
 نصیر ! صدق و صفائے رسول کے آگے  
 فروغ پا نہ سکی مکر و زور کی نسبت

اُس کو نہ چھو سکے کبھی رنج و بلا کے ہاتھ  
 اُٹھے ہیں جس کے حق میں رسولِ خدا کے ہاتھ  
 پہنچا ہے دین ہم کو رسولِ خدا کے ہاتھ  
 ایسا چراغ ، دور ہیں جس سے ہوا کے ہاتھ  
 دیکھوں گا جب بھی روضہ اقدس کی جالیاں  
 چوموں گا فرطِ شوق سے پیہم لگا کے ہاتھ  
 گیسوئے مصطفیٰ سے یقیناً ہوئی ہے مس  
 خوشبو کہاں سے آئی یہ بادِ صبا کے ہاتھ  
 خاطر میں کب وہ لائے گا شاہانِ وقت کو  
 اُٹھتے ہوں صرف اُن کی طرف جس گدا کے ہاتھ  
 محشر میں مجھ پہ سایہ لطفِ رسول ہو  
 میں یہ دُعائیں مانگ رہا ہوں اُٹھا کے ہاتھ  
 ممکن نہ تھا کہ روضہ اقدس کو چھو سکیں  
 آگے بڑھا دیا ہے نظر کو بنا کے ہاتھ

بے حد و بے شمار خطائیں سہی ، مگر  
 کچھ غم نہیں کہ لاج ہے اب مصطفیٰ کے ہاتھ  
 ہم عاصیوں کے آپ ہی تو دستگیر ہیں  
 ہم سب کا آسرا ہیں شہ انبیا کے ہاتھ  
 اختیار کی دُعا کا وسیلہ تلاش کر  
 عرشِ بریں سے دُور نہیں اولیا کے ہاتھ  
 میں ہوں گدائے کوچہ آلِ نبی نصیر  
 دیکھے تو مجھ کو نارِ جہنم لگا کے ہاتھ

آئی ہے جالیوں سے بھی شاید لگا کے ہاتھ  
 کیا کچھ مہک رہے ہیں یہ بادِ صبا کے ہاتھ  
 شاہد ہے تارِ میت کی آیت ، اس امر پر  
 یعنی نبی کے ہاتھ ہیں بیشک خدا کے ہاتھ  
 وہ کامیابِ عشقِ خدا و رسول ہے  
 دامن ہو جس کا اور ہوں صبر و رضا کے ہاتھ  
 ذکرِ حبیب نے ، وہ غنی کر دیا مجھے  
 بیٹھا ہوا ہوں دونوں جہاں سے اٹھا کے ہاتھ  
 سو رنج ہوں ، ہزار الم ، لاکھ مشکلیں  
 ہم نے بڑھا دیئے ہیں ادھر مسکرا کے ہاتھ  
 عشقِ نبی کی ان میں لکیریں بھی کھینچ دیں  
 روزِ ازل خدا نے ہمارے بنا کے ہاتھ

ہے اُن کے دم قدم سے فضیلت کا فیصلہ  
خاکِ شفا لگی ہے تو بس نقشِ پا کے ہاتھ  
جب کوئی وسوسہ مجھے لاحق ہوا کبھی  
سینے پہ رکھ دیئے وہیں حضرت نے آ کے ہاتھ  
وہ رحمتِ تمام ہیں دونوں جہان میں  
دامن تک اُن کے پہنچیں گے شاہ و گدا کے ہاتھ  
ہم پر کرم ہے صاحبِ خلقِ عظیم کا  
افلاک سے بلند ہیں جود و عطا کے ہاتھ  
اُٹھی جہاں نصیر ! نگاہِ رسولِ حق  
ہو جائیں گے قلم و ہیں تیغِ جفا کے ہاتھ

پہنچے کہاں کہاں نہ حبیبِ خدا کے ہاتھ  
کونین کا ہے نظم و عمل مصطفیٰ کے ہاتھ  
محروم رہ نہ ساقی کوثر کے فیض سے  
پڑھ کر دُرود، جام اُٹھا لے، بڑھا کے ہاتھ  
ہر سانس وقف ہے شہِ لولاک کے لیے  
میری طرف بڑھیں گے ادب سے قضا کے ہاتھ  
آیا ہوں جب سے ہو کے درِ مصطفیٰ سے تیں  
خاکِ قدم سمیٹ رہے ہیں ہوا کے ہاتھ  
ہو گی رسائی صدقہ خیر الانام میں  
پہنچیں گے عرش تک میری ہر اک دعا کے ہاتھ  
میرے لیے مدینے سے لائی ہے یہ پیام  
کیوں چوم لوں نہ وجد میں آ کر صبا کے ہاتھ  
دامنِ رسول کا میرے ہاتھوں میں آ گیا  
یہ ہاتھ شاہ کے ہیں، نہیں بے نوا کے ہاتھ

آسان اُن کے واسطے ہے راہِ غلد کی  
وہ جن کی رہنمائی ہے آلِ عبا کے ہاتھ  
سُلطانِ انبیا کی نگاہیں جو پڑ گئیں  
شکل ہو کے رہ گئے ستمِ ناروا کے ہاتھ  
دیوانہ جیبِ خدا ، جو نصیر ہو  
باتیں کریں فرشتے بھی اُس سے ملا کے ہاتھ

اُن کی طرف بڑھیں گے نہ لطفِ خدا کے ہاتھ  
جو پھر گئے رسولِ خدا سے چھڑا کے ہاتھ  
دل چاہتا ہے خاکِ درِ پاک چوم لوں  
یہ بات لگ نہ جائے کہیں سے ، صبا کے ہاتھ  
بس اک نگاہِ لطف کا اُمیدوار ہوں  
کچھ اور ہو طلب ، تو کٹیں التجا کے ہاتھ  
محشر میں ہو گا چاہنے والوں پہ یہ کرم  
اپنی طرف بلائیں گے آقا ، اٹھا کے ہاتھ  
جو اُن پہ مڑے اُنہیں یوں زندگی ملی  
نقدِ حیات ، لوٹ نہ پائے فنا کے ہاتھ  
اُس کا نہ مول اور نہ اُس کی مثال ہے  
جو بیک چکا ہو اُن کی ادائے عطا کے ہاتھ

طاعت ہے فرض ہم پہ خدا و رسول کی  
عزت خدا کے ہاتھ ہے یا مصطفیٰ کے ہاتھ  
بیٹھے ہیں آج ذوقِ توکل سے مطمئن  
جو پوچھتے تھے اپنا مقدر ، دکھا کے ہاتھ  
ہر سو ہیں اُن کے نقشِ کفِ پا حجاز میں  
اللہ نے کیا ، تو لگا لیں گے جا کے ہاتھ  
امید ہے دُعائے حضوری قبول ہو  
رودادِ شوق بھیج تو دی ہے صبا کے ہاتھ  
مجھ کو ہے بس نصیر شفیع الوری کی دُھن  
پھیریں گے میرے سر پہ وہی ، مسکرا کے ہاتھ

اُن کی نوازشات کا ہے میرے سر پہ ہاتھ  
کہتا ہوں رکھ کے میں درِ خیر البشر پہ ہاتھ  
میں طائرِ ریاضِ رسولِ انام ہوں  
صیاد کیا بڑھائے مرے بال و پر پہ ہاتھ  
اب منزلِ مُراد سے پہلے نہیں مقام  
ذوقِ سفر نے ڈال دیئے رگزر پہ ہاتھ  
دیوانہ نبی کی عجب آن بان ہے  
سودا ہے سر میں ، دل میں تڑپ ہے ، جگر پہ ہاتھ  
اُن کی نظر پڑی تو دلِ زار اُچھل پڑا  
جیسے کسی نے رکھ دیا اک بے خبر پہ ہاتھ  
سمجھو تو کس کے لطف نے بخشیں بصارتیں  
دیکھو تو کس کا ہے مرے ذوقِ نظر پہ ہاتھ



اے ربِّ کائنات ! یہ ہے میری آرزو  
ہنگامِ نزع میرا ہو اُس سنگِ در پہ ہاتھ  
آپس کی رنجشوں میں اُلجھنا ہے گم رہی  
کرتا ہے کون صاف بھلا اپنے گھر پہ ہاتھ  
درکار ہے نصیر اُنہیں دولتِ بقا  
رکتے نہیں ہیں اُن کے گدا سیم و زر پہ ہاتھ

لب واکینے تھے رکھ کے محمدؐ کے در پہ ہاتھ  
بے ساختہ دُعا نے بڑھائے اثر پہ ہاتھ  
پھیریں گے التفات سے وہ میرے سر پہ ہاتھ  
پہنچے گا جب بھی دامنِ خیر البشر پہ ہاتھ  
لے کر چلا ہے سُوئے مدینہ وہ عرضداشت  
اللہ کے کرم کا رہے نامہ بر پہ ہاتھ  
اُن کی عنایتوں نے سفینہ بچا لیا  
اُن کے سوا ہے کون جو رکھے بھنور پہ ہاتھ؟  
فرطِ گناہ سے ہے گراں بار زندگی  
اے رحمتِ تمام ! ذرا میرے سر پہ ہاتھ  
دُنیا کا حُسن دے نہیں سکتا اُنہیں فریب  
ہیں اُن کی چشمِ فیض کے اہلِ نظر پہ ہاتھ

بابِ رسولؐ تک مری فریادِ ناتواں  
 پہنچی ہے رکھ کے دوشِ نسیمِ سحر پہ ہاتھ  
 اُن کی نظیر کیا ، وہ عدیمِ التّظیر ہیں  
 اُن کے غلام رکھتے ہیں شمس و قمر پہ ہاتھ  
 کیا ڈر مجھے کہ سایہِ گلن ہیں نصیر آپ  
 ڈرتا ہے وہ ، کسی کا نہ ہو جس کے سر پہ ہاتھ

رکھتے نہیں ہیں جو درِ خیرِ البشر پہ ہاتھ  
 روئیں گے روزِ حشر وہی رکھ کے سر پہ ہاتھ  
 اس مصلحت سے نُورِ ازل کو بشر کہا  
 اللہ کا ہے عظمتِ نوعِ بشر پہ ہاتھ  
 جز اُن کے ، گردِ راہِ بنی کس کی ، کھکشاں  
 پہنچے ہیں کس کے دامنِ شمس و قمر پہ ہاتھ  
 سدرہ پہ رُک گئے شبِ معراجِ جبریلؑ  
 پرواز اُن کی رکھ نہ سکی بال و پر پہ ہاتھ  
 دیکھا جو اُن کے جلوہٴ رُوءے صبح کو  
 بادِ صبا بڑھاتی ہے شمعِ سحر پہ ہاتھ  
 ہوتی نہ دلفریب یہ صورتِ جہان کی  
 ہوتے حضورؐ کے نہ اگر بحر و بر پہ ہاتھ

بے ساختہ لبوں پہ جو نام اُن کا آ گیا  
 رکھا حضور نے وہیں قلب و جگر پہ ہاتھ  
 منزل نے کارواں کو صدا دی کہ حوصلہ  
 تھک کر مسافروں نے جو رگھے کمر پہ ہاتھ  
 میں کیا نصیر اور مرے شعر کیا ، مگر  
 اللہ کی عطا سے ہے دوشِ مہنر پہ ہاتھ

ایسے مریض کا بھری دُنیا میں کیا علاج  
 جس پر نہ ہو نبی کی نظر وہ ہے لا علاج  
 دُنیا میں کبر کا ہے مرض بس کہ لا علاج  
 ممکن ہوا نہ علم سے بوجہل کا علاج  
 بس اک جھلک ہی اُن کی، مرے حق میں ہے شفا  
 کہتا ہے کون دردِ محبت ہے لا علاج  
 فرقت میں سر پکٹنے لگا پھر مریضِ عشق  
 اِس کے علاوہ اور کوئی ہے ، نہ تھا علاج  
 دل کی جلن مٹا نہ سکیں گے یہ چارہ ساز  
 بے سود اِس مرض میں ہے ہر اک دوا، علاج  
 بیمارِ آرزوئے مدینہ کا ہے یہ حال  
 اِس کا کوئی نہیں ترے در کے سوا علاج

دل چاہتا ہے گنبدِ خضریٰ ہو سامنے  
یاور نہ ہو نصیب تو پھر اس کا کیا علاج  
شوقِ سُجود میں اسے پل بھر نہیں قرار  
اب ہے مری جیوں کا درِ مصطفیٰ، علاج  
اللہ نے کیا ہے عطا دردِ دل نصیر  
خاکِ درِ رسول ہے بس آپ کا علاج

رسول کوئی کہاں شاہِ انبیا کی طرح  
مطالعِ خلق ہیں قرآن میں وہ خدا کی طرح  
پڑی ہے دل میں میرے عشقِ مصطفیٰ کی ”طرح“  
مہک رہا ہے میرا ہر نفسِ صبا کی طرح  
نہ تھا، نہ ہے، نہ کوئی اُن سا ہو سکے گا، کبھی  
وہ اپنی ذات میں بے مثل ہیں خدا کی طرح  
کوئی کتاب کب اُمُّ الکتاب کی صورت  
کوئی نبی نہ ہوا سیدالوزی کی طرح  
میرے غموں کا مداوا فقط حضور ہی ہے  
بہر نفس ہے یہ دُوری مجھے سزا کی طرح  
کوئی بشر نہ تری گردِ راہ کو پہنچا  
تمام عمر بھٹکتا رہا ہوا کی طرح  
تری نگاہ میں تھی عفو و درگزر کی جھلک  
عُدو سے آنکھِ یلانی تو آشنا کی طرح

جگہ اگر ترے قدموں میں مجھ کو مل جاتی  
تو چومتا ترے نعلین، نقش پا کی طرح  
نبی کے روضے کی ہر صبح جالیاں چوموں  
اگر ملے تو مقدر ملے صبا کی طرح  
چمک اٹھا ترے جلووں سے دل کا آئینہ  
خیال غیر مٹا نقشِ ماسوا کی طرح  
حضور! دخترِ تہذیب تو پہ، ایک نظر  
یہ سر برہنہ ہے، بانوئے بے ردا کی طرح  
نصیر کو بھی اجازت ملے خدا کے لیے  
پڑا رہے تری دہلیز پر گدا کی طرح

ہے اُن کی زمیں اور، فلک اور، سماں اور  
بے شک ہے محمدؐ کے غلاموں کا جہاں، اور  
اُنھیں درِ طیبہ سے تو ہم جائیں کہاں اور  
ایسا نہ کمیں کوئی ملے گا، نہ مکاں اور  
سچ یہ ہے کہ یکساں نہیں دونوں کی بہاریں  
جنت کی فضا اور، مدینے کا سماں اور  
دنیا میں غلامی کا شرف بخش دیا ہے  
محشر میں نوازیں گے شیعہ کون و مکاں، اور  
آواز کہاں فرش سے تا عرش گئی ہے  
واللہ، بلالؓ حبشی کی ہے ازاں اور  
خسرت ہے مدینے میں پہنچ جانے کی مجھ کو  
مہلت مجھے اتنی سی تو دے عمرِ رواں اور

یہ تو میں کہوں گا کہ محمدؐ کا ہوں بردہ  
محشر میں اگر کھل نہ سکی میری زباں ، اور  
دوری سے میری جان سلگ اٹھتی ہے جس دم  
ہوتے ہیں میرے دیدہ تر اشک فشاں اور  
مجھ کو ہے نصیر اُن کی شفاعت پہ بھروسہ  
جو آب ہیں ، وہی حشر میں ہوں گے نگراں اور

پائی گئی ہے دوش پہ جن کے ، ردائے خیر  
خُلُقِ عظیم وقف ہے اُن کا برائے خیر  
اُن کے نفسِ نفس کی ہے جنبش ، ہوائے خیر  
اُن کے عمل سے ہو گئی محکم ، بنائے خیر  
خیر البشر کے دم سے مقدر بدل گئے  
جو خیر کے خلاف تھے ، وہ ہیں گدائے خیر  
ہے مصطفیٰؐ کا نور ، سکوں ریز و دیس پناہ  
ہاں ، کفرِ شر پسند ، اب اپنی منائے خیر  
ہم اُس نبیؐ کے خیر سے ادنیٰ غلام ہیں  
جو ابتدائے خیر ہے ، جو انتہائے خیر  
رحمت کے بادلوں کو جلو میں لیے ہوئے  
چھانے لگی مدینے سے چل کر ہوائے خیر  
ہر دم دُرود بھیج ! رسولِ انام پر  
اُن کی گلی میں جا ! کہ مقدر میں آئے خیر

خیر البشر نے شر کو مٹایا کچھ اس طرح  
 ہر گوشہ زمیں پہ رہے جم کے پائے خیر  
 رحمت ہے خاص و عام پہ اُس بارگاہ میں  
 پائیں گے ہر قدم پہ سب اپنے پرانے، خیر  
 ہر سو جو حادثوں کے شرارے نظر پڑے  
 سب کہہ رہے ہیں اب کہ مدینہ ہے جائے خیر  
 محشر میں سب تھے اُن کی شفاعت کے منتظر  
 وہ آ گئے حضور ، وہ ابھرا لوائے خیر  
 آفاق میں نہ کس لیے گونجے مری صدا  
 میں بھی تو ہوں نصیر ! شریکِ دُعائے خیر

ہو گی بلند خیر سے اب عز و جاہ خیر  
 سر پر حضور آئے ہیں رکھ کر کُلاہ خیر  
 خیر البشر ہیں یوں کہ وہ ہیں بادشاہ خیر  
 شر کی پہنچ سے دُور ہے یہ بارگاہ خیر  
 صبحِ ازل ہیں آپ ، تو نورِ نگاہ خیر  
 انسان کی زبان پہ ہیں مہر و ماہ خیر  
 بوجہل شورہ پشت ، شریر اور شر مزاج  
 شاہِ عرب ، امیرِ عمل ، خیر خواہ خیر  
 بھٹکا ہوا تھا دیر سے انساں کا قافلہ  
 خیرالوری نے اُس کو دکھائی ہے راہِ خیر  
 پوچھو یہ کائنات کی بنجر زمین سے  
 اک اک قدم پہ کس نے اُگائی گیہ خیر

جب بھی دُعا کو ہاتھ اٹھیں ، اُن کا نام لے  
 ہے ذاتِ پاکِ شاہِ اُمم ، دستگاہِ خیر  
 سینے میں میرے عشقِ محمدؐ ہے موجزن  
 ہر شعر میری نعت کا ہے اک گواہِ خیر  
 ہر ذرہ کہہ رہا ہے قدم بڑھ کے چوم لوں  
 محشر میں آئیں جب بھی نظر ، بادشاہِ خیر  
 خیرالوری کی دھوم ہے سارے جہان میں  
 سردارِ انبیاء ہیں ، تو ہیں سربراہِ خیر  
 آنکھوں کی روشنی ہیں حسنؐ بھی حسینؐ بھی  
 اک امن کا امین ہے ، تو ہے اک پناہِ خیر  
 نسبت ہے اُن کے سلسلہٴ فقر سے نصیر  
 آباد میرے دل میں ہے اک خانقاہِ خیر

میدان میں مانگتا تھا عدو اپنے سر کی خیر  
 شریٹ گیا جہان سے ، خیرالبشر کی خیر  
 اُس رُخ کے سامنے نہیں شمس و قمر کی خیر  
 اہلِ نظر بھی مانگ رہے ہیں نظر کی خیر  
 اُن کا کرم ہے میرے لیے عمر بھر کی خیر  
 میں در بدر کبھی نہ پھرا ، اُن کے در کی خیر  
 سوئے حجاز مائل پرواز ہوں پھر آج  
 اے رحمتِ تمام ! مرے بال و پر کی خیر  
 بے تابیاں ادھر ہیں ادھر عالمِ حجاب  
 ایسے میں اب کہاں دلِ آشفہ سر کی خیر  
 آئے حضورؐ پاک تو دنیا بدل گئی  
 کافور کفر ہو گیا اس کزدفر کی خیر  
 پھر مضطرب ہوں جلوۂ دیدار کے لئے  
 تابِ نظر کی خیر ہو ، ذوقِ نظر کی خیر



اُن کے بغیر کچھ بھی نہیں کائنات میں  
 اُن کے کرم سے فرش و فلک، بحر و بر کی خیر  
 یکتا ہیں دونوں، عالم ناز و نیاز میں  
 میری جبین کی خیر ہو، اُس سنگِ در کی خیر  
 کچھ کم نہیں یزید سے وہ شخص اے نصیر  
 مطلوب ہو نہ جس کو محمدؐ کے گھر کی خیر

ہر دم سرِ افلاک ہے غمِ آپ کی خاطر  
 کونین ہیں یا شاہِ اُمم! آپ کی خاطر  
 ہیں گرم سفر سُوئے حرم آپ کی خاطر  
 بیتاب ہیں سرتا بہ قدم آپ کی خاطر  
 ہوتے نہ اگر آپ تو ہوتی نہ کوئی چیز  
 سب کچھ ہے، وجود اور عدم آپ کی خاطر  
 کیوں کر نہ انہیں اپنے کلیجے سے لگاؤں  
 خوش آئے ہیں آزار و الم آپ کی خاطر  
 اب بھی جو گزر آپ کے کوچے میں نہ ہوگا  
 دُنیا سے گزر جائیں گے ہم آپ کی خاطر  
 چھینٹا پڑے الطاف و کرم کا میرے دل پر  
 بھڑکی ہے بہت آتشِ غم آپ کی خاطر  
 میں آپ کا ہوں، اور خدا ہے مرا والی  
 ہیں اُس کے یہ سب ناز و نعم آپ کی خاطر

جو چاہیے منوایے یا شاہِ دو عالم !  
 اللہ کے ہیں لطف و کرم آپ کی خاطر  
 رونق ہے زمانے میں حضور آپ کے دم سے  
 یکجا ہیں عرب اور عجم آپ کی خاطر  
 لکھے گا بصد شوق ، نصیر آپ کی نعتیں  
 اب سلسلہ جُناں ہے قلم آپ کی خاطر

دل ہوا روشن محمد کا سراپا دیکھ کر  
 ہو گئیں پُر نور آنکھیں اُن کا جلوہ دیکھ کر  
 دنگ ہے دنیا ، عقیدت کا یہ نقشا دیکھ کر  
 سجدہ کرتی ہے جبین نقشِ کف پا دیکھ کر  
 شانِ محبوبِ خدا کا غیر ممکن ہے جواب  
 کہ اٹھا سارا زمانہ ، ساری دُنیا ، دیکھ کر  
 جھوم اٹھے گی آرزو ، دل کی کلی کھل جائے گی  
 مُسکرا دیں گے جو مجھ کو میرے آقا ، دیکھ کر  
 صدقے ہو جانے کو پروانے سمٹ کر آگئے  
 ہر طرف شیعِ رسالت کا اُجالا دیکھ کر  
 یہ سلاطینِ زمانہ ایک ڈھلتی چھاؤں ہیں  
 دم بخود دنیا ہے شانِ شاہِ بطحا دیکھ کر  
 لرزہ بر اندام ہیں ہر دور کے لات و منات  
 کفر کی ظلمت ہے ترساں اُن کا جلوہ دیکھ کر

کیا عجب مجھ پر کرم فرمائیں سلطانِ اُمم  
 ذوقِ دل ، ذوقِ وفا ، ذوقِ تمنا دیکھ کر  
 جا کے بطحا میں وہیں کا ہو کے رہنا تھا تجھے  
 اے دلِ ناداں ! پلٹ آیا یہاں کیا دیکھ کر  
 ہے یہی منشا ، یہی مقصد ، یہی منزل بھی ہے  
 اور کیا دیکھیں ترا نقشِ کفِ پا دیکھ کر  
 میں وہ دیوانہ ہوں دربارِ محمدؐ کا نصیر  
 ہیں فرشتے وجد میں میرا تماشا دیکھ کر

خونِ پانی ہو ، یہ اندازِ مگر ، پیدا کر  
 صدفِ دل میں طرح دارِ گُتر پیدا کر  
 شوقِ دیدار میں کچھ حُسنِ اثر پیدا کر  
 خود سمٹ آئے تجلی ، وہ نظر پیدا کر  
 مانگ کر مہرِ رسالت سے ضیا کی خیرات  
 اپنے ظلمتِ کدہ دل میں سحر پیدا کر  
 بے خودی ، عشق ، وفا ، سوزِ طلب ، ذوقِ نیاز  
 راہِ طیبہ کے لیے زادِ سفر پیدا کر  
 دُور ، نزدیک کوئی چیز نہیں اُن کے لیے  
 اک ذرا اپنی صداؤں میں اثر پیدا کر  
 ہجرِ آقاؐ میں ہمیں اشک ، مگر حد میں رہیں  
 کچھ نہ کچھ ضبط بھی اے دیدہ تر ! پیدا کر

کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے محمدؐ کی نماز  
جہہ سائی کے جو لائق ہو ، وہ سر پیدا کر  
کہتے ہیں ، ٹوٹے ہوئے دل میں خدا رہتا ہے  
تو بھی اس کعبے کی دیوار میں در پیدا کر  
اُن کا جلوہ تو ہر اک شے سے ہے ظاہر باہر  
آنکھ اللہ نے دی ہے ، تو نظر پیدا کر  
پُرسشِ حال کو تشریف وہ لائیں گے ضرور  
سوزِ دل ، ذوقِ وفا ، دردِ جگر پیدا کر  
دیکھ اللہ کا گھر شوق سے پھر جا کے نصیر  
پہلے دل میں کسی انسان کے گھر پیدا کر

اللہ بڑا ، اُس کی رضا بھی ہے بڑی چیز  
لیکن شہِ بطحا سے وفا بھی ہے بڑی چیز  
بیمار کے حق میں یہ دوا بھی ہے بڑی چیز  
واللہ ! مدینے کی ہوا بھی ہے بڑی چیز  
اکسیر جو دل کی ہے ، تو ہے آنکھ کا سُرمہ  
خاکِ درِ محبوبِ خدا بھی ہے بڑی چیز  
ہر چند خطاکار و گنہگار ہے ، لیکن  
مایوس نہ ہو ، اُن کی عطا بھی ہے بڑی چیز  
پہنچیں گی مدینے سے سرِ عرشِ دعائیں  
سازِ دلِ مضطر کی نوا بھی ہے بڑی چیز  
وارفتگیِ شوق میں لے نامِ محمدؐ  
دراصل محبت کی صدا بھی ہے بڑی چیز

کہتے تھے یہ آپس میں فرشتے شبِ معراج  
 امشب سفرِ شاہِ مہدی بھی ہے بڑی چیز  
 اک رعب سا اُس کا ہے سلاطینِ جہاں پر  
 سرکار کے کوچے کا گدا بھی ہے بڑی چیز  
 اک طرفہ قیامت ہے نصیر اُن سے جدائی  
 اُلقت ہو تو فرقت کی سزا بھی ہے بڑی چیز

حاصلِ زینت ہے اُس نورِ شمائل کی تلاش  
 چشمِ مشتاق کو ہے جلوہ کامل کی تلاش  
 گرمی دشتِ عرب امرِ مُسلم ، لیکن  
 اتنی آساں بھی نہیں صاحبِ محفل کی تلاش  
 جس نے کل محفلِ عالم کو اُجالا بخشا  
 آج پھر ہے اُسی زینتِ دہِ محفل کی تلاش  
 بل سکا کفر کی ظلمات میں کب نورِ خدا  
 حق کہاں اور کہاں دیدہ باطل کی تلاش  
 آپ کی موجِ کرم کا وہ سہارا ڈھونڈے  
 جس سفینے کو ہو طوفان میں ساحل کی تلاش  
 دامنِ سیدِ ابرار سے وابستہ ہوں  
 نہ شفاعت کا مجھے غم ، نہ وسائل کی تلاش  
 حشر میں ہو گا وہی سب کا سہارا آخر  
 کام آئے گی اُسی رحمتِ کامل کی تلاش

جذبہ شوق میں بہکے ہوئے پڑتے ہیں قدم  
کھوئے دیتی ہے مجھے راہ میں منزل کی تلاش  
منزلِ حق کی گزر گاہ میں ڈھونڈے آ کر  
آدمی کو ہے اگر رہبرِ کامل کی تلاش  
حاضری اُس درِ دربار کی مشکل ہی سہی  
جان دینی ہو تو آسان ہے مشکل کی تلاش  
آگیا ہوں درِ مولائے دو عالم پہ نصیر  
لِّلہِ الْحَمْدُ کہ ہے پیشِ نظر دل کی تلاش

یوں نگاہوں نے کیا گنبدِ خضریٰ کا طواف  
روشنی کرتی ہے جیسے مہ و اختر کا طواف  
یَدِ حَتِ شَاہ کی خوشبو کہیں پالے شاید  
چاندنی کرتی ہے اس شوق میں گھر گھر کا طواف  
اُن کا بیمار ہوں، جو سب کے مسیحا ٹھہرے  
اے اجل! سوچ سمجھ کر مرے بستر کا طواف  
مُنہ کے بل لات و ہٹل گر پڑے اُن کے آگے  
ختم کعبے میں ہے ترشے ہوئے پتھر کا طواف  
خیر سے اُن کی گزر گاہ میں ہے گھر میرا  
چاندنی کیوں نہ کرے آ کے مرے گھر کا طواف  
اُس کو عقبیٰ میں ہے جنت کی بشارت برحق  
جس کو دنیا میں میسر ہو ترے در کا طواف  
آ ہی پہنچے گا درِ یار پہ گرتے پڑتے  
جس کی تقدیر میں ہے کوچہٴ دلبر کا طواف

کون چاہے گا سرِ حشر نہ اپنی بخشش  
کیوں نگاہیں نہ کریں شافعِ محشر کا طواف  
حاضری در پہ بھی ہو، محورِ دل بھی وہ رہیں  
ایک باہر کی زیارت ہے، اک اندر کا طواف  
کعبہ فقر و غنا اہل جہاں میں ہے نصیر  
آ کے سلطان کریں اُن کے گداگر کا طواف

میں، اور مجھ کو اور کسی دلربا سے عشق؟  
خیرِ آلوری سے عشق ہے خیرِ آلوری سے عشق  
دُنیا کی مجھ کو چاہ نہ اُس کی ادا سے عشق  
دونوں جہاں میں بس ہے مجھے مصطفیٰ سے عشق  
وہ آخرت کی راہ کو ہموار کر چلا  
جس کو بھی ہو گیا ہے شہِ انبیا سے عشق  
کچھ اور مجھ کو کام نہیں اِس جہان میں  
اپنے نبی سے عشق ہے، اپنے خدا سے عشق  
دُنیا کی دوستی تو زیاں ہے، فریب ہے  
اسلام میں روا نہیں اِس بے وفا سے عشق  
سر میں سُرد، آنکھوں میں ٹھنڈک ہے، دل میں کیف  
جب سے ہوا دیارِ نبی کی ہوا سے عشق

دیوانہ رسول و علی و حسینؑ کو  
 طیبہ کی دُھن ، نجف کی لگن ، کربلا سے عشق  
 معراجِ بندگی کی تمنا میں رات دن  
 میری جبین ہے اور درِ مصطفیٰ سے عشق  
 پہلے نبیؐ کے عشق میں مدہوش ہو نصیر  
 پھر یہ کہے کوئی کہ مجھے ہے خدا سے عشق

بے ہوئے ہیں نگاہوں میں بام و دراب تک  
 متاعِ چشمِ مدینے کا ہے سفر اب تک  
 رسولِ حق کی نہ شاید ہوئی نظر اب تک  
 بھٹک رہا ہے جو کوئی ادھر ادھر اب تک  
 نصیب ہو نہ سکی جس کو مصطفیٰ کی ضیاء  
 نظر میں اُس کی ہے تاریک ہر سحر اب تک  
 جو دیکھ آیا ہوں اُن کے درِ مُعَلّٰی پر  
 وہی سماں ہے نگاہوں میں جلوہ گر اب تک  
 وہ بارگاہ ، وہ جلوے ، وہ نورِ ذات و صفات  
 ہے دل کو وجد ، تو حیرت میں ہے نظر اب تک  
 ذرا سی دیر بھی ٹھہرا جہاں وہ جانِ جہاں  
 مہک رہا ہے خدا کی قسم ، وہ گھر اب تک  
 خدا کے بعد رسولِ خدا ہیں دل کی مراد  
 نظر پڑا نہ کوئی ایسا چارہ گر اب تک



جسے لگاؤ نہیں اُن کی ذاتِ عالی سے  
 وہ بد نصیب ، خدا سے ہے بے خبر اب تک  
 ملی جو ہجر میں اُن کے ، ہمارے آنسو کو  
 وہ آبِ پا نہ سکا کوئی بھی گُزر اب تک  
 نصیر ! ڈھونڈتا پھرتا ہے دل دیارِ حجاز  
 وہی مقام ہے دنیا میں معتبر اب تک

ہوں گی مقبولِ حضور کی دُعائیں کب تک  
 دیکھئے مجھ کو مدینے وہ بلائیں کب تک  
 دیکھنا یہ ہے کہ وہ سامنے آئیں کب تک  
 جلوۂ ہوش ربا ہم کو دکھائیں کب تک  
 جذبِ دل اب تو مجھے سُوائے مدینہ لے چل  
 میں بھگتتا رہوں فرقت کی سزائیں کب تک  
 گریہِ عشقِ محمدؐ بھی سکوں ساماں ہے  
 اُن کی مرضی ہے کہ وہ مجھ کو مِلائیں کب تک  
 یا نبیؐ ! گھر کے جو آئی ہیں چمن پر میرے  
 کھل کے برسیں گی وہ رحمت کی گھٹائیں کب تک  
 جانے کب پہنچے مدینے میں ہماری آواز  
 داد ، فریاد کی ، سرکار سے پائیں کب تک

اپنا بس تو نہیں تقدیر پہ لیکن ، آقا !  
 تاجکے رنج سہیں ، ٹھوکر میں کھائیں کب تک  
 کون سُنتا ہے بہ جُز آپ کے فریاد اپنی  
 سرگزشت اپنی زمانے کو سنائیں کب تک  
 کب مدینے سے طلب ہو ، کسے معلوم نصیر  
 کیا خبر اُن کے درِ ناز پہ جائیں کب تک

دل دیوانہ چشمِ معتبر رکھ  
 جمالِ مصطفیٰ پیشِ نظر رکھ  
 سفر درپیش ہے زادِ سفر رکھ  
 نظر میں جلوۂ خیر البشر رکھ  
 جہاں سرکار کا نقشِ قدم ہو  
 وہاں با صد عقیدت اپنا سر رکھ  
 مدینہ آخری منزل ہو تیری  
 یہ حسرت اپنے دل میں عمر بھر رکھ  
 وہ جس سے خوش ، خدا بھی اُس سے ہے خوش  
 کوئی اُن کی خوشی کا کام کر رکھ  
 قدمِ راہِ محمدؐ میں نہ بہکیں  
 خدا کو یاد کر ، اپنی خبر رکھ  
 قیامت میں کبھی رُسوا نہ ہو گا  
 محمدؐ کی شفاعت پر نظر رکھ

اگر درکار ہے معراج ہستی  
محمد مصطفیٰ کے در پہ سر رکھ  
مدینے کی ضیا باری ہو جن میں  
نگاہوں میں وہ انوارِ سحر رکھ  
مبارک ، گریہ عشقِ محمدؐ  
غمِ آقاؐ میں اپنی آنکھ تر رکھ  
نصیر ! اپنی حیاتِ مختصر میں  
نبیؐ کا تذکرہ آٹھوں پہر رکھ

اب تنگیِ داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ !  
ہیں آج وہ مائل بہ عطا اور بھی کچھ مانگ !  
ہیں وہ مُتوجّہ ، تو دُعا اور بھی کچھ مانگ !  
جو کچھ تجھے ملنا تھا ملا ، اور بھی کچھ مانگ !  
ہر چند کہ مولاً نے بھرا ہے تیرا کشتول  
کم ظرف نہ بن ہاتھ بڑھا ، اور بھی کچھ مانگ !  
چھو کر ابھی آئی ہے سرِ زلفِ محمدؐ  
کیا چاہیے اے بادِ صبا اور بھی کچھ مانگ !  
یا سرورِ دیں ، شاہِ عرب ، رحمتِ عالم  
دے کر تیرے دل سے یہ صدا اور بھی کچھ مانگ !  
سرکار کا در ہے درِ شاہاں تو نہیں ہے  
جو مانگ لیا ، مانگ لیا ، اور بھی کچھ مانگ !

جن لوگوں کو یہ شک ہے کرم اُن کا ہے محدود  
 اُن لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ !  
 اُس دَر پہ یہ انجام ہوا حُسنِ طلب کا  
 جھولی مری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ !  
 سلطانِ مدینہ کی زیارت کی دُعا کر  
 جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ !  
 دے سکتے ہیں کیا کچھ کہ وہ کچھ دے نہیں سکتے  
 یہ بحث نہ کر، ہوش میں آ اور بھی کچھ مانگ !  
 مانا کہ اسی دَر سے غنی ہو کے اُٹھا ہے  
 پھر بھی دَرِ سرکار پہ جا اور بھی کچھ مانگ !  
 پہنچا ہے جو اُس دَر پہ تو رہ رہ کے نصیر آج  
 آواز پہ آواز لگا ! اور بھی کچھ مانگ !

تمہارے دَر پہ پہنچنے کو بے قرار ہیں لوگ  
 تمہارے صدقے ہیں، قربان ہیں، نثار ہیں لوگ  
 جو تم نہیں ہو چمن میں تو زار زار ہیں لوگ  
 خدا گواہ کہ بیگانہ بہار ہیں لوگ  
 تمہیں ہو آئیہ رحمت، تمہیں ہو حاصلِ دیں  
 تمہارے سائے میں آسودہ بے شمار ہیں لوگ  
 تمہاری ایک توجہ سے پار ہے بیڑا  
 یہ اور بات کہ بے حد گناہگار ہیں لوگ  
 اب اپنے دَر کے گداؤں کی جھولیاں بھر دو  
 کرم کی بھیک ملے، محو انتظار ہیں لوگ  
 تمہارا حُسن ہے آئینہٴ جمالِ خدا  
 برائے دید بسر حال بقرار ہیں لوگ  
 تمہارا اسمِ گرامی بھی اسمِ اعظم ہے  
 تمہارے نام کے صدقے میں کامگار ہیں لوگ

تمہارے در پہ گزرتے ہیں روز و شب جن کے  
شگفتگی میں وہی تو سدا بہار ہیں لوگ  
تمہارے نام پہ جو مریٹیں ، وہ غنچہ و گل  
جو یہ نہیں تو نگاہ چمن میں خار ہیں لوگ  
خدائی بھر میں ہے اُن کے جمال کا شہرہ  
تمہیں نصیر نہیں اور بھی نثار ہیں لوگ

یہ عشقِ مصطفیٰ میں خود آرائی خیال  
میری نگاہ بھی ہے تماشا ئی خیال  
موجود اُن سے اس کا تعلق اگر رہے  
ہو بارگاہِ حق میں شناسائی خیال  
بڑھ بڑھ کے سر زمینِ مدینہ کو چوم لے  
اس درجہ چاہئے مجھے گیرائی خیال  
ویران ہو چلا تھا مرا ذہنِ نارسا  
کی اُن کے ذکر نے چمن آرائی خیال  
عرفانِ سر ذات کہاں اور یہ کہاں  
نادانی خیال ہے ، دانائی خیال  
اُبھرا تھا اُن کے نقشِ کفِ پا کو چومنے  
اب سرنگوں ہے گنبدِ مینائی خیال  
اُن کے خیال میں نہ کسی کو شریک کر  
وہ ہوں ، تو فرضِ عین ہے تنہائی خیال

وہ بارگاہ ، عرش نشاں ، ہم زمیں نشیں  
لازم ہے اُن کے در پہ جیس سائی خیال  
سقراط ، علم و فکر کی لیتا ہے اُس سے بھیک  
دانائے راز ہے ترا سودائی خیال  
ہے تیرا ذہن اُن کے تصور سے مفتخر  
تجھ کو نصیر مل گئی دارائی خیال

اُن کا تصور اور یہ رعنائی خیال  
دل اور ذہن محو پذیرائی خیال  
مرکز ہیں اک وہی مرے ذوقِ خیال کے  
یکتا ہیں وہ ، تو چاہیے یکتائی خیال  
ممکن نہیں کہ وصف بیاں اُن کے ہو سکیں  
محدود کس قدر ہے یہ پہنائی خیال  
بے حرف و صوت بھی یہاں ممکن ہے التجا  
کافی ہے عرضِ حال کو گویائی خیال  
ہر ذرہ بارگاہِ نبی کا ، چراغِ ذہن  
خاکِ مدینہ ، سرمہِ بینائی خیال  
بے جان اپنی سوچ ہے ، بے رُوح اپنا ذوق  
درکار ہے ہمیں بھی مسیحائی خیال

ملتی ہے صرف اُن کی توجہ کے نور سے  
 تنہائیوں میں انجمن آرائی خیال  
 اُن کے بغیر رنگ نہ ہو کائنات میں  
 ہے اُن کے دم سے زینت و زیبائی خیال  
 اوروں کے در پہ جانے کا سوچوں میں کیوں نصیر  
 مجھ کو نہیں قبول یہ رسوائی خیال

جسے مقامِ رسولِ خدا نہیں معلوم  
 اُسے خود اپنی حقیقت ذرا نہیں معلوم  
 درِ حبیب پہ کیا کچھ ہوا نہیں معلوم  
 اثر کا علم ہے ، لیکن دُعا نہیں معلوم  
 بجز مدینہ کہیں کا پتا نہیں معلوم  
 نبی کے بعد ، کوئی دوسرا نہیں معلوم  
 جمالِ مصطفویٰ پر نثار ہیں آنکھیں  
 نظر کو اور کوئی آسنہ نہیں معلوم  
 مرے حضور تو کون و مکاں کے مالک ہیں  
 خبر نہیں انہیں کس شے کی ، کیا نہیں معلوم  
 پہنچ سکے گا نہ معراجِ مصطفیٰ کو شعور  
 کہاں عروج کی ہے انتہا ، نہیں معلوم

پکارتے ہیں اُنہیں بے قرار ہو ہو کر  
سُنیں گے کب وہ ہماری صدا، نہیں معلوم  
نہ جانے کب وہ درِ پاک پر بلائیں ہمیں  
قبول کب ہو ہماری دُعا، نہیں معلوم  
مہک ہے، نور ہے، تقدیس ہے، تکلیف ہے  
کہاں سے آئی ہے چل کر صبا نہیں معلوم  
نصیر کہتی ہے یہ آیتِ وَعَلَّمَكَ  
وہ ہیں علیم و خیر، اُن کو کیا نہیں معلوم

1- وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

(سورہ النساء۔ آیت نمبر ۱۱۳)

ترجمہ: اور اُس نے علم سکھایا تجھے ہر اُس بات کا جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

بے اجازت اُس طرف نظریں اٹھا سکتا ہے کون  
وہ نہ بلوائیں تو اُن کے در پہ جاسکتا ہے کون  
جز محمدؐ اِس حقیقت کو بتا سکتا ہے کون  
معرفت کے راز کو دُنیا میں پا سکتا ہے کون  
اک اشارے سے فلک پر چاند دو ٹکڑے ہوا  
معجزہ یہ کون دیکھے گا؟ دکھا سکتا ہے کون  
کس کی جرأت تھی نظر بھر کر اُدھر کو دیکھتا  
دیدہ در ہو کر بھی تاب دید لا سکتا ہے کون  
ہم نے دیکھا ہے جمالِ بارگاہِ مصطفیٰ  
ہم سے اِس دُنیا میں اب آنکھیں ملا سکتا ہے کون  
نام لیوا اُن کا ہے ادجِ فلک تک باریاب  
کوئی یوں اُبھرے تو پھر اُس کو دبا سکتا ہے کون  
اللہ اللہ! عیدِ میلادِ نبیؐ کا غُلف  
اِس شرف، اِس شان سے دُنیا میں آسکتا ہے کون



بارگاہِ مصطفیٰ میں یہ صحابہ کا ہجوم  
 اتنے تابندہ ستارے یوں سجا سکتا ہے کون  
 جن کو دُنیا میں نہیں اُن کی شفاعت پر یقین  
 حشر میں اُن کو جہنم سے بچا سکتا ہے کون  
 دارِ فانی میں محمدؐ کی محبت ہے بقا  
 جو نصیر اُن پر مٹا، اُس کو مٹا سکتا ہے کون

زمین ، چاند ، ستارے ، سلام کہتے ہیں  
 سلام کہتے ہیں ، سارے سلام کہتے ہیں  
 بیمِ حیات کے دھارے سلام کہتے ہیں  
 سمندروں کے کنارے سلام کہتے ہیں  
 نظر نظر ہے تمہارے جمال پر قرباں  
 نظر نظر کے اشارے سلام کہتے ہیں  
 نہیں ہے قُرب میسر تو دُور ہی سے سہی  
 تمہارے ہجر کے مارے سلام کہتے ہیں  
 جنہوں نے نام لیا اُن کا ، موجِ طوفاں میں  
 وہ سب پہنچ کے کنارے ، سلام کہتے ہیں  
 نہیں ہے نزع میں جن کو کلام پر قدرت  
 وہ سانس ہی کے سہارے سلام کہتے ہیں

وہ ہیں رسولؐ ، کہ اُن پر نثار بحرِ رواں  
وہ ناخدا ہیں ، کہ دھارے سلام کہتے ہیں  
یہ کس کا نورِ نظر آ رہا ہے دریا میں  
حَبابِ سر کو اُبھارے ، سلام کہتے ہیں  
نصیر! نام جب آتا ہے اُن کا ہونٹوں پر  
دُرود پڑھتے ہیں ، سارے سلام کہتے ہیں

خبر نہیں یہ کہاں ہوں ، کدھر ہوں ، کیا ہوں میں  
فدائے جلوۂ سلطانِ انبیاء ہوں میں  
نبیؐ کی راہِ محبت میں گم ہوا ہوں میں  
ہر اہلِ دل کے لیے منزلِ وفا ہوں میں  
اب اس کے بعد کہاں عرضِ مدعا کی ہوس  
زہے نصیب ، درِ شاہ پر کھڑا ہوں میں  
مجھے تمازتِ خورشیدِ حشر کا کیا ڈر  
کہ زیرِ سایہ دامنِ مصطفیٰ ہوں میں  
کہاں یہ خاک کا ذرہ ، کہاں وہ نورِ خدا  
بشرِ کہوں نہ کہوں اُن کو ، سوچتا ہوں میں  
مجھے بھی بادِ صبا اُس طرف اڑا لے چل  
غبارِ بن کے سرِ رگزر پڑا ہوں میں  
دُفورِ شوق ہے پھر دل میں موجزن میرے  
اگرچہ اُن کے درِ پاک پر گیا ہوں میں

ازل سے اُن کی تجلی مری نگاہ میں ہے  
یہ جانتا ہوں کہ ”بس اُن کو جانتا ہوں میں“  
ہمیشہ فضلِ خدا سے نصیب ہوتی ہے  
جو چیز اُن کے وسیلے سے مانگتا ہوں میں  
نصیر! اُن کی عنایت ہے دَم بہ دَم مجھ پر  
نوازتے ہیں وہی مجھ کو، ورنہ کیا ہوں میں

عرب کا مہ لقا ہے اور میں ہوں  
جمالِ مصطفیٰ ہے اور میں ہوں  
یہی صبح و مسا ہے اور میں ہوں  
محمدؐ ہیں، خدا ہے، اور میں ہوں  
ہے اُن سے نامہ و پیغام ہر دَم  
مدینہ ہے، صبا ہے، اور میں ہوں  
غلام اُن کا ہوں جو آقا ہیں سب کے  
مرا بختِ رسا ہے اور میں ہوں  
میسر ہے مجھے کیفِ حضوری  
درِ خیرالواری ہے اور میں ہوں  
پہنچ جاؤں کسی صورتِ مدینے  
یہی اک مدعا ہے اور میں ہوں

وہی روزِ جزا ہیں میرے حامی  
بس اُن کا آسرا ہے اور میں ہوں  
عنایت ہو شرِ بطحا کی مجھ پر  
زباں پر یہ دُعا ہے اور میں ہوں  
ہر اک دھڑکن میں ہے نامِ محمدؐ  
مرے دل کی صدا ہے اور میں ہوں  
رسولُ اللہ مجھ پر مہرباں ہیں  
نصیر! اُن کی عطا ہے اور میں ہوں

ہم سے نہ یہ پوچھے کوئی، کیا دیکھ رہے ہیں  
طیبہ ہی میں جنت کی فضا دیکھ رہے ہیں  
اُس روضہ اطہر کی ضیا دیکھ رہے ہیں  
تقدیر کو کس درجہ رسا دیکھ رہے ہیں  
اب دیکھئے کس وقت توجہ کی نظر ہو  
مدّت سے اُدھر اہل وفا دیکھ رہے ہیں  
اللہ و محمدؐ کی رضا چاہئے ہم کو  
اللہ و محمدؐ کی رضا دیکھ رہے ہیں  
دل وجد میں ہے، نور میں ڈوبی ہوئی آنکھیں  
خوش ہیں، ترا نقشِ کفِ پا دیکھ رہے ہیں  
کیا حالِ دلِ زارِ کوں اپنی زباں سے  
جو کچھ بھی ہے محبوبِ خدا، دیکھ رہے ہیں  
فرقت کی اذیت سے ہے جان اپنی لیوں پر  
کب آتی ہے پُرش کو قضا، دیکھ رہے ہیں

شاید کہ مدینے سے بلادا کوئی آئے  
مَدّت سے تری راہ صبا ! دیکھ رہے ہیں  
ذکر اُن کا ہے محفل میں، وہ ہیں زینتِ محفل  
ہم سامنے اُن کو بخدا دیکھ رہے ہیں  
کس شے سے نصیر اُن کی تجلی نہیں ظاہر  
ہر سو اُنہیں ہم جلوہ نما دیکھ رہے ہیں

تصوّر میں اُنہیں ہم جلوہ سماں دیکھ لیتے ہیں  
محمد مصطفیٰ کا رُوئے تاباں دیکھ لیتے ہیں  
نگاہِ عشق سے وہ حُسنِ پنہاں دیکھ لیتے ہیں  
نبی کے رُوپ میں ہم شانِ یزداں دیکھ لیتے ہیں  
سفر ہو یا حَضَر، مَدّ نظر ہے گنبدِ خضریٰ  
جمالِ مصطفیٰ تا حدِ امکاں دیکھ لیتے ہیں  
نظر اُٹھتی نہیں ہے مصحفِ رُوئے محمد سے  
بیاضِ نور میں تفسیرِ قرآن دیکھ لیتے ہیں  
نظر پڑ جائے شاہِ انبیا کی جن گداؤں پر  
وہ اپنے زیرِ پا تختِ سلیمان دیکھ لیتے ہیں  
طوافِ گنبدِ خضریٰ کا جس دَم دھیان آجائے  
ہم اُس دَم وجد میں اپنے دل و جاں دیکھ لیتے ہیں

تعلق جن کا ہو جاتا ہے نورِ مصطفائی سے  
 دلوں میں اپنے روشن شمعِ ایماں دیکھ لیتے ہیں  
 نصیر! اُس آستان پر جو پہنچ جاتے ہیں قسمت سے  
 اسی عالم میں وہ بخشش کا ساماں دیکھ لیتے ہیں

خورشید سے کچھ کم نہیں وہ چشمِ بشر میں  
 ذرے جو نظر آئے مدینے کے سفر میں  
 اللہ رے اشکِ غمِ احمد کی یہ جھلمل  
 مہتاب جھلکتے ہیں مرے دیدہ تر میں  
 کیا مجھ کو بُھا سکتے ہیں گردوں کے ستارے  
 ہر ذرہ مدینے کی زمیں کا ہے نظر میں  
 بخشی ہے جو قدرت نے مرے اشکِ وفا کو  
 وہ آب کہاں ہے کسی تابندہ گہر میں  
 یہ بات، یہ انداز کہاں اُن کو میسر  
 کب ہے دلِ مضطر کی ادا برق و شرر میں  
 جو شے ہے تصدق ہے وہ محبوبِ خدا پر  
 کونین ہیں سرکارِ دو عالم کے اثر میں

سُنان ہے ، ویران ہے دُوری سے مرا دل  
جلووں سے چراغاں ہو کسی دن مرے گھر میں  
آنکھوں میں سمائے ہیں مدینے کے مناظر  
آجائیں گے ہم بھی شہِ بطحا کی نظر میں  
دیوانہ و بیتاب ہوں ایسا کہ نصیر اب  
ہر وقت مدینے کا ہے سودا مرے سر میں

دَم بہ دَم بر ملا چاہتا ہوں عشقِ خیرِ لوری چاہتا ہوں  
حشر میں آسرا چاہتا ہوں دامنِ مصطفیٰ چاہتا ہوں  
جگمگانے کو اپنا مقدر نُورِ غارِ حرا چاہتا ہوں  
ہر نفسِ ذکرِ شاہِ اُمم سے دردِ دل کی دوا چاہتا ہوں  
جان و دل کی حقیقت ہی کیا ہے؟ اُن کو ان سے سوا چاہتا ہوں  
آگیا مصطفیٰ کی گلی میں کیا کہوں اور کیا چاہتا ہوں  
جن کی طاعت ہے طاعتِ خدا کی اُن کی ہر دم رضا چاہتا ہوں  
کم نہیں عشقِ شاہِ مدینہ پھر بھی میں انتہا چاہتا ہوں  
ہر نفس میں ہے شوقِ زیارت  
میں نصیر اب اڑا چاہتا ہوں

جدا ہوا میری آنکھوں سے اُن کا نور کہاں  
 دل و نگاہ سے جلوے نبی کے دور کہاں  
 نگارِ عرش کہاں ہے کلیمِ طور کہاں  
 پہنچ گئے شبِ اسری مرے حضور کہاں  
 جو چشمِ ساقی کوثر سے فیض یاب نہیں  
 نصیب ہے اُسے جامِ مئے طہور کہاں  
 ہزار رشک ہیں جنت کو ارضِ طیبہ پر  
 یہ انبساط ، یہ تسکین ، یہ سرور کہاں  
 جسے نصیب ہوئی دیدِ روضۂ اطہر  
 رسولِ پاک کی رحمت سے ہے وہ دور کہاں  
 نگاہِ وادیِ ایمن میں کیوں بھٹکتی پھرے  
 کہاں مدینے کا عالم ، جہانِ طور کہاں  
 یہ کہہ کے حشر میں ہر اُمتی پکارے گا  
 مرے حضور کہاں ہیں ، مرے حضور کہاں

یہاں ہے جسم ، مگر روح ہے وہاں میری  
 نظر سے دور مدینہ ہے ، دل سے دور کہاں  
 دُعا یہ کی ہے کہ اُس در پہ پھر رسائی ہو  
 لرز رہا ہوں یہ عاصی کہاں ، حضور کہاں  
 وہ ذات ، زینتِ افلاک و صبحِ گاہِ ازل  
 کہاں کا نور تھا ، لیکن ہوا ظہور کہاں  
 نصیر ! اُن کے تصور سے دل کو روشن کر  
 تری نگاہ کو تابِ شعاعِ نور کہاں



میں کہاں ، وہ سرزمینِ شاہِ بحر و بر کہاں  
 اُن کے نقشِ پا پہ سجدہ کر سکے وہ سر کہاں  
 اِس سے بہتر، اِس سے برتر، اِس سے بڑھ چڑھ کر کہاں  
 دلربائی میں جوابِ گنبدِ اخضر کہاں  
 آگئی ہے یاد اُن کی ، لے اُڑا ہے جذبِ شوق  
 اب ٹھہر سکتا ہے پہلو میں دلِ مضطر کہاں  
 ہو چراغاں لاکھ ، لیکن ظلمتیں ٹپتی نہیں  
 اُن کا جلوہ ہی نہ ہو جس میں ، وہ روشن گھر کہاں  
 چاہتا ہوں ، زندگی گزرے دیارِ پاک میں  
 شوقِ وارفتہ سہی ، ایسا مقدر پر کہاں  
 یا محمدؐ کہہ کے ، عاصی حشر میں چُپ ہو گئے  
 گفتگو کی تاب ، پیشِ داورِ محشر کہاں  
 قال کی گنجائشیں اُن کی تمنا میں نہیں  
 کفر ہے اِس راہ میں کب ، کیسے ، کیا ، کیوں کر کہاں

راہِ عشقِ مصطفیٰ میں ذوق ہے زادِ سفر  
 رہروں کے پاس کوئی بوریا ، بستر ، کہاں  
 طائرِ دل سُوئے عصیاں لاکھ پر مارے ، مگر  
 دایمِ رحمت سے یہ وحشی جائے گانچ کر کہاں  
 سنگِ اسود ہے نصیرِ اپنی جگہ اپنا جواب  
 زینتِ دیوارِ کعبہ یوں کوئی پتھر کہاں

وہ دن بھی آئیں گے ، ہوگی بسر مدینے میں  
 ہمارے گزریں گے شام و سحر مدینے میں  
 دُعاے دل کے لیے ہے اثر مدینے میں  
 ہمارے درد کا ہے چارہ گر مدینے میں  
 نہیں کہاں پہ خدا و رسول کے جلوے  
 ادھر تو کتے میں ہیں اور ادھر مدینے میں  
 کھلے نصیب ہمارا بھی مثلِ بادِ صبا  
 رسائی روز ہو وقتِ سحر مدینے میں  
 کسی دیار کی جانب بس اب نہ اُٹھے گی  
 ٹھہر گئی ہے ہماری نظر مدینے میں  
 درِ رسول پہ جاؤں ، وہیں کا ہو جاؤں  
 یہ چاہتا ہوں ، رہوں عمر بھر مدینے میں  
 دل و نگاہ میں اب تک ہے ایک کیف و سرور  
 سکون کے تھے وہ آٹھوں پہر مدینے میں

یہ آرزو تھی کہ یوں زندگی بسر کرتے  
 شب اپنی مکہ میں ہوتی ، سحر مدینے میں  
 محب ، حبیب سے ہرگز جدا نہیں ہوتا  
 خدائے پاک ہے خود جلوہ گر مدینے میں  
 نصیر! نقشِ کفِ پائے مصطفیٰ کے سبب  
 تمام ذرے ہیں لعل و گُمر مدینے میں

راستے صاف بتاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
لوگ محفل کو سجاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
اہل دل گیت یہ گاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
آنکھ رہ رہ کے اٹھاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
کھکشاں ، راگزر ، چاند ، ستارے ، ذرے  
سب چمک کر یہ دکھاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
اپنے شہکار پہ خلاقِ دو عالم کو ہے ناز  
انبیاء جھومتے جاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
اہل ایمان کے لبوں پر ہے دُرود اور سلام  
یومِ میلاد مناتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
دل کو جلوں کی طلب ، آنکھ کو طیبہ کی لگن  
دیکھئے مجھ کو بلاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
اُن کی آمد کے پیامی ہیں صبا کے جھونکے  
پھول شاخوں کو ہلاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں

بول بالا ہوا حق کا تو جتانِ باطل  
خانہ کعبہ سے جاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
رگزر میں نظر آنے لگے ہر سو جلوے  
ذرے رہ رہ کے بتاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
مرحبا ، صلّ علی کی ہیں صدائیں لب پر  
لوگ صدقے ہوئے جاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
اُن کے جلوں سے نکھرنے لگی دل کی رونق  
میری تقدیر جگاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں  
چاند تاروں میں نصیر آج بڑی ہلچل ہے  
یہی آثار بتاتے ہیں کہ آپ آتے ہیں

خدا کے فضل کا اک شاہکار ہم بھی ہیں  
گدائے سیدِ عالی وقار، ہم بھی ہیں  
ازل سے محو تماشائے یار ہم بھی ہیں  
جمالِ شاہِ اُمم پر نثار ہم بھی ہیں  
ضیائے ماہِ عرب سے ہے اپنا دل روشن  
چراغِ طور کے آئینہ دار ہم بھی ہیں  
زمانہ طالبِ خیراتِ لطف ہے اُن سے  
پکار اے دل مضطر پکار! ”ہم بھی ہیں“  
بہ حق چادرِ زہراؑ ادھر بھی ایک نظر  
غبارِ راہ میں اے شمسوار! ہم بھی ہیں  
اس ایک بات پہ ہے فخر ہم فقیروں کو  
کہ اُن کے اُمتیوں میں شمار ہم بھی ہیں

حضور! ہم کو بھی بلوائے مدینے میں  
لیے ہوئے دلِ بے اختیار ہم بھی ہیں  
یہ کس کریم کا در ہے، شانِ وقت، جہاں  
پکارتے ہیں کہ اُمیدوار ہم بھی ہیں  
ہمارا دھیان بھی طیبہ کے قافلے والو!  
رواں دواں پسِ گرد و غبار ہم بھی ہیں  
نظر جو اُن کی ہوئی ہم خزاں نصیبوں پر  
تو پھر کہیں گے کہ رشکِ بہار ہم بھی ہیں  
ہمیں بھی آپ سے اُمید ہے شفاعت کی  
اُٹھائے سر پہ گناہوں کا بار ہم بھی ہیں  
صبا سے کہہ دو کہ جالی کو چومنے کے لیے  
بس ایک تُو ہی نہیں بے قرار، ہم بھی ہیں  
جو پلِ صراط پہ ہم پر بھی پڑ گئی وہ نظر  
تو پھر نصیر سمجھ لو کہ پار ہم بھی ہیں

پیش خیمہ ہیں تلاطم کا یہ دو چار آنسو  
 حشر ڈھائیں گے بہ یادِ شہِ ابرار آنسو  
 میری آنکھوں میں مچلتے نہیں بے کار آنسو  
 داستاں ہجرِ نبی کی ہیں یہی چار آنسو  
 رحم فرمائیں گے ان سب پہ شفیعِ محشر  
 جب ندامت سے بہائیں گے گنہگار آنسو  
 ضبطِ گریہ سے زیارت کا کھلے گا منظر  
 دم دیدار بنے جاتے ہیں دیوار آنسو  
 رُوئے محبوبِ خدا کی جو مجھے یاد آئی  
 چمکے آنکھوں میں برنگِ درِ شہوار آنسو  
 ہم غریبوں کی یہی نذر ، یہی سرمایہ  
 پیش کر دیں گے پہنچ کر سرِ دربار آنسو  
 احترامِ غم سرکار کے زنجیری ہیں  
 حلقہ چشم میں رہتے ہیں گرفتار آنسو

سوزِ فرقت سے سلگ اٹھتی ہیں آنکھیں میری  
 شدتِ غم سے نہ ہو جائیں شرر بار آنسو  
 دیکھئے عشقِ محمدؐ میں گریباں کی بہار  
 کھینچتے رہتے ہیں کیا کیا ”خطِ گلزار“ آنسو  
 اپنے دامن میں سمیٹیں گے فرشتے اُن کو  
 میری آنکھوں سے بے جوئے سرکار آنسو  
 یہ بھی ہے عرضِ تمنا کا اک انداز نصیر  
 شاہِ کونین کے غم میں نہیں بے کار آنسو

دیکھ اے دل ! یہ کہیں مُژدہ کوئی لائی نہ ہو  
 اُس دیارِ پاک سے چل کر صبا آئی نہ ہو  
 راہِ طیبہ میں خیالِ ہوش و دانائی نہ ہو  
 کیا سفر کا لطف جب تک بے خودی چھائی نہ ہو  
 اور کوئی دوسری صورت سے رعنائی نہ ہو  
 اُن کا جلوہ ہو ، ہمارے قلب کا آئینہ ہو  
 دل نے جب حُسنِ عقیدت سے کیا ہے اُن کو یاد  
 غیر ممکن ہے کہ اب اس کی پذیرائی نہ ہو  
 نسبتِ شاہِ مدینہ کر گئی دل کو غنی  
 میں گدائی میں بھلا ، قسمت میں دارائی نہ ہو  
 اے مرے دل ! تیری رونق ہے جہاں مصطفیٰ  
 عالمِ فانی کے جلووں کا تماشا کی نہ ہو

کیا خبر اُس کو کہ مستی عشق کی ہے چیز کیا  
 میرے ساقی نے جسے آنکھوں سے پلوائی نہ ہو  
 اُلُفتِ خیرالوری میں رات دن رہتا ہوں گم  
 کون سا دم ہے کہ جس دم اُن کی یاد آئی نہ ہو  
 لے چلے ہو ! اے فرشتو ! جس کو دوزخ کی طرف  
 دیکھ لو پھر غور سے ، یہ اُن کا شیدائی نہ ہو  
 ہے وہ دیوانہ ، جو دیوانہ محمدؐ کا نہیں  
 ہے وہ سودائی ، محمدؐ کا جو سودائی نہ ہو  
 کل بھلا محشر میں پہچانے گا کون اُس کو نصیر  
 قبر میں جس کی محمدؐ سے شناسائی نہ ہو

ذَرّے ذَرّے میں نظر آئے گا اللہ کا دَر  
 لائقِ سجدہ گزاری تو جیس کوئی ہو  
 عام ہے سید عالم کا زمانے پہ کرم  
 نام لیواؤں پہ موقوف نہیں ، کوئی ہو  
 ہم ہیں اور اُن کی عنایات کا اقرار نصیر  
 نعت لکھنی ہے ، زباں کوئی ، زمیں کوئی ہو

اِس خدائی میں دکھاؤ جو کہیں کوئی ہو  
 غیر ممکن ہے محمدؐ سا حسین کوئی ہو  
 تخت پر ہو کہ سرِ فرشِ زمیں کوئی ہو  
 ہیں کرم سب پہ رسالت کے ، کہیں کوئی ہو  
 با ادب سرورِ کونین کے دَر تک پہنچے  
 شاد ہو جائے گا دم بھر میں ، حزیں کوئی ہو  
 جب لیا نام شرّ کون و مکاں کا میں نے  
 یوں لگا جیسے مرے دل کے قریں کوئی ہو  
 آنکھ جھپکی کہ محمدؐ کی سواری اُتری  
 خانہ دل نے جو چاہا کہ مکیں کوئی ہو  
 سایہ دامنِ محبوبِ خدا کی خاطر  
 آئے گا حشر میں وہ گوشہ نشین کوئی ہو

گلزارِ مدینہ صلی علیٰ، رحمت کی گھٹا سبحان اللہ  
 پر نور فضا ماشاء اللہ، پُر کیف ہوا سبحان اللہ  
 اُس زلفِ معنبر کو چھو کر مہکاتی ہوئی، اتراتی ہوئی  
 لائی ہے پیامِ تازہ کوئی، آئی ہے صبا سبحان اللہ  
 والشمس جمالِ ہوش رُبا زلفِس والیلِ اِذَا یَغْشٰی  
 القابِ سیادتِ قرآن میں یس، طہ، سبحان اللہ  
 معراج کی شبِ حضرت کا سفرِ افلاک کی رونق سرتاسر  
 متاب کی صورتِ روشن ہے نقشِ کفِ پا سبحان اللہ  
 جب بہرِ شفاعتِ محشر میں سرکار کا شہرہ عام ہوا  
 اک لہرِ خوشی کی دوڑ گئی، اُمت نے کہا سبحان اللہ  
 ہونٹوں پہ تبسم کی موجیں، ہاتھوں میں لیے جامِ رحمت  
 کوثر کے کنارے وہ اُن کا اندازِ عطا سبحان اللہ

آنکھیں روشن، پر نور نظر، دل نعرہ زناں، جاں رقص کُناں  
 تاثیرِ دُعا سبحان اللہ پھر اُن کی دُعا، سبحان اللہ  
 بُوکَر کا حُسنِ صدقِ بیاں، عدلِ عمرِ آئینِ قرآن  
 عثمان غنی میں رنگِ حیا، حیدر کی سخا سبحان اللہ  
 کہنے کو تو نعتیں سب نے کہیں، یہ نعتِ نصیر آفاقی ہے  
 ”کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا“ کیا خوب کہا، سبحان اللہ



اک نور کا عالم ہر ساعت ہے جلوہ نما سبحان اللہ  
 روضے کی تجلی کیا کہنا ، گنبد کی فضا سبحان اللہ  
 یہ اُن کے کرم سے دُور نہیں ظلمت کدہ دل روشن ہو  
 جو شمس و قمر کو دیتے ہیں خیراتِ ضیا سبحان اللہ  
 یہ شیوہ جود ہے سب جدا ، یہ شانِ کرم ہے سب الگ  
 وہ جھولیاں بھرتے ہیں سب کی ، خودے کے صدا سبحان اللہ  
 سلطانِ دو عالم کی ہستی بے مثل بھی ہے ، لاثانی بھی  
 ایک ایک نظر صد لطف و کرم ، ایک ایک ادا سبحان اللہ  
 اُس ذاتِ مقدّس کی اُلفت ، تکمیل ہے دین و ایماں کی  
 اُس نورِ مجسم کی خاطر سودائے وفا سبحان اللہ  
 قرآن میں ازواجِ نبوی اُمت کی مقدّس مائیں ہیں  
 ابناء و بنات سر آنکھوں پر ، شانِ زہرا سبحان اللہ

ہے چاروں طرف اِس دُنیا میں شہرتِ اِن کی ، چرچا اِن کا  
 بُوکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ ، اُن کے خُلفا سبحان اللہ  
 وہ ذاتِ نصیر اِس دُنیا میں بے مثل کچھ ایسی پائی گئی  
 حیرت سے پکار اُٹھی ساری مخلوقِ خدا سبحان اللہ

عشقِ شہِ بطحا جو بڑھا اور زیادہ  
 ہو جائیں گے شاد اہلِ وفا اور زیادہ  
 بر سے تری رحمت کی گھٹا اور زیادہ  
 اے دستِ عطا ! جود و سخا اور زیادہ  
 اُس زلفِ معنبر کو کبھی اُس نے چھوّا تھا  
 اترانے لگی بادِ صبا اور زیادہ  
 عشقِ شہِ ابرار ہے خالق سے محبت  
 خوش ہوتا ہے بندے سے خدا اور زیادہ  
 آقا کے پسینے کی مہک اس میں رچی ہے  
 مہکے گی مدینے کی فضا اور زیادہ  
 حاصل رہے اللہ کے محبوب کی الفت  
 انسان کو مطلوب ہو کیا اور زیادہ

ہر آن تجلی ہو تری دیدہ و دل میں  
 روشن رہیں ایوانِ وفا اور زیادہ  
 کھولو تو محمدؐ کے لیے دل کا دریچہ  
 آئے گی مدینے کی ہوا اور زیادہ  
 اُٹھتی ہے نصیر اُن کی نظر جب کسی جانب  
 ہو جاتا ہے لوگوں کا بھلا اور زیادہ

توقعات سے بڑھ کر تو ہر طلب سے زیادہ  
 کرم نبیؐ کا ہے انسانیت پہ سب سے زیادہ  
 عظیم رافت و رحمت میں ہیں وہ سب سے زیادہ  
 کوئی کریم نہیں سید العربؐ سے زیادہ  
 شفیعؑ روزِ قیامت کا بھی جواب نہیں ہے  
 گناہگار کو ملتی ہے بھیک سب سے زیادہ  
 وہ راہِ منزلِ طیبہ، وہ راتِ دن کی مسافت  
 تعب میں لطفِ بلا ہے مجھے، طرب سے زیادہ  
 وجودِ عالم اسباب کا سبب ہے، مُسَبَّب  
 کہ اختیارِ مُسَبَّب میں ہے سبب سے زیادہ  
 خداگواہ ! دو عالم میں بعدِ ذاتِ الہی  
 ادب نہیں ہے کوئی آپ کے ادب سے زیادہ

نبیؐ کے حکم کی تعمیل جان و دل سے کرو تم  
 ہے ارتقاع یہی رفعتِ نسب سے زیادہ  
 جدائیِ قرب کے بعد اور پھر طویلِ ترائتی  
 کوئی سبب نہیں غم کا اس اک سبب سے زیادہ  
 نصیر ! شکر ادا کر سکوں، مجال یہ کب ہے  
 دیا حضورؐ نے مجھ کو مری طلب سے زیادہ

سکوں ہے ہجر میں تاراج یا رسول اللہ  
 نہ کل تھا اور نہ ہے آج یا رسول اللہ  
 فلک کے سر کا ہو تم تاج یا رسول اللہ  
 تمہیں ہو صاحبِ معراج یا رسول اللہ  
 تمہاری ایک اچھتی نگاہ جس پہ پڑی  
 وہ ذرہ ہو گیا پگھراج یا رسول اللہ  
 نفسِ نفس ہیں درود و سلام کے ہدیے  
 یہی ہے کام، یہی کاج یا رسول اللہ  
 وہ شاہِ وقت ہو، حاکم ہو یا رئیس کوئی  
 جو ہے، تمہارا ہے محتاج یا رسول اللہ  
 بجز تمہارے، کسے عرش پر ملی مسند  
 کسے نصیب یہ معراج، یا رسول اللہ  
 کل اُس پہ رحمتِ ربِّ غفور، ناممکن  
 پکارتا نہیں جو آج ”یا رسول اللہ“

زمیں ہے تاجِ فرماں، فلک ہے زیرِ نگیں  
 کہاں تمہارا نہیں راج یا رسول اللہ  
 گناہگار ہوں روزِ جزا کا ڈر ہے مجھے  
 تمہارے ہاتھ ہے اب لاج یا رسول اللہ  
 خدا رسی کے قرائن نگاہ میں آئے  
 تمہاری ذات ہے منہاج یا رسول اللہ  
 کہاں یہ تاب کہ دُوری تمہارے در سے ہو  
 نہیں اٹھے گا نصیر آج یا رسول اللہ

نہیں کوئیں میں کوئی سہارا یا رسول اللہ  
 تمہارے ہی کرم پر ہے گزارا یا رسول اللہ  
 یہی ایمان ہے سب کا، ہمارا یا رسول اللہ  
 نہیں تم سے زیادہ کوئی پیارا یا رسول اللہ  
 تمہاری ناخدائی کا جو مُنکر ہو، وہ کافر ہے  
 لگا دو پار تم بیڑا ہمارا یا رسول اللہ  
 گھرا ہوں ورطہ دریائے غم میں ایک مدت سے  
 نہیں ملتا سفینے کو کنارہ یا رسول اللہ  
 بلا لو اپنے دیوانے کو جب چاہو مدینے میں  
 بہت ہے بس تمہارا اک اشارہ یا رسول اللہ  
 پُھٹکا جاتا ہوں سوزِ غم سے بس اب مہربانی ہو  
 نہیں ہے اب غمِ دُوری گوارا یا رسول اللہ  
 مرے آقا! ادھر بھی اک نگاہِ لطف ہو جائے  
 چمک اُٹھے مری قسمت کا تارا یا رسول اللہ

تمہاری ہی عنایت ہے عنایتِ دونوں عالم میں  
 تمہارا ہی سہارا ہے سہارا یا رسول اللہ  
 بچا لو اس کے فتنوں سے، نکالو اس کے چکر سے  
 مجھے اس گردِشِ دوراں نے مارا یا رسول اللہ  
 جو مخفی ہے مرے دل میں، مقدر میں، مشیت میں  
 وہ سب کچھ آپ پر ہے آشکارا یا رسول اللہ  
 سمیٹے گا خزانے دین و دنیا کے وہی، جس نے  
 تمہارے سامنے دامنِ پیارا یا رسول اللہ  
 نصیرِ غمزدہ پر بھی عنایت ہو، نوازش ہو  
 دُہائی دے رہا ہے غم کا مارا یا رسول اللہ

قیامت ہے اب انتظارِ مدینہ الہی ! دکھا پھر دیارِ مدینہ  
 مری رُوح آئینہ دارِ مدینہ مرے دیدہ و دل نثارِ مدینہ  
 اسی آرزو میں مٹا جا رہا ہوں مری خاک ہو ہمکنارِ مدینہ  
 شفاعتِ مسلم، جو مل جائے مجھ کو پئے دفن، قرب و جوارِ مدینہ  
 ستم کا نشانہ مری زندگی ہے کرم کی نظر شریارِ مدینہ  
 معطر ہوئی جاں، کھلا غنچہ دل چلی جب نسیم بہارِ مدینہ  
 یہ دُوری نہیں، حدِ پاسِ ادب ہے ادھر تیں، ادھر تاجدارِ مدینہ  
 پیاتھ اس اک جام اُس میکدے سے نہیں ٹوٹتا اب شمارِ مدینہ  
 تصور میں ہے آمد و رفتِ شہ کی کھڑا ہوں سرِ رہزارِ مدینہ  
 اُسے مل گئی دین و دُنیا کی دولت ہوا دل سے جو خواستگارِ مدینہ  
 لگاؤں گا آنکھوں میں سُرْمہ سمجھ کر اگر ہاتھ آئے غبارِ مدینہ  
 ابھرنے کو ہیں سبز گنبد کے جلوے ذرا صبر ! اے بیکرارِ مدینہ

نصیر اپنی کوشش نہیں کام آتی

بلا تے ہیں خود تاجدارِ مدینہ

عکسِ رُوءِ مصطفیٰ سے ایسی زیبائی ملی  
 کھل اٹھا رنگِ چمن، پھولوں کو رعنائی ملی  
 سبز گنبد کے مناظر دیکھتا رہتا ہوں میں  
 عشق میں چشمِ تصور کو وہ گیرائی ملی  
 جس طرف اُنھیں نگاہیں محفلِ کونین میں  
 رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ کی جلوہ فرمائی ملی  
 ارضِ طیبہ میں میسر آگئی دو گز زمین  
 یوں ہمارے منتشر اجزا کو یکجائی ملی  
 اُن کے قدموں میں ہیں تاج و تخت ہفت اقلیم کے  
 آپ کے ادنیٰ غلاموں کو وہ دارائی ملی  
 بحرِ عشقِ مصطفیٰ کا ماجرا کیا ہو بیاں  
 لطف آیا ڈوبنے کا جتنی گہرائی ملی  
 چادرِ زہرا کا سایہ ہے مرے سر پر نصیر  
 فیضِ نسبت دیکھئے، نسبت بھی زہرائی ملی

دل ہوا جس وقت یک سو، جب بھی تنہائی ملی  
 ہم کو محبوبِ خدا کی جلوہ آرائی ملی  
 سلسبیل و کوثر و تنیم، مولا کا کرم  
 ہر قدم پر۔ حشر میں ہم کو پذیرائی ملی  
 آپ کے حُسنِ کرم سے دیدہ یعقوب میں  
 پھر پلٹ آئی بصیرت، پھر سے بینائی ملی  
 ہوسکی حاصل نہ جس کو نسبتِ خیرالوری  
 دو جہاں میں اُس سیہ قسمت کو رُسوائی ملی  
 اللہ اللہ، یہ نگاہِ مصطفیٰ کا معجزہ  
 سنگ ریزے بول اُٹھے، اُن کو گویائی ملی  
 جو ملا ہم کو رسولِ پاک کے در سے ملا  
 علم و عزم و عقل، عزت اور دانائی ملی  
 ہم ہوئے کچھ اور گم اُن کے تصور میں نصیر  
 جس گھڑی فرصت ملی، جس وقت تنہائی ملی

تھی جس کے مقدر میں گدائی ترے در کی  
 قدرت نے اُسے راہ دکھائی ترے در کی  
 ہر وقت ہے اب جلوہ نمائی ترے در کی  
 تصویر ہی دل میں اُتر آئی ترے در کی  
 ہیں ارض و سماوات تری ذات کا صدقہ  
 محتاج ہے یہ ساری خدائی ترے در کی  
 انوار ہی انوار کا عالم نظر آیا  
 چلن جو ذرا میں نے اُٹھائی ترے در کی  
 مشرب ہے مرا تیری طلب، تیرا تصور  
 منسلک ہے مرا، صرف گدائی ترے در کی  
 در سے ترے اللہ کا در، ہم کو ملا ہے  
 اِس آوج کا باعث ہے رسائی ترے در کی  
 اِک نعتِ عظمیٰ سے وہ محروم رہے گا  
 جس شخص نے خیرات نہ پائی ترے در کی

میں مَبھول گیا نقش و نگارِ رُخ دُنیا

صورت جو میرے سامنے آئی ترے در کی

تازیت ترے در سے مرا سر نہ اُٹھے گا

مَر جاؤں تو ممکن ہے جدائی ترے در کی

صد شکر کہ میں بھی ہوں بھکاری ترے در کا

صد فخر کہ حاصل ہے گدائی ترے در کی

پھر اُس نے کوئی اور تصور نہیں باندھا

ہم نے جسے تصویر دکھائی ترے در کی

ہے میرے لیے تو یہی معراجِ عبادت

حاصل ہے مجھے ناصیہ سائی ترے در کی

آیا ہے نصیر آج تمنا یہی لے کر

پلکوں سے کیے جائے صفائی ترے در کی

حُضور ! آپ کا رُتبہ نہ پا سکا کوئی

نبیؐ تو ہیں ، نہیں محبوب آپ سا کوئی

مدد کو پہنچو ! کہ راہوں میں کھو گیا کوئی

تمہیں پکار رہا ہے شکستہ پا کوئی

مدینے آ کے نہ ارمان رہ گیا کوئی

نہ آرزو ہے ، نہ حسرت ، نہ مدعا کوئی

مثالِ ابر بہاراں برس گیا سب پر

تمہارے فیض و کرم کی ہے انتہا کوئی ؟

حُروف ، عجز کا اقرار کرنے لگتے ہیں

لکھے گا نعتِ رسولِ انام ، کیا کوئی

رہِ نبیؐ میں بس اک میں ہوں اور اُن کا جمال

نہ ہمنفس ، نہ مصاحب ، نہ آشنا کوئی

شفیعِ حشر ہیں ، اُمت کو بخشوا لیں گے

نہ ہو گا آگ کا ایندھن بُرا ، بھلا کوئی



یہ کہہ کے رُک گئے سدرہ پہ جبریلؑ میں  
 نہیں عروجِ محمدؐ کی انتہا کوئی  
 اُنہوں نے اپنوں پر ایوں کی جھولیاں بھر دیں  
 کرم سے اُن کے نہ محروم رہ گیا کوئی  
 چلی ہے زلفِ رسولِ انام کو چھو کر  
 پہنچ سکے ترے رُتبے کو، کب صبا! کوئی  
 وہ ذاتِ پاک ہے اپنی صفات میں یکتا  
 نہ اُن سا اب کوئی ہوگا، نہ ہے، نہ تھا کوئی  
 کرم کی بھیک ملے اس کو یا رسول اللہ!  
 نہیں نصیر کا اب اور آسرا کوئی

سوچا ہے اب مدینے جو آئیں گے ہم کبھی  
 اُٹھ کر درِ نبیؐ سے نہ جائیں گے ہم کبھی  
 یوں اُن کے در پہ ہوش گنوائیں گے ہم کبھی  
 کھوئے تو خود کو ڈھونڈ نہ پائیں گے ہم کبھی  
 اے گردشِ زمانہ! ستا لے ہمیں، مگر  
 وہ دن بھی آئے گا کہ ستائیں گے ہم کبھی  
 آئیں گے وہ ضرور بصدِ شانِ التفات  
 گھی کے چراغِ گھر میں جلائیں گے ہم کبھی  
 اُن کا جمال ہو گا نگاہوں کے سامنے  
 آمینہ زندگی کو بنائیں گے ہم کبھی  
 اُمّی لقب نے ہم کو جو آ کر پڑھا دیا  
 تا زیت وہ سبق نہ بھلائیں گے ہم کبھی

ہر اشک اُن کے ہجر میں ہو گا لُہو ترنگ  
عشق و وفا کی جوت جگائیں گے ہم کبھی  
ہر سُو اُٹھے گا صلّ علیٰ ، مرجبا کا شور  
یوں دل کی انجمن کو سجائیں گے ہم کبھی  
کچھ تو نصیر ہو گا صلہ عشق و آہ کا  
کچھ تو وفا کی راہ میں پائیں گے ہم کبھی

ہوتے نہ جلوہ گر جو شرّ مُرسلیں کبھی  
ہوتا نہ دین، خاتم دل کا نگیں کبھی  
گزرے تھے ہنس کے خواب میں وہ بالیقین کبھی  
چمکی تھی برقِ ناز ہمارے قریں کبھی  
جو رحمتِ تمام کو اپنا بنا گئے  
اُن آنسوؤں سے بھیگ گئی آستیں کبھی  
جو جھک گئی خدا کے درِ حق مآب پر  
باطل کے سامنے نہ جھکی وہ جیس کبھی  
وہ تو گناہ گاروں پہ ہیں مائلِ کرم  
اُن کو پکارتے نہیں دل سے ہمیں کبھی  
اُس آستیاں کی عظمت و رفعت کو چھو سکے  
اتنا بلند ہو تو مذاقِ جیس کبھی

دیکھا نہ آپ نے جو عنایت کی راہ سے  
 مسرور ہو سکے گا نہ قلبِ حزیں کبھی  
 ممکن نہیں کہ جلوہ نہ اُن کا جلو میں ہو  
 دل میں جلا کے دیکھ چراغِ یقین کبھی  
 جس پر پڑا نہ پرتوِ محبوبِ کردگار  
 پھولی پھلی نصیر نہ ایسی زمیں کبھی

ہزار بار ہوئی عقل نکتہ چیں پھر بھی  
 درِ حضور پہ جھکتی رہی جیں پھر بھی  
 ملی دلیل، نہ لایا مگر یقین پھر بھی  
 رہا رسولؐ پہ بوجہل نکتہ چیں پھر بھی  
 چراغِ دینِ متین کو بچھا سکا نہ کوئی  
 مخالفت میں ہوائیں بہت چلیں پھر بھی  
 فلک کو ناز سسی اپنی سر بلندی پر  
 بلند تر ہے مدینے کی سرزمین پھر بھی  
 گناہگار ہوں، لیکن یہ ہے یقین مجھے  
 کرم کریں گے شہنشاہِ مُرتلین پھر بھی  
 رواں ہے گر چہ ترقی کی راہ پر دُنیا  
 بغیرِ عشقِ نبیؐ شاد تو نہیں پھر بھی  
 یہ کہہ کے میں درِ سرکار سے ہوا رخصت  
 خدا کرے ہو مری حاضری یہیں پھر بھی

ہزار فتنے اٹھے، لاکھ شورشیں ابھریں

رہا مقام پر اپنے شعورِ دیں پھر بھی

ہزار ذوقِ سماعت سے ہوتی انساں

ہر ایک قولِ رسالت ہے دلنشین پھر بھی

وہ اہلِ ذوق، کہاں رہ گئے زمانے میں

نصیر جیسے ملیں گے کہیں کہیں پھر بھی

دمدم تیری ثنا ہے یہ بھی

دل دھڑکنے کی صدا ہے یہ بھی

چاند، اسری کی سرِ راہ دلیل

تیرا نقشِ کفِ پا ہے یہ بھی

نگہِ لطف سے دشمن، ہوئے دوست

شانِ رحمت کی ادا ہے یہ بھی

اچھے اُس کے ہیں، بُرے میرے ہیں

کملی والے نے کہا ہے یہ بھی

شافعِ حشر وہ ہیں، میں عاصی

وہ بھی برحق ہے، بجا ہے یہ بھی

رات دن گنبدِ خضریٰ دیکھوں

رات دن ایک دُعا ہے یہ بھی

نعت کو حاصلِ ایماں سمجھا  
ذکرِ محبوبِ خدا ہے یہ بھی  
کعبہ جاں ہے درِ ختمِ رُسل  
سر جھکا لوں تو روا ہے یہ بھی  
کون روکے دلِ مضطر کو نصیر  
اب تو ہاتھوں سے چلا ہے یہ بھی

دُور ہوں اُن سے سزا ہے یہ بھی  
پاس ٹھہروں تو خطا ہے یہ بھی  
اہلِ نسبت کو وہ پہچانتے ہیں  
میرے مولا کی عطا ہے یہ بھی  
اور کیا نکتہ فردوسِ بریں  
بس مدینے کی ہوا ہے یہ بھی  
کس کو کتنی ہے محبت اُن سے  
خود خدا دیکھ رہا ہے یہ بھی  
اُن کا جلوہ نظر آ جائے گا  
حشر میں ایک مزا ہے یہ بھی  
ایک دُنیا مجھے پہچانتی ہے  
نعت گوئی کا صلا ہے یہ بھی

وہ مرے دل ہی نہیں، جان بھی ہیں

میں نے محسوس کیا ہے یہ بھی

غم تو ہے عشقِ نبیؐ میں حاصل

شکر کر! شکر کی جا ہے یہ بھی

ہوش کھو بیٹھے نصیر اہلِ نظر

دیکھ لینے کی ادا ہے یہ بھی

بادشاہی ماہ سے ہے تا بہ ماہی آپؐ کی

یہ زمیں، یہ چاند، دیتے ہیں گواہی آپؐ کی

آپؐ ہیں نورِ ازل، محبوبِ ربِّ کائنات

جان و دل، ارض و سما پر بادشاہی آپؐ کی

غیر ممکن ہے کسی سے آپؐ کی مدح و ثنا

ہے ثنا خواں آپؐ جب ذاتِ الہی آپؐ کی

کی امامت انبیاء کی آپؐ نے معراج میں

مان لی اک اک نبیؐ نے سربراہی آپؐ کی

کثرتِ عصیاں سے نادم ہوں، نہیں مایوس یں

ڈھال ہے میرے لیے عالمِ پناہی آپؐ کی

اک نگاہِ لطف سے سب کام میرے بن گئے

حشر میں کام آئی میرے، خیر خواہی آپؐ کی

بے نیازِ مال و منصب ہے نصیرِ سیرِ چشم

آپؐ کے خادم کو کافی ہے دُعا ہی آپؐ کی

جو اولیں کا ہے معاملہ نہ سسی، کچھ اور لگن تو ہے  
 کہیں روبرو تو نہ ہو سکے، مگر اُن سے رُوئے سخن تو ہے  
 دلِ باشعور ہے منہمک، رُخِ مصطفیٰ کے خیال میں  
 مرا ذہن جس سے دمک اٹھا، یہی روشنی کی کرن تو ہے  
 رہِ عشق طے کرو شان سے، سروچشم سے، دل و جان سے  
 یہ درِ نبی کی مسافرت ہے، زہے نصیب! کٹھن تو ہے  
 جو نبی کے در کا گدا ہوا، وہی باخدا بخدا ہوا  
 کوئی بندگی کی ادا تو ہے، کوئی زندگی کا چلن تو ہے  
 یہ درست، آج جدا ہوں میں، دلِ جاں اُس پہ فدا ہوں میں  
 مری خاک، میرا خمیر ہے، یہ مدینہ میرا وطن تو ہے  
 ترے در پہ جھومتا جاؤں گا، مرے پاس جو ہے لٹاؤں گا  
 نہیں تخت و تاج، تو غم نہیں، مرا تن تو ہے مرا من تو ہے

وہ تکیل بھی ہو، وجیہ بھی، وہ ہو مصطفیٰ کی شبیہ بھی  
 کوئی اور ہو کہ نہ ہو، مگر مرا جد، امامِ حسنؑ تو ہے  
 یہی نعت ہے جو نصیر کی، وہ صدا ہے اُس کے ضمیر کی  
 چلو وہ خدائے سخن نہیں، کہو نا خدائے سخن تو ہے

ہم گنہ گاروں کو سرکار سنبھالے ہوں گے  
حشر میں اُن کی شفاعت کے حوالے ہوں گے  
نور آنکھوں میں تو چہروں پہ اُجالے ہوں گے  
مصطفیٰ والوں کے انداز نرالے ہوں گے  
شافعِ حشر کی رحمت اُنہیں دھو ڈالے گی  
جو ورق دفتر اعمال کے کالے ہوں گے  
نزع میں اُن کے تصوّر سے مقدر چمکا  
قبر میں اب تو اُجالے ہی اُجالے ہوں گے  
نکتہ چیں شانِ رسالت کے، چُھپے مُوذی ہیں  
آستینوں میں کبھی سانپ تو پالے ہوں گے؟  
جو لٹاتے ہیں محمدؐ پہ اثاثہ اپنا  
اُن کی تحویل میں جنت کے قبالے ہوں گے  
دُکھ مٹاتا ہے فقط ایک اشارہ اُن کا  
اب لبوں پر نہ وہ آہیں، نہ وہ نالے ہوں گے

خلد میں بھیڑ نظر آتی ہے خوش باشوں کی  
میرے آقاؐ کے یہ سب ماننے والے ہوں گے  
ہم تو اس شان سے پہنچیں گے درِ مولاؐ تک  
چہرے پر گردِ سفر، پاؤں میں چھالے ہوں گے  
خود کو ناموسِ محمدؐ پہ جو قربان کریں  
خُلد کے والی و وارث وہ جیالے ہوں گے  
مخشوا لیں گے خدا سے اُنہیں محبوبِ خدا  
طوق گردن میں غلامی کا، جو ڈالے ہوں گے  
جنتی وہ ہیں جنہیں اُن کی شفاعت پہ یقین  
وہ جو مُنکر ہیں، جہنم کے حوالے ہوں گے  
اُن کی ہر ایک صفت جب کہ ہے اعجاز، نصیر!  
اُن کی مدحت کے بھی انداز نرالے ہوں گے



س تصور میں رُخ روشن کو لا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 جمالِ مصطفیٰ سے دل سجا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 رسائی ہو گئی ہے صاحبِ معراج کے در تک  
 فرشتوں سے قدم آگے بڑھا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ہوا و حرص کے قصے کہاں راہِ حقیقت میں  
 ہوا و حرص سے دامن بچا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 س لحد میں بھی ہمارا ورد، نامِ مصطفیٰ ہو گا  
 نکیرین آئیں، کیا پوچھیں گے؟ جا کر، ہم بھی دیکھیں گے  
 ابھی تک سوزِ دل سے ہم نے اپنے دل کو سلگایا  
 اب اپنا حالِ دل ہونٹوں پہ لا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 بھیانک منظرِ محشر بتایا تو نے اے واعظ !  
 سرِ کوثر بلیں گے، پی پلا کر ہم بھی دیکھیں گے

✓ یہ وہ بستی ہے جس کا ہر قرینہ موسمِ گل ہے  
 مدینے کی فضائیں مسکرا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ✓ ادب ہی بارگاہِ مصطفائی میں سعادت ہے  
 نصیر اپنی محبت آزما کر ہم بھی دیکھیں گے

✓ دل و جاں کو ہر آفت سے بچا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 پناہ گنبدِ خضریٰ میں آ کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ✓ فلک کے چاند تاروں کو یقیناً رشک آئے گا  
 جیس اُس در کے ذروں سے بچا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 اُنہیں کی یاد لے کر ساتھ ، پہنچیں گے سر منزل  
 اُنہیں کا ہمسفر خود کو بنا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ✓ کوئی مشکل نہیں سرکار کا دیدار ہو جانا  
 بہ صد منت تصور میں بلا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ✓ کبھی تو اُن کے جلوں سے یہ گھر بھی جگمگائے گا  
 چراغِ آرزو دل میں جلا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ✓ مدینے سے سوا جنت نہیں ہے اُن کے طالب کو  
 مگر اللہ کی نعمت ہے جا کر ، ہم بھی دیکھیں گے

✓ مٹا ہے اہل نسبت کو عطا دیدار ہوتا ہے  
 حریمِ حُسن کا پردہ اٹھا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ✓ گدائی مل گئی ہے اے نصیر اُس شاہِ بطحا کی  
 نظر اب کج کلاہوں سے ملا کر ہم بھی دیکھیں گے

بہ صد عجز و عقیدت جلوہ جا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 درِ خیزالورئی پر سر جھکا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 اُنہیں حالِ دل پر غم منا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 بایں صورتِ مقدر آزما کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ہمیں پُہنچا چکی فرزاگی سرکارِ بطحا تک  
 بس اب تو خود کو دیوانہ بنا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 فدا ہوں گی نگاہیں مُصحفِ رُوائے محمدؐ پر  
 یہ قرآن اپنی آنکھوں سے لگا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 بلا سے ہوش جائیں، دل پہ بن جائے کہ حیرت ہو  
 نگاہیں اُن کے روضے پر جما کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ہم اُن کے اُمتی ہیں، ہم کو کیا دھڑکا ہے محشر کا  
 تماشا ہوگا، خلقت ہوگی، جا کر ہم بھی دیکھیں گے

✓ ہمیں کرنا ہے تازہ یاد اُن کے جاں نثاروں کی  
 نبیؐ پر دولتِ ہستی لٹا کر ہم بھی دیکھیں گے  
 ✓ عجب کیا ہے، نصیر! اعمالِ ناقص اپنے دُھل جائیں  
 ندامت سے بھرے آنسو بہا کر ہم بھی دیکھیں گے

ہوا ظاہر یہ اُن کے نُور سے نُورِ خدا کیا ہے  
 محمدؐ کا جمالِ پاک اے صلِّ علیٰ کیا ہے  
 حبیبِ کبریا کے دم قدم سے یہ ہوا روشن  
 فنا کیا ہے، بقا کیا ہے، خودی کیا ہے، خدا کیا ہے  
 جہاں وہ تھے، فرشتے تھے نہ جبریلؑ امیں حاضر  
 شبِ معراج وہ جانیں کہا کیا ہے سنا، کیا ہے  
 بلاؑ و بُؤزؑ و سلمانؑ کے جذب و شوق سے پوچھو  
 رسولِ اللہؐ پر قربان ہونے کی ادا کیا ہے  
 سراپہ نہ ہواے چارہ گر! کیفیتِ غم پر  
 یہ اہل دل سمجھتے ہیں، دلِ درد آشنا کیا ہے  
 مدینے کی گزرگاہوں میں چل پھر کر شرف پایا  
 یہ ورنہ اک ہوا کی لہر ہے، بادِ صبا کیا ہے  
 غلامانِ ہوس یہ، تیرا آقا ساقی کوثر  
 نظر بھر کر نہ دیکھ، اِن کج کلاہوں میں دھرا کیا ہے

خدا کی رحمتیں ہیں اور جلوے ہیں محمدؐ کے  
 زہے قسمت، زہے عزت! مرے دامن میں کیا کیا ہے  
 رموزِ کائنات اللہ جانے، مصطفیٰ جانیں  
 فرشتہ کیا سمجھ پائے ورا کیا ماورا، کیا ہے  
 کلیم اللہ سے پوچھو نصیر اسرار جلووں کے  
 وہ سمجھے ہیں چراغِ طور کی دلکش ضیا کیا ہے

خدا والے ہی جانیں ذاتِ محبوبِ خدا کیا ہے  
 زمانہ کیا سمجھ پائے کہ شانِ مصطفیٰ کیا ہے  
 کسی صورت رسائی ہو درِ فخرِ دو عالم تک  
 یہی ہے اور اس یتابی دل کی دوا کیا ہے  
 یہی منشا، یہی تفسیر ہے آیاتِ قرآن کی  
 خدا کی کیا مشیت ہے، نبی کا مدعا کیا ہے  
 جمالِ مصطفائی میں، جلالِ مصطفائی میں  
 حقیقت ہی حقیقت ہے حقیقت کے سوا کیا ہے  
 فلک کو اس بلندی پر بھی یہ عظمت نہیں حاصل  
 جبینِ خاک سے پوچھو! مقامِ نقشِ پا کیا ہے  
 بُرے ہیں یا بھلے اعمال، نازاں ہوں شفاعت پر  
 میسر اُن کی رحمت ہو تو پھر کھوٹا کھرا کیا ہے

مقدر کا دہنی ٹھہرا، دو عالم میں غنی ٹھہرا  
 وہ جس کو پوچھ لیں اک بار اُس کا پوچھنا کیا ہے  
 خدا شاہد، وہ ہے دنیا میں ہر نعمت سے بے بہرہ  
 نہیں معلوم جس کو نسبتِ خیر الواری کیا ہے  
 یہ محشر، پُرشِ اعمال، دار و گیر کا عالم  
 نصیر اب اُن کے قدموں سے لپٹ جا دیکھتا کیا ہے

شبِ معراج پل بھر میں مکان سے لا مکان پہنچے  
 جہاں کوئی نہ پہنچا سرورِ عالم وہاں پہنچے  
 رُکے جبریلؑ ، لیکن اُن کو جانا تھا وہاں پہنچے  
 محمدؐ مصطفیٰ عرشِ علیؑ تک بے گماں پہنچے  
 شرف ہے بینوائی بارگاہِ شاہِ بطحا میں  
 نشان والوں سے پہلے در پہ بے نام و نشان پہنچے  
 پکارا جب کسی نے ”یا محمدؐ مصطفیٰ“ کہہ کر  
 مدد کو اپنے فریادی کی شاہِ انس و جاں پہنچے  
 بست بے چین ہوں بس منتظر ہوں باریابی کا  
 الہی ! آستان پر اُن کے میری داستاں پہنچے  
 حبیبِ کبریا کی یاد میں خونِ جگر لے کر  
 چلے دل سے تو پلکوں تک مرے اشکِ رواں پہنچے

یہ اُن کے آستانِ پاک کا اک فیضِ ادنیٰ ہے  
 توانا ہو کے واپس آئے جو بھی ناتواں پہنچے  
 مقامِ کبریا آگے ہے ادراک و تحیل سے  
 شبِ معراج یہ کس کو خبر ہے وہ کہاں پہنچے  
 نصیر! اب ایک ہی دُھن ہے کہ دیکھیں کب زیارت ہو  
 دیارِ مصطفیٰ میں کب ہمارا کارواں پہنچے

اسی لیے تو جھکا جا رہا ہے میرا سر آگے  
 کہ ہے تجلی دربار سید البشر آگے  
 بجز رسولِ امیں تھا نہ کوئی چارہ گر اُن کا  
 بڑھے تھے اہل عرب سرکشی میں اس قدر آگے  
 حریم ذات کی وہ شان ہے کہ جلنے لگیں پر  
 حدودِ سدرہ سے جبریل بھی چلیں اگر آگے  
 گیا بُراق جدھر سے حضور کا شبِ اسری  
 کسی نبی کا نہ اس راہ سے ہوا گزر آگے  
 ہوئے مناسک حج ختم اب وقوف ہے کیا  
 اُٹھو! کہ عشق کی منزل کا ہے ابھی سفر آگے  
 نہ تھی بشر میں یہ قدرت کہ مہر و ماہ سے گزرے  
 نہ تھا کبھی شبِ معراج سے یہ معتبر آگے  
 نہ داستانِ حرم چھیڑاے مدینہ کے زائر  
 کہ خون رونے پہ مائل ہے میری چشم تر آگے

یہ مُژدہ سب کو مٹا دو کہ کوئی گر نہیں سکتا  
 حضور ہوں گے سرِ پل صراط جلوہ گر آگے  
 میں شہرِ درد میں تنہا ہوں اے تصورِ آقا!  
 مسافتوں کو سیٹے نکل بھی آ! ادھر آگے  
 رسولِ پاک سے وابستہ ہے نجاتِ دو عالم  
 بس ایک جنبش لب ہے وسیلہ ظفر آگے  
 نصیب ہو جو کبھی اے نصیرِ راہِ مدینہ  
 تو ذرے ذرے کو بڑھنا ادب سے چوم کر آگے

درِ نبی کو مسافر جو بڑھ کے آلیں گے  
 زمیں پہ رہ کے بھی وہ خلد کا مزا لیں گے  
 ہم اس زمانے کو کیا دیں گے اور کیا لیں گے  
 مدینے پہنچیں گے جنت کا راستا لیں گے  
 گناہگار سہی ہم مگر خدا شاہد  
 شفیع حشر ہمیں حق سے بخشوا لیں گے  
 نڈھال ہو کے گرے بھی جو راہِ بطحا میں  
 فرشتے جھک کے گلے سے ہمیں لگالیں گے  
 ہم اس جہاں میں حیاتِ النبی کے ہیں قائل  
 جو منحرف ہیں وہ خیر الوری سے کیا لیں گے  
 نکل ہی آئے گی کوئی سبیل جنت کی  
 وہ خوش ہوئے تو مدینے ہمیں بلائیں گے

جہاں سے ہم کو نظر آئے گنبدِ خضریٰ  
 اُسی جگہ پہ ہم اپنی جنیں جھکالیں گے  
 یہاں نہ کوئی دُعا ہے نہ مدعا کوئی  
 مدینے جائیں گے جو کچھ ملے گا پالیں گے  
 نصیرِ خلد کے جلوے اُنہی کا حصہ ہیں  
 جمالِ مصطفویٰ سے جو دل سجالیں گے



✓ دردِ دل کی یہ تمنا ہے دوا تک پہنچے  
روح کو دھن ہے کہ محبوبِ خدا تک پہنچے  
پھر کہیں جلوۂ دیدارِ نبی ممکن ہے  
پہلے دل مرحلہٴ صدق و صفا تک پہنچے  
چشمِ بد دور، جب اٹھے مری مشتاقِ نظر  
سبز گنبد کی پُر انوارِ فضا تک پہنچے  
اک ذرا اُن کی توجہ ہو تو دن پھر جائیں  
نگسِ خاک نشیں بختِ ہما تک پہنچے  
وہ مسافر جو چلیں گلشنِ بطحا کی طرف  
گرد کو اُن کی نہ رفتارِ صبا تک پہنچے  
لِلّٰہِ الحمد وسیلہ یہ بلا خوب ہمیں  
جب کہا صلِّ علی، ربِّ علی تک پہنچے

اُن کے اخلاق کی حد ہے، نہ نہایت، نہ شمار  
آدمی اُن کی کسی ایک ادا تک پہنچے  
یاد سے اُن کی شگفتہ رہی یوں دل کی کلی  
غنجہ و گل نہ کبھی اُس کی ہوا تک پہنچے  
اُس کو درکارِ نصیر اور ہو کونین میں کیا  
جو نظرِ روئے محمد کی ضیا تک پہنچے

✓ سر اگر آپ کے نقش کف پا تک پہنچے  
 مرتبہ اتنا بڑھے عرشِ علّٰی تک پہنچے  
 ✓ یا محمد ! بخدا ہست ہمیں ایمانم  
 آپ کے در پہ جو پہنچے ، وہ خدا تک پہنچے  
 ✓ اُس کا بندہ ہوں کہ ہر چیز ہے جس کی محتاج  
 ہاتھ اٹھیں تو اثر میری دُعا تک پہنچے  
 وہ گدا ہے جو سوالی ہو درِ قاروں پر  
 وہ غنی ہے جو ترے بابِ سخا تک پہنچے  
 اک ترے سایہِ رحمت نے کیا آسودہ  
 لاکھ اربابِ ستمِ قہر و جفا تک پہنچے  
 ہے یہی عشق ، یہی عجز ، عقیدت بھی یہی  
 تیری تعظیم کو ہم غارِ حرا تک پہنچے

✓ تنتیں مانے ، دُعا مانگے ، وسیلہ ڈھونڈے  
 تب کہیں شاہ کوئی اُن کے گدا تک پہنچے  
 ✓ کم نہیں ہے یہی سرکارِ دو عالم کا کرم  
 ہم نصیر اُن کے تو سُل سے خدا تک پہنچے

ہر آن اک تپش غم خیر البشر کی ہے  
 اب تو یہ آگ کے لیے عمر بھر کی ہے  
 عزت اُسی کی، شان اُسی کے سفر کی ہے  
 جس دل کو آرزو درِ خیر البشر کی ہے  
 جس رہگزر سے گزرے ہیں محبوبِ کردگار  
 اکسیر مجھ کو خاک اُسی رہگزر کی ہے  
 پہنچوں مدینہ، دل کی یہ ہر دم ہے آرزو  
 دیکھوں نبی کا شہر، یہ حسرت نظر کی ہے  
 سچ ہے کہ فخر ہے مجھے خود اپنی ذات پر  
 کیوں کرنے ہو کہ خاک مری اُن کے در کی ہے  
 یا رب ! نصیب دولتِ عشقِ رسول ہو  
 مجھ کو ہوس نہ زر کی، نہ لعل و گہر کی ہے  
 لوگوں نے دے دیا ہے اُسے کہکشاں کا نام  
 جو دھول آسماں پہ تری رہ گزر کی ہے

ماہ و نجوم کو ترے جلووں کی ہے تلاش  
 جو اُن کی جستجو ہے وہی بحر و بر کی ہے  
 کہتا ہے، سب ضیائے نبی میں سمیٹ لوں  
 کتنی بڑی یہ بات دلِ مختصر کی ہے  
 پہنچے وہ بارگاہِ رسالتِ مآب میں  
 جس دل کو احتیاج کسی چارہ گر کی ہے  
 اُس آستانِ پاک پہ سجدے کئے ہزار  
 اُن کے حضور خم ہو، سعادت یہ سر کی ہے  
 کیوں کر کہوں نصیر زمانے سے حالِ دل  
 گھر میں رہے جو بات وہی بات گھر کی ہے

جو لوگ بن کے ادب دانِ مصطفیٰ اُٹھے  
 وہ اپنی قسمتِ خوابیدہ کو جگا اُٹھے  
 بساطِ دینِ محمدؐ پہ مات ہی کھائی  
 مخالفت کے لیے جتنے خود نما اُٹھے  
 صبا دینے کی خوشبو جو لائی گلشن میں  
 تمام غنچہ لب بستہ مُسکرا اُٹھے  
 یہ آرزو ہے کہ عشقِ نبیؐ بڑھے ہر دم  
 الہی! دردِ میرے دل میں لا دوا اُٹھے  
 جب آسماں پہ سواری گئی شبِ اسرا  
 سب انبیاءؑ، پے تعظیمِ مصطفیٰ اُٹھے  
 ملا وہ درس، رسولِ خدا کی محفل میں  
 جو آ کے بیٹھے، وہ کہتے ”خدا، خدا“ اُٹھے  
 نصیر! اہلِ ستم سے بھی یہ سلوک رہا  
 نبیؐ کے دستِ مبارک پے دُعا اُٹھے

جو بے وسیلہ، محبوبِ کبریا اُٹھے  
 وہی زمانے سے ناکام مدعا اُٹھے  
 عرب کے چاند نے ذروں کو وہ ضیا، بخشی  
 چراغِ طور کی مانند جگمگا اُٹھے  
 نبیؐ کے نور سے آنکھیں نہ جس نے روشن کیں  
 بہ روزِ حشر اب اُس کی نگاہ کیا اُٹھے  
 ثبات و عزمِ محمدؐ سے دنگ تھے کفار  
 دلوں میں رعب وہ بیٹھا کہ سٹپا اُٹھے  
 پے مدینہ، ہو سوزِ دُروں کا یہ عالم  
 اُٹھے جو شعلہ تو اک آگ سی لگا اُٹھے  
 ادب کی جا بھی مدینہ، مقامِ شوق بھی ہے  
 دلوں میں حشر نہ اُٹھے یہاں پہ، یا اُٹھے

دیارِ پاک، سعادت کا وہ چمن ہے، جہاں

ہر ایک موجِ ہوا صورتِ صبا اُٹھے

نصیر بھی ہے تمنائی یا رسول اللہ !

اب اس طرف بھی نگاہِ کرم ذرا اُٹھے

جو اُس کو دیکھ لے وہی صاحبِ نظر لگے

ہر ذرہ جس کی خاک کا شمس و قمر لگے

لطفِ رسولِ پاک کا جھونکا اگر لگے

باغِ جہاں میں خار بھی مثلِ شمر لگے

ممکن نہیں اُچلتی نظر سے شعورِ ذات

باطن میں تھے وہ نور، بہ ظاہر بشر لگے

پھر دیدنی ہوں میرے مقدر کی رفعتیں

اک بار اس جہیں سے ترا سنگِ در لگے

آنکھوں کے سامنے ہے جمالِ درِ نبیؐ

میری نگاہ کو نہ کسی کی نظر لگے

نخلِ اُمید پر ہو جو مولا ! نگاہِ لطف

پڑمردہ شاخِ زیتِ مری گل بہ سر لگے

ذرے کو آفتاب بناتے ہیں وہ نصیر

جس پر کرم کریں وہی تابندہ تر لگے

آنسو جو آئے آنکھ میں مثل گھر لگے  
ختمِ رُسُل کی یاد سے ہم معتبر لگے  
اُس کے لیے دیارِ نبی ہے پناہ گاہ  
ٹھوکر قدم قدم پہ جے در بدر لگے  
دیکھے جو کوئی چشمِ حقیقت سے اس طرف  
خُلدِ بریں سے بڑھ کے محمد کا گھر لگے  
پروازِ فکر کیا کہوں نعتِ رسول میں  
لطفِ خدا سے طائرِ بے پر کو پر لگے  
رُوئے نبی کی ایک جھلک ماند کر گئی  
دُنیا کے سب چراغ، چراغِ سحر لگے  
آتی ہے روزِ گنبدِ خضریٰ کو چوم کر  
کیوں کر ہمیں نہ بادِ صبا معتبر لگے  
آقا ہمارے سرورِ کونین ہیں نصیر  
دونوں جہان میں ہمیں اب کس کا ڈر لگے

نہ طلب ہی لے، نہ جنوں ہی لے، یہ ہوس نہ لے، وہ ہوانہ لے  
شہِ انبیاء پہ فدا ہوں میں، کوئی اور دردِ خدا نہ دے  
غمِ مصطفیٰ میں ہوا ہوں گم مجھے اب پیامِ صبا نہ دے  
کہیں التفات سے چھیڑ کر مرے دل کو اور دکھا نہ دے  
وہ عظیم ہے، وہ رحیم ہے، وہ قسیم ہے، وہ کریم ہے  
یہ کرم پہ اُس کے ہے منحصر مجھے کیا وہ دے مجھے کیا نہ دے  
جو مریضِ ہجرِ حضور ہے، درِ مصطفیٰ سے جو دور ہے  
اُسے زندگی سے غرض نہیں، کوئی زندگی کی دُعا نہ دے  
یہ خیال ہے، یہ ملال ہے کہ عجب زمانے کا حال ہے  
ترے آستان سے مرے نبی، کوئی آ کے مجھ کو اٹھانہ دے  
جو طلب ہے تجھ کو زباں پہ لا، درِ مصطفیٰ پہ کمی ہے کیا  
اُسی در سے اپنی مراد لے کسی اور در پہ صدا نہ دے

یہ ہے ربط و ضبط کا سلسلہ ، جو بلا اُنھیں سے ہمیں بلا  
 وہ کبھی خدا سے نہیں جدا جو نئی نہ دے وہ خدا نہ دے  
 مجھے زیر سایہ بُلایئے ، مجھے یا رسولِ بچائیئے  
 یہ طلسمِ دہر ہے فتنہ گر ، کوئی روگِ دل کو لگانہ دے  
 یہی فیضِ چشمِ حضور ہے کہ پیے بغیر سُور ہے  
 وہ علاج کیا ، وہ دوا ہی کیا ، جو ہر اک خلش کو مٹانہ دے  
 اُنھیں جان و دل سے عزیز رکھ وہ رُءوف بھی ہیں رحیم بھی  
 اگر اُس کا تجھ کو یقین نہیں تو صدائے صلّٰی علی نہ دے  
 یہ کرم ہو خاص نصیر پر کہ ہو مصطفیٰ کی نظرِ ادھر  
 وہی مُسکرا کے کرم کریں کوئی اور غم کو ہوا نہ دے

ادب یہ ہے کہ جہاں اُن کا نام آ جائے  
 وہاں زباں پہ درود و سلام آ جائے  
 مدینے سے یہ خدایا پیام آ جائے  
 ہمارے پاس ہمارا غلام آ جائے  
 الٰہی ایسی کشش دے مرے تصور کو  
 نظر میں کھنچ کے وہ ماہِ تمام آ جائے  
 طلب کریں جو حبیبِ خدا کے صدقے میں  
 ہمارے سامنے کوثر کا جام آ جائے  
 پہنچ کے طیبہ میں روشن کریں خوشی کے چراغ  
 اک ایسی اپنے مقدر میں شام آ جائے  
 رچی بسی ہو ہر اک سانس میں ولّائے حبیب  
 قریب جب درِ خیرِ الانام آ جائے  
 نصیرِ نعتِ نبی کا ہو فیض یوں جاری  
 نظرِ نظر میں ہمارا کلام آ جائے

خدا کے لطف و کرم پر نظر نہیں رکھتے  
 درِ حبیب پہ جو اپنا سر نہیں رکھتے  
 شفاعت اُن کی جو پیش نظر نہیں رکھتے  
 وسیلہ حشر میں وہ معتبر نہیں رکھتے  
 جو بے خبر ہیں محمدؐ کے عشق سے اب تک  
 قسم خدا کی وہ اپنی خبر نہیں رکھتے  
 ملے گا اذنِ حضوری تو اڑ کے جائیں گے  
 کہا یہ کس نے کہ ہم بال و پر نہیں رکھتے  
 سوال ہی نہیں ایسوں کی سر بلندی کا  
 جو آستانِ محمدؐ پہ سر نہیں رکھتے  
 دیارِ پاک ہی اپنی مُراد ، اپنا وطن  
 بس ایک گھر ہے کوئی اور گھر نہیں رکھتے

جو اُن کے دَر کے گدا ہیں وہی ہیں دل کے غنی  
 وہ ذرّہ بھر طلبِ سیم و زر نہیں رکھتے  
 وہ لائیں بزمِ رسالت میں نعت کے اشعار  
 جو مال و دولت و لعل و گہر نہیں رکھتے  
 نصیر وہ جو بلائیں تو کون رکتا ہے  
 وہ جا پہنچتے ہیں جو بال و پر نہیں رکھتے



جو مدینے میں کہیں اپنا ٹھکانہ کر لے  
 اپنی قسمت میں وہ رحمت کا خزانہ کر لے  
 حشر کے واسطے کچھ جمع خزانہ کر لے  
 اُن کا ہو، اپنے تصرف میں زمانہ کر لے  
 آدمیت کا پڑھایا ہے سبق مولاً نے  
 اس حقیقت کو نہ انسان فسانہ کر لے  
 راہِ حق میں یہی کہتے تھے بلالِ حبشی  
 جس قدر چاہے ستم ہم پہ زمانہ کر لے  
 کیا خبر کب تجھے سرکارِ مِلاوا بھیجیں  
 کم سے کم دل تو مدینے کو روانہ کر لے  
 جس کی آنکھوں میں سما جائے تجلی اُن کی  
 کیوں نہ وہ اپنا ہر اک خواب سُمانا کر لے

دلِ صدیق و عمر ہو کہ بلال و سلمان  
 وہ نظر خیر سے جس کو بھی نشانہ کر لے  
 یادِ حق، ذکرِ نبی، وجہِ سکونِ دل ہے  
 یہ سبق وہ ہے جسے یادِ زمانہ کر لے  
 ہر نفسِ رحمتِ بے حد کی تمنا ہے اگر  
 درِ آقا پہ نصیر! اپنا ٹھکانہ کر لے

یاد اُس دَر کی میرے دل کو سدا خوش رکھے  
 مجھ کو تا حشر مدینے کی فضا خوش رکھے  
 شاد آباد کرے ، روزِ جزا خوش رکھے  
 خوش وہ جس سے بھی رہیں اُس کو خدا خوش رکھے  
 جو میٹیں اُن کے لیے ، جو ہوں نچھاور اُن پر  
 لبِ کوثر ، اُنہیں جنت کی ہوا خوش رکھے  
 میں غمِ شاہِ دو عالم میں حضوری چاہوں  
 غیر ممکن ہے کوئی اور دوا خوش رکھے  
 اُن کا دیدار قیامت میں سہی ، برحق ہے  
 یہ جزا ہے تو مجھے ایسی جزا خوش رکھے  
 اُن کی خوشنودیِ خاطر کے لیے کچھ بھی نہیں  
 شاید ایسا ہو میرا ذوقِ وفا خوش رکھے

دردِ دل ، سوزِ جگر اُن کی محبت نے دیا  
 میں تو خوش ہوں ، اسی عالم میں خدا خوش رکھے  
 حشر کی دھوپ کی پروا ہے ، نہ خطرہ ، نہ خیال  
 اُس کو کیا غم ؟ جسے رحمت کی گھٹا خوش رکھے  
 قرب ہے صرف ترے دَر کا مسرت افزا  
 دُور رہ کر کوئی کیا خود کو بھلا خوش رکھے  
 آستیاں سے ترے دُوری پہ پریشاں ہے نصیر  
 ساری دُنیا کی خوشی بھی اُسے کیا خوش رکھے

جس کو حاصل ہیں غم ساقی کوثر کے مزے  
 اُس کی تقدیر میں ہیں رحمتِ داور کے مزے  
 کسی نظارے کا لطف اُس کو نہ منظر کے مزے  
 جس کی نظروں کو طے اُس رُخِ انور کے مزے  
 دیکھتا رہتا ہے ہر دم ترے ماتھے کی شکن  
 آئینہ لوٹ رہا ہے ترے تیور کے مزے  
 آئی گردش میں کچھ اس شان سے چشمِ رحمت  
 میکدہ بھول گیا بادہ و ساغر کے مزے  
 گرتے پڑتے درِ سرکار تک آ پہنچا ہے  
 ہم سے پوچھے کوئی اک طائرِ بے پر کے مزے  
 اُن کی زلفوں سے جو بل جائے مسکتی خیرات  
 بھول جائے یہ صبا بوائے گلِ تر کے مزے  
 اُس کو پھر اور کوئی مرتبہ درکار نہیں  
 جس کی قسمت میں لکھے جائیں ترے در کے مزے

کیا کہیں ، راہِ مدینہ ہے مقدس کتنی  
 بھولتے ہی نہیں اس جادۂ اطہر کے مزے  
 اُن کی منزل بھی مدینہ ہے ، وطن بھی ہے یہی  
 ہیں یہاں آلِ محمد کے لیے گھر کے مزے  
 سجدۂ شوق کا ارمان اُدھر لے پہنچا  
 اُن کے در پر ہیں نصیر اب تو مرے سر کے مزے

جس نے سمجھا عشقِ محبوبِ خدا کیا چیز ہے  
 وہ سمجھتا ہے دُعا کیا، دُعا کیا چیز ہے  
 کوئی کیا جانے کہ شرِ مصطفیٰ کیا چیز ہے  
 پوچھئے ہم سے کہ طیبہ کی ہوا کیا چیز ہے  
 شافعِ محشر کے دامن میں چھپا بیٹھا ہوں میں  
 کیا خبر ہنگامہ روزِ جزا کیا چیز ہے  
 ہر مرض میں خاکِ راہِ مصطفیٰ ہے کارگر  
 سامنے اکسیر کے، کوئی دوا کیا چیز ہے  
 دل معطر ہو گیا آنکھیں منور ہو گئیں  
 اللہ اللہ، سبز گنبد کی فضا کیا چیز ہے  
 یہ سمجھنا، ہم نے سمجھا ہے، شرِ لولاک سے  
 خلق میں ٹوٹے ہوئے دل کی صدا کیا چیز ہے  
 ہو گیا کیا مطمئن دم بھر میں قلبِ مضطرب  
 دیکھ لو ذکرِ نبی، یادِ خدا کیا چیز ہے

حشر میں تم کو گنہ گار و پتا چل جائے گا  
 سایہ لطفِ محمد مصطفیٰ کیا چیز ہے  
 رحمتِ عالم، شفیعِ المذنبین، شاہِ اُمم  
 ایک ذاتِ مصطفیٰ ہے اور کیا کیا چیز ہے  
 زلف و رُوئے مصطفیٰ سے یہ کھلا ہم پر نصیر  
 صبحِ گلشن، بوئے گل، بادِ صبا کیا چیز ہے

ذکرِ خدا و ذکرِ نبیؐ ہے رہِ خلوص  
گم نام وہ ہوئے جو چلے نام کے لیے  
اعلان ہے نصیر ! یہ ربِّ کریم کا  
عشقِ رسولؐ شرط ہے اسلام کے لیے

ہیں وقف جان و دل مرے اس کام کے لیے  
پڑھیے دُرودِ رہبرِ اسلام کے لیے  
زندہ رہے جو خدمتِ اسلام کے لیے  
وہ منتخب ہیں حشر میں انعام کے لیے  
شہرہ ہے عام ساقی کوثر کے فیض کا  
دُنیا تڑپ رہی ہے بس اک جام کے لیے  
وہ شام جو مدینے کے رستے میں آگئی  
صبحِ ابد ترستی ہے اُس شام کے لیے  
کام آئے گا وظیفہ محمدؐ کے نام کا  
کیا خوب کام ہے دلِ ناکام کے لیے  
جو بے قرارِ عشقِ رسولؐ انام ہیں  
فردوس اُن کے نام ہے آرام کے لیے

حشر میں مجھ کو بس اتنا آسرا درکار ہے  
 التفاتِ شافعِ روزِ جزا درکار ہے  
 اور اُس کو چاہیے کیا ، اور کیا درکار ہے  
 وہ نبی کا ہو رہے ، جس کو خدا درکار ہے  
 جو مجھے لے جائے اُن کے آستانِ پاک تک  
 وہ تمنا ، وہ طلب ، وہ مدعا درکار ہے  
 دل تو ہے آباد محبوبِ خدا کی یاد سے  
 میری آنکھوں کو جمالِ مصطفیٰ درکار ہے  
 اُن کے دامن کی ہوا بس ہے مرے دل کا علاج  
 کون کہتا ہے ؟ مجھے کوئی دوا درکار ہے  
 وہ جہاں چاہے رہے ، جس کو نہیں عشقِ نبی  
 وہ ادھر آئے ، جسے لطفِ خدا درکار ہے

باغِ عالم کے کسی گوشے میں جی لگتا نہیں  
 دل گرفتہ ہوں ، مدینے کی فضا درکار ہے  
 میں تو دیوانہ ہوں اُن کا ، میں تو ہوں اُن کا غلام  
 وہ جو مل جائیں مجھے تو اور کیا درکار ہے  
 ہم مطیعانِ نبی کے جان و دل سے ہیں غلام  
 ہم کو ایسے ہی بزرگوں کی دُعا درکار ہے  
 میں مدینے میں ابد کی نیند سو جاؤں نصیر  
 رہنے بنے کو مجھے اتنی سی جا درکار ہے

کونین میں یوں جلوہ نما کوئی نہیں ہے  
 اللہ کے بعد اُن سے بڑا کوئی نہیں ہے  
 یوں فرش سے تاعرش گیا کوئی نہیں ہے  
 معراج میں اس درجہ رسا کوئی نہیں ہے  
 مانگو تو ذرا اُن کے توسط سے کبھی کچھ  
 مقبول نہ ہو، ایسی دُعا کوئی نہیں ہے  
 کام آئی سرِ حشر محمدؐ کی شفاعت  
 سب کہتے ہیں، جا! تیری خطا کوئی نہیں ہے  
 ہر چند نبی عیسیٰ و موسیٰ بھی ہیں، لیکن  
 محبوبِ خدا اُن کے سوا کوئی نہیں ہے  
 اللہ نے سو مہسن دیئے نوریٰ بشر کو  
 یوں نور کے سانچے میں ڈھلا کوئی نہیں ہے  
 دل اُن کا ہے اس دل میں وہی جلوہ فگن ہیں  
 اب اُن کے علاوہ بخدا، کوئی نہیں ہے

اُمت میں ہوں اُن کی کہ جو ہیں رحمتِ عالم  
 کیوں حشر کا ڈر ہو، مرا کیا کوئی نہیں ہے؟  
 اس دور پہ اے ختمِ رُسل! چشمِ کرم ہو  
 رہزن ہیں بہت، راہنما کوئی نہیں ہے  
 پڑھتے رہو دن رات نصیر! اُن کا وظیفہ  
 ایسا عملِ ردِّ بلا، کوئی نہیں ہے

بخت میرا جو محبت میں رسا ہو جائے  
 میری تقدیر، مدینے کی فضا ہو جائے  
 کاش مقبول مرے دل کی دُعا ہو جائے  
 ایک سجدہ درِ مولا پہ ادا ہو جائے  
 اُس کی تعظیم کو اُٹھتے ہیں سلاطین جہاں  
 ترے کوچے سے جو منسوب گدا ہو جائے  
 لے بھی آ زلفِ پیہر کی مہک، دیر نہ کر  
 اے صبا! مجھ پہ یہ احسان ذرا ہو جائے  
 اُس کو اپنی ہی خبر ہو، نہ دو عالم کا خیال  
 جو بھی دیوانہ، محبوبِ خدا ہو جائے  
 میں مدینے کی زیارت سے بہت خوش ہوں مگر  
 چاہتا ہوں کہ یہ مسکن ہی میرا ہو جائے  
 اُن کے دامن کو مرے ہاتھ کسی دن چھولیں  
 کچھ نہ کچھ حقِ عقیدت تو ادا ہو جائے

وہ سرِ طور ہو یا مصر کا بازارِ حسین  
 وہ جہاں چاہے، وہاں جلوہ نما ہو جائے  
 اب بلالو، کہ مجھے دم کا بھروسہ نہ رہا  
 نہیں معلوم کسی وقت بھی کیا ہو جائے  
 میرے نزدیک مقدر کا دھنی ہے وہ نصیر  
 جس پہ اُن کی نظرِ لطف و عطا ہو جائے



کاش مقبول ہو میری یہ دُعا جلدی سے  
 مجھ کو پہنچائے مدینے میں خدا جلدی سے  
 میں بھی چوموں درِ محبوبِ خدا جلدی سے  
 لے اُڑے مجھ کو بھی طیبہ کی ہوا جلدی سے  
 لاسنگھا دے مجھے گیسوئے پیہر کی مہک  
 اتنا احسان ہو اے بادِ صبا! جلدی سے  
 شوقِ وارفتہ نے راہوں کی طنائیں کھینچیں  
 اُٹھ کے طیبہ کی طرف میں جو چلا جلدی سے  
 جب بٹی روزِ ازل عشقِ نبی کی دولت  
 میں بھی تقدیر سجانے کو بڑھا جلدی سے  
 رحمتِ حق نے وہیں بڑھ کے نوازا اُس کو  
 کر لیا جس نے بھی اقبالِ خطا جلدی سے  
 تیری بخشش کا وسیلہ ہے دُرود اور سلام  
 اُن کا نام آئے تو پڑھ صلّ علیٰ جلدی سے

کب سے حسرت تھی ترے در پہ جھکاؤں سر کو  
 آج یہ فرض بھی ہو جائے ادا جلدی سے  
 تیرے گستاخوں پہ غیبی کوئی اُفتاد پڑے  
 آنے والی نہیں ایسوں کو حیا جلدی سے  
 اُس ٹھکانے سے قضا مجھ کو اُٹھائے تو اُٹھوں  
 اُن کی چوکھٹ پہ پڑا ہوں مجھے کیا، جلدی سے  
 حشر کی بھیڑ میں ڈر تھا کہ اکھڑ جائیں قدم  
 میرے آقا نے مجھے تھام لیا جلدی سے  
 بھیک تو مل کے رہے گی درِ مولیٰ سے نصیر  
 یہ الگ بات، ملے دیر سے یا جلدی سے

ذوقِ نظارہ کو ہر وقت سفر میں رکھیے  
 سبز گنبد کی فضا اپنی نظر میں رکھیے  
 عکسِ محبوبِ خدا قلبِ گھر میں رکھیے  
 اشکِ اکِ اس کے لیے دیدہ تر میں رکھیے  
 تذکرہ آپ کے اوصاف کا ہے کارِ ثواب  
 شرط یہ ہے کہ عقیدت بھی نظر میں رکھیے  
 جس میں حضرت پہ فدا ہونے کا جذبہ ہی نہ ہو  
 ایسے ایمان کو لے جائیے ، گھر میں رکھیے  
 وہ بشر بھی ہیں ، مگر صرف بشر ہی تو نہیں  
 یہ پرکھ مسئلہٴ نور و بشر میں رکھیے  
 اُن کی اُلفت سے نہیں ہے کوئی شے بھی افضل  
 راہِ عقبی کے اسے زادِ سفر میں رکھیے

جن کا اُس نورِ مجسم سے نہ ہو ربطِ نیاز  
 ایسے مشکوک عناصر کو نظر میں رکھیے  
 عشقِ سرکار کی دولت کو کریں عام نصیر  
 گھر کی دولت ہے ، مگر اس کو نہ گھر میں رکھیے

بلحا سے آئی ، اور صبا لے گئی مجھے  
 مانندِ برگ و بار اڑا لے گئی مجھے  
 اِس شان سے بڑھی کہ بڑھا لے گئی مجھے  
 طیبہ تک اپنے دل کی صدا لے گئی مجھے  
 ارضِ حجازِ پاک کہاں اور میں کہاں  
 اُن کی نگاہ ، اُن کی عطا لے گئی مجھے  
 مدت سے میں تھا گوشہ نشین اُن کی یاد میں  
 آ جاؤ ! آئی ایک صدا لے گئی مجھے  
 اُن کے حضور آخری سانسیں بسر ہوئیں  
 صد شکر اُن کے در پہ قضا لے گئی مجھے  
 دریائے ذوق و شوق میں ساحل سے کم نہ تھی  
 وہ موجِ بیتخودی کہ بہا لے گئی مجھے

اتنی سکت کہاں تھی کہ اُٹھتے مرے قدم  
 آئی تھی اُن کی یاد ، بلا لے گئی مجھے  
 اک ذرہ حقیر تھائیں اُن کی راہ میں  
 دامن تک اُن کے موجِ ہوا لے گئی مجھے  
 بابِ حرم ، نصیر ! بہت دُور تھا ، مگر  
 اُس تک مرے بڑوں کی دُعا لے گئی مجھے

دیکھا سفر میں آبلہ پا ، لے گئی مجھے  
 سُوئے مدینہ ، بادِ صبا لے گئی مجھے  
 طیبہ چلی ، تو ساتھ لگا لے گئی مجھے  
 رحمت کی آئی گھر کے گھٹا ، لے گئی مجھے  
 مجھ سے اُلجھ پڑی تھیں زمانے کی اُلجھنیں  
 اُن کی نگاہ تھی کہ بچا لے گئی مجھے  
 مَر کر بھی اُن کے در سے نہ ہلتا کبھی ، مگر  
 کاندھوں پہ اپنے خلقِ خدا لے گئی مجھے  
 دیکھا جو یہ کہ عشقِ نبی دَم کے ساتھ ہے  
 سُوئے بہشت آ کے قضا لے گئی مجھے  
 روزِ ازل سے میں تو فقیر اُس گلی کا تھا  
 دُنیا یہ کس طرف کو لگا لے گئی مجھے  
 میں تو دبا پڑا تھا گناہوں کے بار میں  
 بخشش اُمڈ کے آئی ، اُڑا لے گئی مجھے

بیٹھا تھا انجمن میں ، کہیں سے کہیں گیا  
 اُٹھی جو وہ نگاہ ، اُٹھا لے گئی مجھے  
 صبحِ مدینہ یاد جو آئی دَمِ سحر  
 ہمراہ اپنے ، آ کے صبا لے گئی مجھے  
 بیچارگی میں کوئی وسیلہ نہ تھا مرا  
 اُن تک نصیر ! آہِ رسا لے گئی مجھے

اجل، دیارِ رسالت میں آئے راس مجھے  
 جگہ ملے ترے روضے کے آس پاس مجھے  
 دکھا کے اپنی تجلی، بلا کے پاس مجھے  
 بنا گئے ہیں وہ اپنا ادا شناس مجھے  
 یقین ہے مرے دل کو سکون بخشیں گے  
 وہ دیکھ لیں گے سرِ حشر جب اُداس مجھے  
 نگاہ ڈھونڈ رہی تھی ادھر ادھر جن کو  
 وہ مل گئے دلِ مضطر کے آس پاس مجھے  
 اگر وہ آئیں تو مٹ جائے میری مایوسی  
 کیے ہوئے ہے پریشاں، ہجومِ یاس مجھے  
 سکونِ دل نہ کہیں اور ہو سکا حاصل  
 ہوائیں گلشنِ طیبہ کی آئیں راس مجھے

نگاہِ شوق ہے اُن کی نگاہ میں ہر دم  
 زمانہ کیسا، خود اپنے نہیں حواس مجھے  
 اُنہیں کے سائے میں گزرے گا میرا روزِ حساب  
 نہ کوئی خوف مجھے ہے نہ کچھ ہراس مجھے  
 مرے نسب کو ہے اُس ذاتِ پاک سے نسبت  
 اِس اک شرف کا ہمیشہ رہے گا پاس مجھے  
 بہ فیضِ ساقی کوثر مٹے گی تشنہ لبی  
 نصیر! حشر میں جس دم لگے گی پیاس مجھے

جود و عطا میں فرد، وہ شاہِ حجاز ہے  
 سب پر کرم ہے اور بلا امتیاز ہے  
 قلبِ زمیں میں، شہرِ مدینہ وہ راز ہے  
 انساں تو کیا، فرشتوں کو بھی جس پہ ناز ہے  
 محمودِ زندگی ہے اُسی خوش نصیب کی  
 اُن کے کسی غلام کا جو بھی ایاز ہے  
 سلطانِ انبیاء کے مراتب نہ پوچھیے  
 زیبا اُنہی کو ہر شرف و امتیاز ہے  
 کس کو ہو تابِ جلوۂ دیدارِ مصطفیٰ  
 جوہر میں آئینے کے خود آئینہ ساز ہے  
 جو اُن کے التفات و کرم سے ہے سرفراز  
 دونوں جہاں کے غم سے وہی بے نیاز ہے

اے حاسدِ رسولِ خدا! عاقبت سنوار!  
 احساسِ مجرم کر، کہ درِ توبہ باز ہے  
 جو ہے نبی کے رُنبہِ عالی سے بے خبر  
 فتنہ وہی ہے، دین میں وہ رخنہ ساز ہے  
 اُس آستال پہ ہم ہیں تصور میں سجدہ ریز  
 سب سے جدا نصیرِ ہماری نماز ہے

چاند تارے ہی کیا دیکھتے رہ گئے  
ہم درِ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے  
پڑھ کے رُوحِ الامیں سورتِ والضحیٰ  
وہ امامت کی شب، وہ صفِ انبیاء  
نیک و بد پر ہوا اُن کا یکساں کرم  
وہ گئے عرش تک اور رُوحِ الامیں  
معجزہ تھا وہ ہجرت میں اُن کا سفر  
مرحبا شانِ معراج ختمِ رُسل  
کیا خبر، کس کو کب جامِ کوثر ملا  
ہم گنہگار تھے، مغفرت ہو گئی  
جب سواری چلی، جبریلِ امیں  
اہلِ دانش، محمدؐ پہ تھے حیرتی  
ہوئے گم لے نصیر اُن کے جلوں میں ہم

میں نصیر آج لایا وہ نعتِ نبی

نعت گو منہ مرا دیکھتے رہ گئے

راہِ نبیؐ میں ذوقِ وفا میرے ساتھ ہے  
ہر لمحہ بے خودی میں خدا میرے ساتھ ہے  
بخشش کا وعدہ اُن کا جو تھا، میرے ساتھ ہے  
لطفِ شفیعِ روزِ جزا میرے ساتھ ہے  
تنہائیوں کا غم نہیں طیبہ کی راہ میں  
مانندِ سایہ، راہِ نما میرے ساتھ ہے  
اب اور اس جہان میں کیا چاہیے مجھے  
میرے بڑوں کی نیک دُعا میرے ساتھ ہے  
بے فکر زندگی کا سفر کر رہا ہوں میں  
ہر گام پر کسی کی عطا میرے ساتھ ہے  
دل باوجودِ گردشِ دوراں ہے مطمئن  
دن رات عشقِ آلِ عبا میرے ساتھ ہے  
اُڑتا پھروں گا روضہٴ اقدس کے آس پاس  
اُس دامنِ کرم کی ہوا میرے ساتھ ہے

یاِ خدا و ذکرِ نبیؐ ، فکرِ آخرت

راہِ سفر میں صدق و صفا میرے ساتھ ہے

تنہا نہیں ہوں اُن کی لگن میں کسی گھڑی

ہر وقت میرے دل کی صدا میرے ساتھ ہے

سارا جہاں بھی درپے آزار ہو تو ہو

کچھ غم نہیں نصیرِ خدا میرے ساتھ ہے

نذرانہٴ سلامِ محضوَرِ سیدِ الانام

عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ

شافِعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام  
سیدِ الانبیاءؐ ، خاتمِ المرسلین  
مظہرِ شانِ داوَر پہ لاکھوں سلام  
کفر کے شر سے جس نے بچایا ہمیں  
ایسے پاکیزہ رہبر پہ لاکھوں سلام  
جس کی خاطر یہ دُنیا بسائی گئی  
اُس نبیؐ ، نورِ پیکر پہ لاکھوں سلام  
وہ مدینے کی گلیوں کے شام و سحر  
جلوہ گاہِ پیغمبر پہ لاکھوں سلام  
اہلِ ایمان پہ ہو گی جو سایہ فگن  
ایسی زُلفِ معطر پہ لاکھوں سلام  
چھا گئیں ہر طرف جس کی تابانیاں  
ایسے رُوئے منور پہ لاکھوں سلام  
حقِ مُحق بیاں ، حقِ زباں بھی وہی  
علم کے شہرِ انور پہ لاکھوں سلام  
ساقیِ حوضِ کوثر پہ لاکھوں سلام  
مالکِ بحر و بر ، شاہِ دُنیا و دیں  
شافِعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام  
دین کے راستے پر لگایا ہمیں  
شافِعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام  
آب و گِل کی یہ محفلِ سبائی گئی  
شافِعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام  
نور سے جگمگاتے ہوئے بام و در  
شافِعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام  
ابرِ رحمت ہے ایک ایک جس کی شکن  
شافِعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام  
نور سے جس کے روشن ہیں کون و مکاں  
شافِعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام  
اِذنِ اللہ سے ، غیبِ داں بھی وہی  
شافِعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام



جس کا بیٹا ہے محبوب ربّ العالیٰ  
 ایسی معصوم مادر پہ لاکھوں سلام  
 وہ خدیجہ ہوں یا سیدہ عائشہ  
 اہل بیت پیغمبر پہ لاکھوں سلام  
 ہاں! ابوبکر، فاروق، عثمان، علی  
 چار یاران اکبر پہ لاکھوں سلام  
 زید بن حارثہ، خادم خوش نفس  
 روح سلمان و بوذر پہ لاکھوں سلام  
 اختران شبتان شاہِ زمان  
 آپ کے اس بھرے گھر پہ لاکھوں سلام  
 غوث اعظم، شہنشاہ ملک بقا  
 ان کے انفاس اطہر پہ لاکھوں سلام  
 اولیاء و ائمان دین متین  
 سب نفوس مطہر پہ لاکھوں سلام  
 جان کر اُن کو آقائے درد آشنا  
 جو غلامانہ آداب لائے بجا

اے نصیر! اُس سخنور پہ لاکھوں سلام

شافعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام

## صلّوا علیہ وسلموا تسلیما

یا نبی! سلامُ علیک  
 یا حبیب! سلامُ علیک  
 اے بہارِ گلشنِ جاں  
 منتظر ہیں اہلِ ایمان  
 یا نبی! سلامُ علیک  
 یا حبیب! سلامُ علیک  
 سیدِ اولادِ آدم  
 سب کے مقبول و مکرم  
 یا نبی! سلامُ علیک  
 یا حبیب! سلامُ علیک  
 یا رسول! سلامُ علیک  
 صلّوۃ اللہ علیک

ہے سماں ہر سُو نرالا      مہرباں ہے حق تعالیٰ  
جس طرف دیکھو، اُجالا      آگیا ہے کلمیٰ والا  
یا نبی! سلامُ علیک      یا رسول! سلامُ علیک  
یا حبیب! سلامُ علیک      صلوةُ اللہ علیک  
کیسی بے مثالیاں ہیں      ذرے، گل کی تھالیاں ہیں  
کتنی خوش جمالیاں ہیں      کیا سنہری جالیاں ہیں  
یا نبی! سلامُ علیک      یا رسول! سلامُ علیک  
یا حبیب! سلامُ علیک      صلوةُ اللہ علیک  
بے نوشت و خواند آیا      ظلمتوں کو پھاند آیا  
کر کے سب کو ماند آیا      آمنہ کا چاند آیا  
یا نبی! سلامُ علیک      یا رسول! سلامُ علیک  
یا حبیب! سلامُ علیک      صلوةُ اللہ علیک  
ہے کوئی وارث، نہ والی      بن کے آئے ہیں سوالی  
ہم گدا، تُو شاہِ عالی      جھولیاں ہیں اپنی خالی  
یا نبی! سلامُ علیک      یا رسول! سلامُ علیک  
یا حبیب! سلامُ علیک      صلوةُ اللہ علیک

تاجدارِ مُرسَلینی      رونقِ عرشِ برینِی  
بے کیم، کُن مُعینی      رحمۃُ اللعَلینی  
یا نبی! سلامُ علیک      یا رسول! سلامُ علیک  
یا حبیب! سلامُ علیک      صلوةُ اللہ علیک  
حشر میں سب اک کنارے      اُمتی تھے دَم کو مارے  
آگئے جب وہ، تو سارے      دیکھ کر اُن کو پکارے  
یا نبی! سلامُ علیک      یا رسول! سلامُ علیک  
یا حبیب! سلامُ علیک      صلوةُ اللہ علیک  
اک جھلک جو دیکھ پاؤں      جان میں تم پر لٹاؤں  
راہ میں آنکھیں پچھاؤں      دست بستہ پھر مُناؤں  
یا نبی! سلامُ علیک      یا رسول! سلامُ علیک  
یا حبیب! سلامُ علیک      صلوةُ اللہ علیک  
شورشِ رنج و الم کیا      کر سکے کوئی ستم کیا  
لڑکھرائیں اب قدم کیا      تم جو پاس ہو تو غم کیا  
یا نبی! سلامُ علیک      یا رسول! سلامُ علیک  
یا حبیب! سلامُ علیک      صلوةُ اللہ علیک

دل کو راس بھی تھی ہو غم شناس بھی تھی ہو  
 دل کی آس بھی تھی ہو دل کے پاس بھی تھی ہو  
 یا نبی! سلام علیک یا رسول! سلام علیک  
 یا حبیب! سلام علیک صلوة اللہ علیک  
 رنگ، جذب و حال کا دو سوزِ دل بلا کا دو  
 رزق بھی حلال کو دو صدقہ اپنی آل کا دو  
 یا نبی! سلام علیک یا رسول! سلام علیک  
 یا حبیب! سلام علیک صلوة اللہ علیک  
 نسبتوں سے کام لیں گے یہ مزے غلام لیں گے  
 جب یہ اُن کا نام لیں گے خود وہ بڑھ کے تھام لیں گے  
 یا نبی! سلام علیک یا رسول! سلام علیک  
 یا حبیب! سلام علیک صلوة اللہ علیک

نائب و اصحابِ سرور پہلے ہیں صدیقِ اکبر  
 پھر عمر، عثمان و حیدر بھیجے سلام ان پر  
 یا نبی! سلام علیک یا رسول! سلام علیک  
 یا حبیب! سلام علیک صلوة اللہ علیک

چشم و دل کا یحییٰ دونوں روحِ مشرقین دونوں  
 شہ کے نورِ عین دونوں ہیں حسنِ حسین دونوں  
 یا نبی! سلام علیک یا رسول! سلام علیک  
 یا حبیب! سلام علیک صلوة اللہ علیک  
 بیکسوں کا آسرا ہیں ناخدا ہیں، باخدا ہیں  
 کیا نہیں ہیں اور کیا ہیں گفتگو سے ماواری ہیں  
 یا نبی! سلام علیک یا رسول! سلام علیک  
 یا حبیب! سلام علیک صلوة اللہ علیک  
 دینِ حق کی ڈھال دونوں ہیں یہ بے مثال دونوں  
 فاطمہ کے لال دونوں مصطفیٰ کی آل دونوں  
 یا نبی! سلام علیک یا رسول! سلام علیک  
 یا حبیب! سلام علیک صلوة اللہ علیک  
 دین کا شباب ہیں یہ حافظِ کتاب ہیں یہ  
 مر و ماہتاب ہیں یہ مرتضیٰ کا خواب ہیں یہ  
 یا نبی! سلام علیک یا رسول! سلام علیک  
 یا حبیب! سلام علیک صلوة اللہ علیک

فقہ میں اک قول فیصل ہیں ابو حنیفہؒ اول  
 بعد میں اُن کے ہیں افضل مالکؒ و ادریسؒ و حنبلؒ  
 یا نبیؐ ! سلامُ علیک یا رسولؐ ! سلامُ علیک  
 یا حبیبؐ ! سلامُ علیک صلوٰۃ اللہ علیک  
 فقہ کے نظام چاروں محترم ہیں، نام چاروں  
 چل رہے ہیں جام چاروں حق پہ ہیں امام چاروں  
 یا نبیؐ ! سلامُ علیک یا رسولؐ ! سلامُ علیک  
 یا حبیبؐ ! سلامُ علیک صلوٰۃ اللہ علیک  
 قبلہ روشن ضمیراں تمکنت بخش فقیراں  
 دست گیر دستگیراں غوثِ پاک، پیرِ پیراں  
 یا نبیؐ ! سلامُ علیک یا رسولؐ ! سلامُ علیک  
 یا حبیبؐ ! سلامُ علیک صلوٰۃ اللہ علیک  
 بارِ فقر کی کلی ہیں مظہرِ غوثِ جلی ہیں  
 افتخارِ ہر ولی ہیں خواجہؒ مہرِ علی ہیں  
 یا نبیؐ ! سلامُ علیک یا رسولؐ ! سلامُ علیک  
 یا حبیبؐ ! سلامُ علیک صلوٰۃ اللہ علیک

من فدائے تو بجام جز درت درے ندانم  
 بے نیازِ این و آنم خاک یوسِ آستانم  
 یا نبیؐ ! سلامُ علیک یا رسولؐ ! سلامُ علیک  
 یا حبیبؐ ! سلامُ علیک صلوٰۃ اللہ علیک  
 اِس جہاں سے جب سفر ہو رُوئے پاک پر نظر ہو  
 یہ کرم نصیر پر ہو اُس کا سر ہو، تیرا در ہو  
 یا نبیؐ ! سلامُ علیک یا رسولؐ ! سلامُ علیک  
 یا حبیبؐ ! سلامُ علیک صلوٰۃ اللہ علیک

جس طرف سے وہ گلِ گلشنِ عدنان گیا  
ساتھ ہی قافلہٴ سُنبل و ریحان گیا  
اس بلندی پہ نہ ہرگز کوئی انسان گیا  
عرش پر بن کے وہ اللہ کا مہمان گیا  
لے کے جنت کی طرف جب مجھے رضوان گیا  
شور اُٹھا، وہ گدائے شہِ ذیشان، گیا  
مجھ خطا کار پہ کیا کیا نہ کیے تُو نے کرم  
میرے آقا! تری رحمت کے میں قربان گیا  
اتنی تسکین پسِ فریاد کہاں ملتی ہے  
کوئی مائل بہ سماعت ہے، یہ دل جان گیا  
اُس کے دامن میں نہیں کچھ بھی ندامت کے سوا  
جس کے ہاتھوں سے ترا دامنِ احسان گیا  
جب قدمِ دائرہٴ عشقِ نبی سے نکلا  
بات ایمان کی اتنی ہے کہ ایمان، گیا

ظلمتِ دہر میں تھا کاکشاں اُن کا خیال  
ذہن پر چادرِ فیضانِ سحرِ تان گیا  
ناخدائی اسے کہیے کہ خدائی کہیے  
میری کشتی کو اُبھارے ہوئے طوفان گیا  
کر لیا اُن کو تصوّر میں مخاطب جس دم  
روح کی پیاس بجھی، قلب کا ہیجان گیا  
لفظِ جَاءُ ذِک سے، قرآن نے کیا استقبال  
اُن کی چوکھٹ پہ، جو بنکر کوئی مہمان گیا  
تھا مدینے میں عرب اور عجم کا مالک  
وہ، جو مکہ سے وہاں بے سروسامان گیا  
دل کا رُخ پھیر لیا قصہٴ ہجرت کی طرف  
جب تڑپنا نہ شبِ غم کسی عنوان گیا  
خاک بوسی کی جو درباں سے اجازت چاہی  
لِلّٰہِ الحمد کہ وہ میرا کہا مان گیا  
اُن سے نسبت کی ضیا سے ہے مرا دل روشن  
خیر سے اس کے بھٹکنے کا ہر امکان گیا

فخرِ دولت بھی غلط ، نازِ نسب بھی باطل  
 کیا یہ کم ہے کہ میں دنیا سے مسلمان گیا  
 شاملِ حال ہوئی جب سے حمایت اُن کی  
 فتح کی زد سے نہ بچ کر کوئی میدان گیا  
 اِس گنہ گار پہ اِتمامِ کرم تھا ایسا  
 حشر میں دُور سے رضواں مجھے پہچان گیا  
 تا درِ غلڈ رہی چہرہٴ انور پہ نظر  
 سب نے دیکھا کہ میں پڑھتا ہوا قرآن گیا  
 میرے اعمال تو بخشش کے نہ تھے ، پھر بھی نصیر!  
 کی محمدؐ نے شفاعت تو خدا مان گیا

شرفِ یابِ معیت ، واقفِ آدابِ او آدنی  
 شہِ وائیل مو ، والشمس طلعت ، والضحیٰ سیما  
 ترے بحرِ ثنا میں زورِ قِ افکار کو ہم نے  
 چلایا پڑھ کے بِسْمِ اللہِ مَجْرَہَا وَ مَرْسَہَا  
 نبوت کی لڑی میں خوب چمکا ایک دن آخر  
 وہ دُرِجِ اصطفیٰ و اجتہا کا گوہر یکتا  
 یہ کس کا نور تھا جو کر گیا روشن دل و جاں کو  
 تصوّر سے یہ کس کے جگمگا اُٹھی شبِ یلدا  
 کھلے ہیں پھول کس کی یاد سے ویرانہٴ دل میں  
 چلی کس کی شمیمِ زلف ، مکائے ہوئے صحرا  
 بلا روزِ ازل وہ نور اُس کو دستِ قدرت سے  
 کہ جس کی ہر کرن تنہا تھی رشکِ صدِ یدِ بیضا  
 گئے تھے نیم شب وہ عرش پر ، شاید اسی خاطر  
 بشارتِ وسطِ قراں میں ہے سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی

خدا تک کیوں نہ پہنچے آدمی اُس کے تو سُئل سے  
 قدِ بالا ہے جس کا ، رہنمائے عالمِ بالا  
 اگر از درِ برانی در ز رُوئے رحمتِ خوانی  
 درِ اقدس پہ حاضر ہوں کما تبغی کما ترضی  
 ترے بحرِ حقیقت میں نمود اپنی جہابی ہے  
 ترے ہونے سے قائم ہوں، مرا ہونا نہ ہونا، کیا  
 چھپا لیجے نصیرِ بے نوا کو اپنے دامن میں  
 بہ علمِ حیدر و صبرِ حسین و چادرِ زہرا

درِ حضور سے در کوئی بھی بلند نہیں  
 وہ بدنصیب ہے جو اس سے بہرہ مند نہیں  
 وہ آفتابِ رسالت ہے تیرگی کا نقیض  
 کہ جیسے ظلمتِ شب، مہر کو پسند نہیں  
 اُسے ہو کیسے شعورِ غمِ بشر، جس کا  
 نفس گداز نہیں، جان درد مند نہیں  
 ہم اُس کے حلقہ بگوشوں میں ہیں، ہمارے لئے  
 زمین ہو کہ زماں، کوئی بھی کمند نہیں  
 رعونتِ نسبِی ہو کہ سیم و زر کا غرور  
 رہِ نیاز میں کوئی بھی سود مند نہیں  
 یہ اقتضائے محبت ہے، اُس سے دُور رہیں  
 جو بات سیدِ لولاک کو پسند نہیں

جہاں پہ خیر کے طائر قیام کرتے ہیں  
ابھی وہ بامِ سعادت تیر کمند نہیں  
ہے اُن پہ آئینہ سب حال، بن کے اپنا  
لبوں پہ مُر سسی، راہِ دل تو بند نہیں  
شہِ انام کے درسِ فروتنی کی قسم  
نصیر، بندہٴ عاجز ہے، خود پسند نہیں

ادھر بھی نگاہِ کرم یا محمد! صدادے رہے ہیں یہ در پر سوا لی  
بہت ظلم ڈھائے ہیں اہلِ ستم نے، دُبائی تری اے غریبوں کے والی  
نہ پوچھو دلِ کیفِ ساماں کا عالم، ہے پیشِ نظر اُن کا دربارِ عالی  
نگاہوں میں ہیں پھر حُضوری کے لمحے، تصوّر میں ہے اُن کے روضے کی جالی  
جسیں خیر سے مطلعِ خیر و احساں، بدنِ منبعِ نور، آبرو ہلا لی  
ادھر رُوئے روشن پہ والشمس کی ضو، ادھر دوش پر زلفِ وائلِ والی  
عطا کیجئے آلِ زہرا کا صدقہ، فضائل کے پھولوں سے دامن ہے خالی  
نہ عرفانِ حیدر، نہ فقرِ ابوذر، نہ حمکینِ سلماں، نہ صبرِ بلا لی  
سمندر بھرے نام کا جس کے پانی، اُسی نا خدا کی ہے یہ مہربانی  
تلاطم میں آیا جو دریائے عصیاں، تو کشتیِ مری ڈوبنے سے بچالی  
نہ اب میرا خونِ تمنا بے گا، جو مانگا ہے اُن سے، وہ مل کر رہے گا  
میں اُس شاہِ شاہاں کے در پر کھڑا ہوں، کبھی بات سائل کی جس نے نہ مالی



نوید بہاراں ملے کشتِ جاں کو، خبر دے کوئی جا کے لب تشنگاں کو  
 برسنے کو آیا ہے طیبہ سے بادل، وہ دیکھو اٹھی ہے گھٹا کالی کالی  
 سزاوار ہیں اب تو لطف و کرم کے، کھڑے ہیں جو سائے میں بابِ حرم کے  
 لئے اپنی آنکھوں میں اشکوں کے موتی، سجائے ہوئے دل کے زخموں کی ڈالی  
 زمانہ ہے گرچہ مسلسل سفر میں، مُسلم ہے دُنیا کے فکر و نظر میں  
 تری بے نظیری، تری بے عدیلی، تری بے شبیلی، تری بے مثالی  
 کرم ہے یہ سب آپ کا میرے آقا! بلایا مجھے اپنی چوکھٹ پہ، ورنہ  
 کہاں میری پلکیں، کہاں خاکِ طیبہ، کہاں میں، کہاں آپ کا بابِ عالی  
 نہ مجھ میں کوئی گفتگو کا قرینہ، نہ دامن میں حرف و بیاں کا خزینہ  
 یہ عجزِ سخن ہی تو ہے میری دولت، ہے میرا ہنر یہ مری بے کمالی  
 رہے سر پہ تاجِ شفاعت سلامت، ترا در رہے تا قیامِ قیامت  
 توجہ کی خیرات لے کر اٹھے گا، نصیر آج بیٹھا ہے بن کر سوالی

جو اہلِ دل ہیں، کیفیت سے کب باہر نکلتے ہیں  
 کہ ہر منظر سے طیبہ کے، کئی منظر نکلتے ہیں  
 شبِ معراج اُن کی اک جھلک جس راہ پر دیکھی  
 اُسی پر آج تک ہر شبِ مہ و اختر نکلتے ہیں  
 طوافِ قصر و ایوان اور ہم، توبہ، معاذ اللہ  
 کہ ہم جیسوں کے ارماں آپ کے در پر نکلتے ہیں  
 رہے آباد میخانہ ترا اے ساقیِ بطحی!  
 کہ جس سے انبیاء و اولیا پی کر نکلتے ہیں  
 عجب ہے اُن کے دیوانوں کا عالم راہِ طیبہ میں  
 جنونِ شوق کی اوڑھے ہوئے چادر نکلتے ہیں  
 جو زائر ہیں، وہ زندہ لوٹتے ہیں حاضری دے کر  
 جو عاشق ہیں، وہ اُن کے شہر سے مر کر نکلتے ہیں  
 بہا لے جائے جن کو موجِ عشقِ ساقی کوثر  
 قیامت میں سہی، لیکن لبِ کوثر نکلتے ہیں

تری نسبت کی دولت سیر چشتی بخش دے جن کو  
 شانِ بوالہوس سے وہ گدا بہتر نکلتے ہیں  
 میٹر آگیا تھا لمسِ نعلینِ نبیؐ جن کو  
 اب اُن ذرات سے خورشید کے تیور نکلتے ہیں  
 سرِ محشر کہیں گے آپؐ دامن خشک سب تیرے  
 مرے حصے میں کر دے جن کے دامن تر نکلتے ہیں  
 پرستارِ خرد ! نعتِ نبیؐ آساں نہیں اتنی  
 کہ یہ اشعار دل کی راہ سے ہو کر نکلتے ہیں  
 نصیر اپنی اُمیدیں بھی ہیں اُس کوچے سے وابستہ  
 کہ جس کوچے کے بے زر وقت کے بوڈڑ نکلتے ہیں

شاہانِ جہاں کس لئے شرمائے ہوئے ہیں  
 کیا بزم میں طیبہ کے گدا آئے ہوئے ہیں ؟  
 ہنگامہ محشر میں کہاں جس کا خدشہ  
 گیسو شہ کوئین کے لہرائے ہوئے ہیں  
 حاجت نہیں جُنش کی یہاں اے لبِ سائل !  
 وہ یوں بھی کرم حال پہ فرمائے ہوئے ہیں  
 یہ شہرِ مدینہ ہے کہ ہے اک کششِ آباد  
 محسوس یہ ہوتا ہے کہ گھر آئے ہوئے ہیں  
 ایثار و مساوات و مؤاخات و تواضع  
 یہ پھول سبھی آپ کے مہکائے ہوئے ہیں  
 گل اپنی عنایت سے نہ رکھیں ہمیں محروم  
 کچھ بھی ہیں، مگر آپ کے کھلائے ہوئے ہیں

یا شاہ اُم ! ایک نظر اُن کی طرف بھی  
 دامانِ تمنا کو جو پھیلانے ہوئے ہیں  
 خورشیدِ جہانتاب ہو ، یا ماہِ شبِ افروز  
 دونوں ترے چہرے سے ضیا پائے ہوئے ہیں  
 ملتی نہیں دل کو کسی پہلو بھی تسلی  
 لمحاتِ حُضوری ہیں کہ تڑپائے ہوئے ہیں  
 اِس وقت نہ چھیڑ اے کششِ لذتِ دنیا !  
 اِس وقت مرے دل کو وہ یاد آئے ہوئے ہیں  
 سلطانِ دو عالم کی عطا اور یہ عاصی  
 کچھ لوگ تو اِس بات پہ چکرائے ہوئے ہیں  
 حاوی ہے فلکِ کُلّیتاً جیسے زمیں پر  
 اِس طرح مرے ذہن پہ وہ چھائے ہوئے ہیں  
 جنت کی فضائیں اُنہیں بہلا نہ سکیں گی  
 جو آپ کی گلیوں کی ہوا کھائے ہوئے ہیں  
 بن جائے گی محشر میں نصیر اب تری بگڑی  
 سرکار ، شفاعت کے لئے آئے ہوئے ہیں

بے مثل ہے کونین میں سرکار کا چہرا  
 آئینہ حق ہے شرِ ابرار کا چہرا  
 دیکھیں تو دعا مانگیں یہی یوسفِ کنعاں  
 تکتا رہوں خالق ! ترے شہکار کا چہرا  
 اے مُطلبی پُھول ! بہاروں کے پیمبر  
 کھلتا ہے ترے نام سے گلزار کا چہرا  
 خورشیدِ حلیمہ ! تری مشتاق ہیں آنکھیں  
 بھاتا نہیں اب ماہِ ضیا بار کا چہرا  
 اے خلد ! کروں گا ترا دیدار بھی ، لیکن  
 اِس دم ہے نظر میں ، ترے مختار کا چہرا  
 والشمس کی یہ داؤِ قسم کہتی ہے مڑ کر  
 بے داغ رہا شاہ کے کردار کا چہرا  
 جلووں سے ہو معمور نہ کیوں دل کا مدینہ  
 آنکھوں میں ہے اُس مطلعِ انوار کا چہرا

دورانِ شفاعت وہ مسکوں بخش دلا سے

بے فکرِ ندامت ہے گنگار کا چرا

کھلتا ہی گیا پھول کی صورتِ دمِ آخر

اُترا نہیں دیکھا ترے بیمار کا چرا

پوچھا جو یہ سائل نے کہ کیا چیز ہے احسن

صدیقؑ نے برجستہ کہا، ”یار کا چرا“

اُترے پس مرگ اُس کی زیارت کو فرشتے

نکھرا وہ ترے طالبِ دیدار کا چرا

جھپکے جو نصیر آنکھ دمِ نزع تو یارب !

پتلی میں پھرے احمد مختار کا چرا

ہے جن کی خاکِ پاؤںِ مہ پر لگی ہوئی

اُن کی لگن ہے دل کو برابر لگی ہوئی

شاہِ اُمم لٹائے چلے جا رہے ہیں جام

پیاسوں کی بھیڑ ہے سرِ کوثر لگی ہوئی

زہراؑ، حسینؑ اور حسنؑ کا غلام ہوں

مہر علیؑ کی مہر ہے مجھ پر لگی ہوئی

قربان اے خیالِ رُخِ مصطفیٰ ! ترے

رونق ہے ایک ذہن کے اندر لگی ہوئی

نکرنہ لے نبیؐ کی شریعت سے، ہوش کر !

دوزخ میں جھونکتی ہے، یہ ٹھوکر لگی ہوئی

میرا کفن ہو تارِ ادب سے بُنا ہوا

ہو ساتھ التماس کی جھال لگی ہوئی

یادِ رسولِ پاک میں ہر آنکھ تر رہے  
اشکوں کی اک سیل ہو گھر گھر لگی ہوئی

آقا! بلائے حرص و حسد سے بچائیے  
پچھے یہ سب کے ہاتھ ہے دھو کر لگی ہوئی

تکتے ہیں جس کو شمس و قمر رات دن نصیر  
اپنی نظر بھی ہے اُسی در پر لگی ہوئی

کہتے ہیں جس کو عشق وہ اک آگ ہے نصیر  
بُجھتی نہیں سنی ہے یہ اکثر، لگی ہوئی

غلامِ حشر میں جب سیدالواری کے چلے  
لوائے حمد کے سائے میں سر اٹھا کے چلے  
چراغِ لے کے جو عشاقِ مصطفیٰ کے چلے  
ہوائے تند کے جھونکے بھی سر جھکا کے چلے  
وہیں پہ تھم گئی اک بار گردشِ دوراں  
جہاں بھی تذکرے سلطانِ انبیا کے چلے  
ہے دیدنی یہ مدینے کے عاشقوں کا چلن  
جہیں پہ خاکِ درِ مصطفیٰ سجا کے چلے  
یہ کس کا شہر قریب آ رہا ہے دیکھو تو  
دُرود پڑھتے ہوئے قافلے ہوا کے چلے  
نہیں ہے کبر کی رخصتِ حرم میں زائر کو  
ادب کا ہے یہ تقاضا کہ سر جھکا کے چلے  
وہ اُن کا فقر کہ رشک آئے خود سلیمان کو  
وہ اُن کا حُسن کہ یوسف بھی منہ چھپا کے چلے

سرِ نیاز جھکایا جنہوں نے اُس در پر  
وہ خوش نصیب ہی دنیا میں سر اٹھا کے چلے  
سہلے کی علتِ حرمت میں تھا یہ پہلو بھی  
کہ پُل صراط پہ مومن نہ لڑکھڑا کے چلے  
طلب ہوئی سرِ قوسین جب شبِ اسری  
حضور، واقفِ منزل تھے، مُسکرا کے چلے  
اُنہیں کی زیست ہوئی آبرو کے ساتھ بسر  
جو اُن کی چادرِ نسبت میں سر چھپا کے چلے  
✓ نظر بہ عالمِ پاکیزگی پڑے اُن پر  
مسافرانِ لحدِ اس لئے نہا کے چلے  
جنابِ آمنہ اُٹھیں بلائیں لینے کو  
جو تاجِ سر پہ شفاعت کا وہ سجا کے چلے  
نصیر اُن کے سوا کون ہے رسولِ ایسا  
جو بخشوانے کو آئے تو بخشوا کے چلے  
نصیر! تجھ کو مبارک ہو یہ ثباتِ قدم  
کہ اس زمیں میں اکابر بھی لڑکھڑا کے چلے

مجھ پہ بھی چشمِ کرم اے مرے آقا! کرنا  
حق تو میرا بھی ہے رحمت کا تقاضا کرنا  
میں کہ ذرہ ہوں مجھے وسعتِ صحرا دے دے  
کہ ترے بس میں ہے قطرے کو بھی دریا کرنا  
میں ہوں بے کس، ترا شیوہ ہے سہارا دینا  
میں ہوں بیمار، ترا کام ہے اچھا کرنا  
تو کسی کو بھی اٹھاتا نہیں اپنے در سے  
کہ تری شان کے شایاں نہیں ایسا کرنا  
تیرے صدقے، وہ اُسی رنگ میں خود ہی ڈوبا  
جس نے، جس رنگ میں چاہا مجھے رُسوا کرنا  
یہ ترا کام ہے اے آمنہ کے دُرِ یتیم!  
ساری اُمت کی شفاعت، تنِ تنہا کرنا  
کثرتِ شوق سے اوسانِ مدینے میں ہیں گم  
نہیں کھلتا کہ مجھے چاہیے کیا کیا کرنا

یہ تمنائے محبت ہے کہ اے داورِ حشر!  
فیصلہ میرا سپردِ شہِ بطحیٰ کرنا  
آل و اصحاب کی سنت، مرا معیارِ وفا  
تیری چاہت کے عوض، جان کا سودا کرنا  
شاملِ مقصدِ تخلیق یہ پہلو بھی رہا  
بزمِ عالم کو سجا کر ترا چرچا کرنا  
بہ صراحت وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ میں ہے  
تیری تعریف کرانا، تجھے اُونچا کرنا  
تیرے آگے وہ ہر اک منظرِ فطرت کا ادب  
چاند سورج کا وہ پہروں تجھے دیکھا کرنا  
طبعِ اقدس کے مطابق وہ ہواؤں کا خرام  
دھوپ میں دوڑ کے وہ ابر کا سایا کرنا  
کنگروں کا ترے اعجاز سے وہ بول اُٹھنا  
وہ درختوں کا تری دید پہ جھوما کرنا

وہ ترا درس کہ جھکنا تو خدا کے آگے  
وہ ترا محکم کہ خالق ہی کو سجا کرنا  
چاند کی طرح ترے گرد وہ تاروں کا ہجوم  
وہ ترا حلقہٴ اصحاب میں بیٹھا کرنا  
قابِ قوسین کی منزل پہ یکایک وہ طلب  
شبِ اسری وہ بلانا، تجھے دیکھا کرنا  
دشمن آجائے تو اُٹھ کر وہ پچھانا چادر  
حُسنِ اخلاق سے غیروں کو وہ اپنا کرنا  
کوئی فاروق سے پوچھے کہ کسے آتا ہے  
دل کی دُنیا کو نظر سے تہ و بالا کرنا  
اُن صحابہ کی خوش اطوار نگاہوں کو سلام  
جن کا مسلک تھا، طوافِ رُخِ زیبا کرنا  
مجھ پہ محشر میں نصیر اُن کی نظر پڑ ہی گئی  
کہنے والے اسے کہتے ہیں ”خدا کا کرنا“

ہے سراپا اُجالا ہمارا نبیؐ  
 رحمتِ حق تعالیٰ ہمارا نبیؐ  
 جس کا کونین میں کوئی ثانی نہیں  
 ہے وہ جگ سے نرالا ہمارا نبیؐ  
 پل رہا ہے جہاں جس کی خیرات پر  
 وہ حلیمہ کا پالا ہمارا نبیؐ  
 آبِ کوثر پیس گے تو صرف اس لئے  
 ہم کو بخشے گا پیالا ہمارا نبیؐ  
 سطحِ فکر و نگاہِ بشر سے کہیں  
 ہے بلند اور بالا ہمارا نبیؐ  
 کل سرِ پل جو کچھ لڑکھڑائے بھی ہم  
 ہم کو دے گا سنبھالا ہمارا نبیؐ  
 ہے مُسلم رسولوں کا رُتبہ ، مگر  
 سب سے رُتبے میں اعلیٰ ہمارا نبیؐ

غم نہیں ہم کو تاریکیِ قبر کا  
 بخش دے گا اُجالا ہمارا نبیؐ  
 جس کی نسبت سے ہو جائیں گے پار ہم  
 ہے وہ سچا حوالا ہمارا نبیؐ  
 آج جس کے سبب ، راہِ دل بند ہے  
 کھول دے گا وہ تالا ہمارا نبیؐ  
 کیوں نصیرِ اہلِ دنیا پہ رکھیں نظر  
 ہم کو ہے دینے والا ہمارا نبیؐ



## نعتیہ

رات آسری دی فضل خزانیاں نوں، اُمت واسطے مری سرکار لُٹیا  
 مُسرّمہ پا مازاغ دا فیر آقا، پالن ہار دا خاص دیدار، لُٹیا  
 کہندے ڈرے مینے دی وادیاں دے، ساڈا ہوش اُس ناقہ سوار لُٹیا  
 مزا ساہواں دی پاک خوشبو والا، یارِ غار لُٹیا، یاں فر غار لُٹیا

## نعتیہ

کرن خاور دے شاہ دی، لاٹ چن دی، تھر تھر کنبے جس دے در و بام چم کے  
 جا کے چرخ تے ماہ تمام بنیا، جس دی خاک نوں ماہ تمام، چم کے  
 عاشق اوس دے لئی رستے بھل بیٹھے، ڈرے ڈرے نوں گام بہ گام چم کے  
 مثل برق اُوہ شاہ آسوار لنگھیا، دیدے رہ گئے گردِ خرام چم کے

## نعتیہ

اُس دی گل چھیڑو! جس دی اک گل توں، سارا عالم، تے بزمِ ظہور صدقے  
جس دا نگہِ دلیل وجود رب دی، جمدے عشق توں، عقل و شعور صدقے  
طُورِ چشم تے جس دے کلیم پکاں، وال وال اتوں لکھاں طُور صدقے  
گھولی مُٹک، تے چشم غزالِ قرباں، دَورِ جام واری، زُلفِ حُور صدقے

حضرت پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی قدس سرہ کی

## تصنیفات

1 تحقیق الحق فی کلمۃ الحق یہ کتاب کلمہ طیبہ کی تشریح اور مسئلہ وحدت الوجود کے بیان میں ہے جو حضرت نے لکھنؤ کے مشہور صوفی مولانا سید عبدالرحمن صاحب مرحوم کی کتاب کلمۃ الحق کے جواب میں تحریر فرمائی۔ شاہ صاحب لکھنؤ نے مسئلہ وحدت الوجود کو کلمہ طیبہ کا مدلول ثابت فرما کر تمام اُمتِ محمدیہ کو اس کشفی مسئلہ کے ساتھ مکلف فرمادیا تھا حضرت پیر صاحب نے اپنی خدا داد علمی و عرفانی قابلیت سے نہ صرف شاہ صاحب کے اس خطرناک نظریہ کی تردید فرمائی بلکہ صوفیائے کرام کے مسلک کے مطابق مسئلہ مذکورہ کی ایسی مدلل تشریح فرمائی جو اربابِ علم و ذوق کے لئے خضرِ راہ ہے۔ کتاب کے آخر میں صوفیائے وجودیہ کے طریقہٴ سلوک و توجہ کو عمدہ انداز میں بیان فرما کر سرکارِ دو عالم آ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرت طیبہ کا بھی بیان فرمایا ہے۔ 211 صفحات پر مشتمل تیسرا ایڈیشن جس میں عربی اور فارسی کی عبارات کا اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

2 شمسُ الہدایہ یہ کتاب حضرت مسیح ابن مریم کے زندہ آسمان پر تشریف لے جانے اور قیامت کے دن واپس زمین پر نزول فرمانے کے موضوع پر قرآن و سنت کی روشنی میں تحریر فرمائی گئی اور اس میں ختم نبوت جیسے متفقہ اور اجماعی عقیدہ کے متعلق تمام اعتراضات اور شکوک و شبہات کی مدلل تردید تحریر ہے۔ 66 صفحات پر مشتمل تیسرا ایڈیشن۔

3 سیفِ چشتیانی ہر طبقہ کے علمائے کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حیاتِ مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت کے موضوع پر اس سے بہتر اور مستند کتاب کبھی نہیں لکھی گئی۔ قوتِ استدلال اور طرزِ بیان بے نظیر ہے علم دوست اصحاب میں بے حد مقبول ہے۔ 230 صفحات پانچواں ایڈیشن۔

4 اعلاء کلمۃ اللہ یہ کتاب وما اھل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ہے جس میں پیر صاحب نے مسائلِ نذر و نیاز، سماجِ موٹے، استمدادِ اولیائے کرام کو نہایت شستہ انداز میں بیان فرمایا ہے اور ان مسائل میں اہل اسلام میں جو اختلافات مدت سے چلے آ رہے ہیں انہیں اعتدال و انصاف کے ساتھ ختم کرانے کی کوشش فرمائی ہے۔ 146 صفحات، پانچواں ایڈیشن۔

5 مکتوباتِ طیبات یہ کتاب آنجناب کے خطوط اور تحریرات کا مجموعہ ہے جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے احباب اور متعلقین کی طرف تحریر فرمائے ان میں بہت سے مسائلِ شریعت و طریقت کا حل موجود ہے۔